یا صاحب البرکات والنجات

مصنفہ حضرت سلطان العاشقین قدوۃ السالکین جناب سید شاہ برکت اللہ

الملقب بہ صاحب البرکات صاحب درگاہ علیہ مارہرہ قدس سرہ العزیز

مجمع البرکات

دیوان عشقی

مثنوی ریاض عشق

رسالہ سوال و جواب

عوارف ہندی

جسکو جناب حافظ حاجی سید علی احسن صاحب احسن سجادہ نشین درگاہ علیہ برکاتیہ نے مع دیباچہ

مرتب کیا اور بندۂ ہیچمیرز خاقانی وفا مارہروی نے اپنی فرمایش سے

مرقع عالم پریس ہردوئی میں چھپوایا

محمد مبارک اللہ کاتب پی نویس نقاش مارہروی

(باہتمام محبوب احمد ایجنٹ مطبع)

قیمت فی جلد (عہ)

ریاض سخن

پھولے ہین اب تو مردم دیدۂ چمن کے پھول
آنکھون سے چن رہے ہین ریاض سخن کے پھول

حضرات یہ وہ گلدستہ ہے جسکی ہر بیتی سے ناظر کو ایک خاص دلچسپی ہوتی ہے اسکے ہر ایک پہول کو معشوق کے گل عارض سے تشبیہ دیجاتی ہے اس گلدستہ کو ریاض سخن مین پہولے پہلے آج دس مہینے ہوچکے ہر مہینے مین ایک نئے رنگ سے اپنے حسن و جمال کی خوبیان پبلک کو دکہاتا ہے اس گلشن سخن کی جو شخص سیر کرے اسکو وہ لطف حاصل ہونگے جسکے بیان سے ہماری زبان قاصر ہے کہین سوسن اپنی زبان آوری کا سبق دے رہی ہے کہین نرگس آنکھون ہی آنکھون مین بلبل کو گل کی محبت کا اشارہ کر رہی ہے کہین جوانان چمن مست الست کیطرح جھوم رہے ہین کہین سرو اپنے خرام ناز سے عاشق مزاج دلونکو پامال کر رہا ہے غرض کہ یہ وہ گلدستہ ہے جسکی درستی کیلیے حضرت داغ بالقابہ اور حضرت امیر اور حضرت شوق اور حضرت جلال اور حضرت احسان اور حضرت مضطر اور حضرت شہیر جیسے لوگ اپنا اپنا عزیز وقت صرف کرتے ہین پبلک کے مذاق کے موافق علاوہ نظم کے آٹھ صفحے ناول کے بھی شایع کیے جاتے ہین اور نیز بامذاق لوگونکے لیے کچھ تہوڑا سا فارسی کلام بھی اس گلدستہ کے ساتھ شایع ہوتا ہے جسکے مصنف ایک مشہور اور مستند بزرگ جناب عالم و فاضل حضرت فرجدی سید شاہ صاحب عالم صاحب صاحب قدس سرہ العزیز سجادہ نشین درگاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ ہین جسکی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے گویا خاص اہل فارس کا کلام ہے اس مجموعۂ سخن کی سالانہ قیمت صرف مبلغ (عـه/) معہ محصول ڈاک ہے جو صاحب محض گلدستہ نظم لینگے اُنسے ایک روپیہ (عـه) اور معہ ناول (عـه/) معہ فارسی کلیات (عـه/) روپیہ ہے غرض کہ ہر پارٹ اسکا قابل دید ہے منگائیے اور جلد منگائیے

المشتہر
سید علی احسن احسن مینجر ریاض سخن مارہرہ ضلع ایٹہ

مقدمہ

یا صاحب الکرامات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
و آلہ و صحبہ ذی الفضل العظیم

خدا در انتظار حمد ما نیست | محمد چشم بر راہ ثنا نیست

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ و اولیاء امتہ اجمعین
فی الحقیقت وہ مشہور و معروف خاندان جسکے ہر ایک جزو کو خاص و عام معزز نگاہون
سے دیکھتے ہون اور واقعی وہ قابل افتخار و اعزاز ہو تو اُسکے وہ حالات جنکی وجہ سے
اُس خاندان کے حضرات بابرکات مفتخر خیال کیے گئے ہین اگر قلمبند نہ کیے جائین
تو اُس خاندان کے اعقاب بدنصیب خیال کیے جائین گے۔

مین اسوقت سادات بلگرام کے ایک بزرگ یعنی اپنے جد امجد قدوۃ السالکین

سلطان العاشقین حضرت سید شاہ برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات
قدس اللہ سرہ العزیز کے مختصر حالات لکھکر آنکی تصنیف کے مجموعہ مین بطور دیباچہ
چھپان کیئے دیتا ہون ناظرین سے امید ہے کہ اسکو قدر کی نگاہون سے
دیکھکر مجھکو عزت بخشین گے۔

اصل مین آپکا اور آپکے آباو اجداد کا مولد و مسکن قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی جو ملک
اودھ مین ہے تھا مگر آپکے جد امجد حضرت سید شاہ عبد الجلیل خلف اکبر
حضرت میر عبد الواحد قدس اللہ اسرار ہما جو ایک مشہور و معروف بزرگ ہین مارہرہ
کے قیام کا سبب ہوے جنکی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپکی طبیعت تنہائی
پسند بہت تھی اور اہل تصوف مین صاحب جذبہ قوی مانے جاتے تھے آپ اکثر
صحرا نوردی کیا کرتے تھے چنانچہ عرصہ تک اسی ذوق و شوق مین اپنے وطن اور
عزیزون سے کنارہ کش رہے آپکی عمر کا قریب قریب نصف حصہ اسی حالت
مین گزرا مدت تک آپنے اپنے اعزا کو اپنی طرف چشم براہ انتظار رکھا اتفاقاً ایک
مرتبہ اسی حالت بیخودی مین ایک جماعت کے ساتھ آپکا گذر بلگرام مین ہوا —
یہ وہ زمانہ ہے کہ جن تاریخون مین حضرت بدیع الدین شاہ مدار کا سالانہ عرس
ہوا کرتا ہے۔ مکن پور جہان کہ حضرت موصوف کا مزار واقع ہے بلگرام سے قریب تر ہے

اور اُس زمانے مین اُسکا راستہ بلگرام ہی ہو کر تہا یہ وہی جماعت تھی جو بغرض شمول
برکات عرس و فاتحہ مکن پور جاتی تھی غرضکہ جب آپ بلگرام پہونچے اور اوس محلہ
مین پہنچے کہ انکی ہمشیر کا مکان تہا گذرے اتفاقاً انکی بہن نے انکو دیکہکر پہچانا
اُنہون نے اُس محبت جبلی سے مجبور ہوکر (جو خدا نے ہر ایک بہن بہائی کے
دل مین ودیعت کی ہے) باواز بلند پکارا اگرچہ تو وہ دوسرے ہی عالم مین تہے وہ آواز
نہ سنی آخر بمشکل تمام اپنی ہمشیر کے گہر مین آگئے اور اپنے عزیز اقربا کے سمجہانے
بجہانے سے وہ دن اسی گہر مین گذرا اور آخر شب سبکو سوتا چہوڑکر وہان سے
نکل کہڑے ہوئے اسی سفر مین آپکا گذر اترنجی کہیڑہ پر ہوا یہ کہیڑہ مارہرہ سے جانب شرق
واقع ہے یہ جگہ عرصے سے غیر آباد ہے چونکہ اسپر ایک بزرگ کا مزار واقع ہے جو
حسین شہید کے نام سے مشہور ہے اسلیئے اس مقام پر اب بھی معدودے چند
خادمون کا قیام رہتا ہے ۵۸۶ھ مین جبکہ سلطان محمد معز الدین سام الملقب بہ
شہاب الدین غوری خلافت گاہ غزنی پر جلوہ فرما ہوا تو چند مرتبہ دوبارادہ تسخیر
ملک ہندوستان مین آیا حتی کہ ۵۸۸ھ مین بعد محاربہ عظیم راے پتہورا بادشاہ
دہلی کو زندہ گرفتار کیا اور سب سے پہلے سلاطین اسلامیہ مین تخت سلطنت دہلی پر جلوہ افروز
ہوا اسی درمیان مین راجہ بین سے جو اترنجی کہیڑے کا مالک تہا کچہہ ملکی

پیچیدگیان ہوکر نوبت بمحاربہ پہونچی چنانچہ ایک مرتبہ بذات خاص خود شہاب الدین نے
لشکر کشی کرکے فتح کیا اور بذریعہ سرنگ کل عمارت نیست ونابود کردی اسی
حادثہ مین راجہ بمعہ جملہ متعلقین ومتوسلین دبکر مرگیا اُس زمانہ سے وہ قلعہ بطور
ٹیلہ کے ویران پڑا ہے۔

بہرحال حدود سنہ ۱۰۱۷ھ مین حضرت کا گزر اُس غیر آباد جگہ مین ہوا اور کچھ دنون تک
شہید موصوف کے مزار پر آپ کا قیام رہا شدہ شدہ آپ کے قیام کی خبر مارہرہ پہونچی محمد
وزیر المخاطب بہ چودہری وزیرخان جنکے آبا و اجداد سلاطین عصر کی طرف سے علاقہ
مارہرہ کے قانون گو مقرر تھے اور یہ خود بھی اس عہدہ پر معمور اور مارہرہ کے رئیس اعظم
تھے اس خبر کو سُنکر بہت خوش ہوے اور گویا بہ الہام غیبی ایک دن علی الصباح اپنے
ساتھ ایک جماعت بزرگ لیکر حضرت کے استقبال کے لیے پہونچے اتفاقاً
حضرت بھی اُس روز ٹیلے سے اُترکر خراماں خراماں مارہرہ کی طرف آرہے تھے
راستے ہی مین وزیرخان سے ملاقات ہوئی اور وہ آپ کو بہ اعزاز تمام مارہرہ لائے
غرضکہ اُس زمانے سے پیرزادگان مارہرہ کی بنیاد مارہرہ مین قائم ہے بعد تشریف آوری
حضرت کی عمر کے تقریباً چالیس برس مارہرہ مین گزرے اور ہین بعہد سلطنت
ابوالمظفر سلطان خرم شہاب الدین محمد شاہجہان ساتوین صفر سنہ ۱۰۵۷ھ کو اس جہان فانی

سے جا سے فرمائی آپ کا مزار مارہرہ مین زیارتگاہ انام ہے آپکے صاحبزادے
حضرت میر ابراہیم بلگرام سے مارہرہ مین اکثر تشریف لایا کرتے تھے مگر اُن کا مستقل
قیام یہان نہین رہتا تھا حضرت میر عبد الجلیل کے بعد آنکے معتقدین نے بہت
چاہا کہ حضرت میر اویس مارہرہ مین اپنی سکونت اختیار کرین مگر آپنے آنکی درخواست
نامنظور کی البتہ بہ نسبت سابق کے یہان قیام زیادہ کرنے لگے سنہ ۱۰۹۷ھ مین
جبکہ آپ بلگرام تشریف لے گئے تھے حیات مستعار نے وفا نہ کی اور وہین انتقال
فرمایا حضرت صاحب البرکات انہین بزرگ کے بڑے صاحبزادہ ہین اب مین اپنے
معزز ناظرین کو حضرت صاحب البرکات کے حالات کی طرف متوجہ کرتا ہون -

حضرت صاحب البرکات کی ولادت باسعادت کا وہ زمانہ ہے جبکہ ابو المظفر محی الدین
محمد اورنگزیب عالمگیر کو تخت سلطنت پر بیٹھے دو برس گزر چکے تھے آپکا سال ولادت
سنہ ۱۰۷۰ھ ہے آپنے ایک شعر مین اپنی تاریخ ولادت خود لکھی ہے ؎

سالِ تولدم ہمہ تقویم دان شہر ۔۔ روے حساب شائق خوبان نوشتہ اند (۱۰۷۰ھ)

آپکی ولادت قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی مین واقع ہوئی اپنے والد بزرگوار حضرت میر اویس
صاحب کی حیات تک آپکی عمر کا حصہ بلگرام ہی مین گزرا بعد وفات اپنے والد ماجد
کے کالپی تشریف لے گئے اور وہان حضرت سید شاہ فضل اللہ صاحب سجادہ

سے دست بیعت ہوکر بارہرہ تشریف لائے حضرت میر غلام علی آزاد بلگرامی اپنے تذکرہ
مآثر الکرام میں شرح تحریر فرماتے ہیں۔

سید برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات بن سید اویس بن سید عبد الجلیل بن
میر عبد الواحد بلگرامی قدس اللہ اسرارہم شاہباز بست آشیانش سدرۃ المنتہیٰ و یکہ
تاز بست سیادتش سموات علیٰ شعشعہ ولایت از جبینش پیدا و جبروت فقر
از ناصیہ اش ہویدا مدۃ العمر سر بر آستانہ خالق گذاشت و قدم بر در مخلوقے نفرسود
امیر و فقیر فرش آستانش بودند گوئے سعادت از صمد علوی و سفلی مے ربودند
اگرچہ اوائل حال دست بیعت بجناب سید حمزہ بن سید عبد الغنی بلگرامی قدس سرہ
داد اما از مبادی عہد شباب تا آغاز ایام کہولت صحبت سید العارفین میر سید
لطف اللہ عرف شاہ لدھا قدس سرہ لازم گرفت و تحقیق استعدادش بہ فروغ
باطن اقدس رنگ کمال پذیرفت و از مشرب خاص آنحضرت حظے مستوفی
اندوخت و سند خلافت و اجازت اخذ نمود سید العارفین را نسبت بایشان
معاملات معنوی خاص بود و مکاتیب محتوی بر اسرار حقائق و معارف اکثر بنام
مشار الیہ شرف صدور یافت بسیارے ازان مکاتیب در نسخہ انیس المحققین
مندرج است طالبان را از مطالعہ آن حظ روحانی حاصل مے شود و نیز صاحب البرکات

بدار الولایت کالپی رفتہ از خدمت مخدوم زادہ عالیجناب شاہ فضل اللہ بن میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما تیمناً و تبرکاً سند اجازت و خلافت التماس نمود حضرت مخدوم زادہ قدس سرہ التفات ہا و عنایت ہا مبذول داشت و بہ عطائے مثال خلافت پایہ اش را بلند گردانید و بہ اعزاز و اکرام فراوان رخصت فرمود" الخ

اوّل اول جبکہ حضرت صاحب البرکات مارہرہ تشریف لائے تو اپنی جد بزرگوار کی خانقاہ مین قیام کیا جسکے ہمسایہ مین اکثر رذیل اقوام کا مسکن تھا چونکہ ایسی جگہہ آپکے قیام کے لیے مناسب نہ تھی اسلیئے آپنے وہان سے ترک سکونت کرکے اوس جگہہ قیام فرمایا جو فی الحال بستی پیرزادگان کے نام سے مشہور ہے جبکہ آپ کو اپنے قیام کی طرف سے پورا پورا اطمینان ہوگیا اُسوقت آپنے اہل و عیال کو بلگرام سے طلب فرمایا اور مارہرہ کو اپنا وطن قرار دے دیا آپکے دونون صاحبزادے یعنی حضرت شاہ آل محمد و حضرت صاحب النجات شاہ نجات اللہ بلگرام ہی مین پیدا ہوے پھر جبکہ آپ کا مستقل قیام اس خیر آباد جگہہ مین ہوا تو باہتمام اکثر معتقدین والا شان عمائد کنبوہ خانقاہ اور مسجد تعمیر ہوئی آپکے فضل و کمال کا شہرہ تھوڑے سے ہی عرصے مین آویزہ گوش آفاق ہوا اور اکثر عمال اور تعلقدار

آپکے معتقد و مرید ہوئے۔

اگرچہ آپکو اسناد خلافت سلاسل خمسہ اباً عن جدٍ حاصل تہین مگر آپنے زیادہ ترواج سلسلۂ علیۂ قادریہ کو دیا ہمیشہ آپ مطابق شریعت غرّہ عمل درآمد فرمایا کرتے تھے آپکے معتقدین یا مریدون مین بھی اگر کوئی خلاف شرع رسوم کا شیوع کرتا تو آپ اسکو تنبیہ فرماتے بلکہ اکثر لوگ جو باہر کے آجاتے اور وہ معاصی و مناہی مین مبتلا ہوتے تو آپ اُنکو بطریق سنّت سنیّہ اپنے اخلاق سے ایسا گرویدہ کرتے کہ وہ خود بخود اُن افعال قبیحہ سے تائب ہو جاتے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ دو ایک حکایتین آپکی عادات اور اوصاف اور اخلاق کی جو آپکے چہوٹے صاحبزادے حضرت صاحب النجات نے قلمبند فرمائی ہین۔ بعبارتہ نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کرون۔

ذکر اتیت و مسلمان شدن آن

وقتیکہ راجہ خوشوقت رائے قوم کہتری عامل مارہرہ بود فقرائے ہنود از فرقہ اتیت آمدہ زیر درخت نیب کہ متصل آبادی سرائے بر دروازہ کٹرہ احمد سعید خان صاحب جاگیردار واقع است فرود آمدند سردار آنہا ہر صبح و شام رسنے بر درخت آویختہ بدان خود را آویزان میساخت بطروے کہ سر زیر و پا بالا و در زیر آن آتش

می افروخت وناقوس می نواخت وبران آتش مشتعل چوله بر شعله آمده رفت
سے کرد وآسیب آتش باو نمیرسید تمامی هنودان جمع شده گرداگرد دست بسته
باادب تمام می ایستادند بعد دو گهڑی که فرو می آمد انگشتهاے آن آتش افروخته
را تبرک کرده مے بردند ونذرهاے از هر قسم مے آوردند بعد دوسه روز از اهل
اسلام هم جمع شدند وبطرز هنودان انگشتهاے میگرفتند ونیازهاے کردند
شهره عام وغلو تمام شد روزے بعد نماز عصر فقیر اکثر در باغچه که الحال درگاه دوانجاست
مے آمد از انجا آن زمره تبطلے مے آمد آن اثنیت سے سردار سر و پا برهنه بطرزے که
لنگ بسته نشسته بود تنها برخاست ودیدم که بسوے ما می آید جوانی خوبصورت
نعلین چوبین در پاے بے آنکه از کسی پرسد دعا وسلام کند روان روان بوره اند
درآمد گویا که او را کسی گرفته مے برد در آنوقت در حضور حضرت صاحب چندان انبوه
نبود وسعد دوسے چند حاضر بودند وقاعده چنین بود که همیشه حضرت صاحب هرگز
زینهار گاهے بطرفے نمی نگریستند مگر کسی که روبرو آید یکبارگی نظر برداشته
بسوے او می نگریستند آن نگاه که ـــه

آیا بود که گوشه چشمے بما کنند		آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند

کسانیکه این حالت دیده اند میدانند که هیچ چشم مست بدان مستی ومخموری نظر

نیامده و نیز اکثر ضابطه بود که تکلم با هر یک از زبان نمی نمودند مگر بنا بر ضرورت
یا اشارت سیفرمودند مثلاً اگر کسے تازه وارد سے روبرو شد بچشم اشاره شد
و بعض وقت لب بسته بدست مبارک ایما فرمودند اگر آینده معلوم کرد جواب
عرض نمود و الا حاضران گفتند که از کجا ئی غرض که رعب جناب عالی بر اہل
مجلس نظیر و ہیبت و صلابت بشانستے بود که از اہل دنیا و علما و فقرا ہزارہا
معاینه شده که استفسار نکته یا استکشاف عقده نمودند جناب عالی ہر چه
از زبان مبارک ارشاد فرمودند سائلان یارائے تکرار نداشتند و ہم
گرونکشان که روبرو شدند با ادب خشوع و خضوع کردند الحاصل که آن ایت
را دیده نیز مہمان و تیسره اشاره فرمودند ہمانجا با ادب تمام استاده عرض
کرد که فقیر ہم وارد دوارکا که معبد ہندوان است می آیم فرمودند که در توہم دوارکا
است ازان ہم خبرداری عرض کرد که نے در کتب خود دیده ام باز عرض
کرد که متصل آبادی فرود آمده ام و بر آتش آویزان مے شوم باز فرمودند
که آتشے که در تست گاہے بران آویختیه عرض کرد که نے در کتب خود دیده ام
باز عرض نمود که اراده گیا تربینی دارم فرمودند که از تربینی که در خودداری غسل کرده
گفت نے و ہمان جواب سابق گفته بی اختیار از زبانش بر آمد لا اله الا الله محمد رسول الله

بعد ازان عرض نمود که همین جا باشم و بنده از بندگان سرکار شوم و این جماعت که همراه دارم همه را جواب دهم اینقدر عمر عزیز رائگان ضائع شد تمام معبدها را سیدم و هیچ ازان حصولے نیافتم فرمودند که الحال بر دو آئید که در سرواری راه خود گیر هر چند عرض نمود پذیرا نشد چار و نا چار رخصت شد بطرف حاضران فرمودند که از سه روز این آواز ناقوس و این غوغا غبار بخاطر آورده بود الحال رفع شد سبحان الله ۵

جمال روے ترا هر که دید حیران شد		چه صورتے است ترا لا اله الا الله

ایک اور حکایت جس سے آپکی استغنا کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور جو کمال فقر پر دلالت کرتی ہے تحریر فرماتے ہین۔

وقتیکه نواب ثابت خان بهادر از اٹه روانه شد از اتفاقات وقت براه سکندره بکول رفت از انجاب چند پرگنه دهره آمد از خبر آمد آمد جاگیرداران و قانونگویان براے استقبال رفتند نواب فرمود که همانجا باز گردید حیف و حسرت است که ما همانجا ملازمت نمایند و از خدمتگار گفت که گلیم سیاه بیار که برد و بردوشم پیدم لباس شیران باید پوشید و جاگیرداران وغیره را رخصت کرد که شما همانجا رفته لشسته منتظر باشید ما خود درانجا قدم از تعقف کرد که جاگیرداران

بحضور رسیدند فرمودند که خیلیست چرا جمع شده آمده اید ماجرا عرض نمودند فرمودند که شما همانجا روید ما هرگز هرگز نواب را آمدن نخواهیم داد درین اثنا نصیر الدین خان آمده از طرف نواب تسلیمات و بندگی و چنین چنان عرض کردند هرگز قبول نیفتاد و موهی الیه دو باره بنیاز تمام و خاکساری ما لا کلام گذارش نمودند طبیعت جناب عالی باز دست رفت فرمودند اگر او بفوج خود تا زان باشد این فقیر اکتاک گرفته وقتیکه روبرو خواهند شد فوج و لشکر بیکار نخواهد آمد نامبرده رفته با نواب ظاهر نمود نواب خواست که بر بنیم رود نصیر الدین خان دیده بود عرض کرد که صلاح نیست نواب ازین طرف باز گشته آن طرف شهر دیره نمود صبح آن فضیلت و کمالات دستگاه میر سید عبد اللہ متوطن بلگرام محله سید واڑه از ابنای سید میان مرحوم که از چند مدت رفیق و مصاحب نواب بودند آمدند باراده اینکه برای آمدن نواب عرض نمایند و از نواب دعوی کرده آمده بودند که من معقول سازم وقتیکه روبرو شدند بعد قدمبوس نیاز گذرانیدند حضرت صاحب فرمودند که چه ضرورت است الحاصل بعد لایه و منت تمام فقیر را حکم شد همین که روبرو نشستند هیچ نتوانستند گفت گویا که کسی زبان بند کرده است بعد دیری چون دیدند که هیچ نمیگویند و سر اسیم

وحیران وا نشسته اند بفقیر حکم کردند که میسرا طعام خورانید از انجا برخاسته
بردم وطعام خورانیدم وراشناسی طعام خورانیدن گفتند که نواب چنین عادل وچنان
بر دین واسلام قائم است ودرباره مساکین ومحتاجان شفقت وایثار میکنند
ومساجد ها ساخته وانهدام بنیاد کفر کرده واکثر کفار وبیدینان را در اسلام
آورده وآنانکه اباکردند اورا قتل کرده وقطاع طریقان را ودزدان را از بیخ برکنده
مستاصل ساخته بر دینداران واجب ولازم است که دعای خیر در حق اینچنین
کس هر پنجوقت کنند وملاقات چنین دیندار را طاعت وعبادت دانند
وآرزو کنند وفقرا را رویه خلق باید چنانچه حق تعالی با رسول می فرماید وانک
لعلی خلق عظیم این بدخلقی وترشی وتلخی از کجا خصوص درباره اینچنین دینداران
زنهار زنهار خوب نیست گفتم عبث صاحب دردسر میکنند هیچ ازین فایده نخواهد
شد اگر بزعم شما باشد که مکر این حکایت پیش حضرت رسانم ممکن نیست
هرچه گفتنی باشد شما رو برو عرض نمایید بگرمی وترشی تمام گفتند که من رو برو
نمی گویم رو برو آمدن ندانم که با وصف فضیلت وجهاندیدگی وسلیقه کمال چه شد
که باز تا وقتیکه نشستند هرگز دم نزدند تا شش روز در پنجا دایره داشت دیگران
هم آمدند وعرض نمودند [illegible] میر مذکور با نواب گفتند که نواب را اگر با فقرا

ارادت است درویشے را طلبم که نواب حظ کنند و دانند که فقیر این را میگویند
سید لطف الله عرف شاه لدها بلگرامی درویش کامل اند نواب خط نوشت
که صاحب را بخواب دیده ام از ان وقت آرزومندم خود بدولت تشریف
آرند و من بسبب کار و بار و بعضے سوانحات رسیدن نمیتوانم والا سعادت
میدانستم و سید عبد الله نیز خط نوشتند و طرفه آنکه خطوط را گوند کردند و پیش حضرت
صاحب فرستادند که بدست آدم خود بلگرام فرستند و مبلغ یکصد و بست و پنج روپیه
هنڈوی ملفوف ساخته فرستادند حضرت صاحب بدست آدم سرکار خطوط
به بلگرام فرستاده جواب طلبیده بکول فرستادند میر صاحب عذر ضعف و
پیری نوشتند وقتیکه نواب براے بندوبست به اٹاوه رفت باوجودیکه از اٹاوه
بلگرام نزدیک بود باز خط طلب نوشته و هنڈوی صد روپیه و خط سید
عبد الله و پروانه زمین صد بیگه پخته و دو روپیه یومیه هم از اٹاوه بکاربره فرستاده
که حضرت صاحب به بلگرام فرستند چنان شد دیدند که از نیم مدعانه کشود روزی
دو پیرزاده غالب کار کشمیر باشند بر بقعه سوار آمدند قاعده بود که حضرت صاحب
وقت دوپهر همیشه وضو کرده بیرون تشریف آوردند دوگانه خوانده می نشستند
و هم بادخواب مے بودند تا آنکه وقت اذان ظهر مے شد آن زمان فقیران

از خواب برخاسته طهارت کرده تهیه نماز مشغول مے شدند بهمان عادت قدیم
از اندرون تشریف آورده بعد فراغ دوگانه نشستند درین اثنا آن هردو
ازور در آمده آداب بجا آوردند و عرض نمودند که اصلح علی خان خواجه سرا ے
نواب که کل اختیار دربار نواب بود و بدره زر نیاز فرستاده عرض نموده که من
بدل و جان ارادت آورده ام و مرید شده ام آرزو دارم که بخدمت رسیده بیعت
نمایم از انجا که تمام کاروبار اینجا ذمه من است نواب نمیگذارد که از کول بدیگر پرگنه روم
چنان توجه فرمایند که بخدمت رسم و اگر بخاطر آید بنواب تلمی فرموده مرا طلب نمایند
و این سخن و نذر سواے حضرت صاحب دیگرے را معلوم نشود همان وقت
حضرت صاحب فرمودند این جواب تعلق از روبرو دارد و نذر هم همان وقت گرفته
خواهد شد زود برویدو این زر نیز همراه برید چرا که وقت نماز است مردمان مے آیند و
این همه یک معلوم خواهد شد هرچند عرض نمودند که از نیاز است باشد و او غلام است
و بسیار آرزومند است نموده که قبول شود قبول نکردند آنها هر دو همیان گرفته بیرون
مے رفتند که شیخ خیر الله کنبوه که مرید صادق بود و از وقت واقف اکثر از همه اول
مے آمد نام برده از در در آمد آنها را دیده متعجب شده که کدام اند و چرا آمدند و زود رفتند
چون روبرو آمد حضرت صاحب تبسم نموده فرمودند که امروز زر تلک واپس دادم

دست گذشت بیان کرد تا ثانی الحال بعد عرصہ معلوم شد کہ این فرستادہ نواب بود کہ برائے امتحان فرستادہ"

آپ کے روزمرہ کے سب اوقات منضبط تھے دن بھر آپ وظیفہ مین رہتے بعد عصر ملاقات کا وقت مقرر رہتا آپ کی عبادت مثل عام لوگون کی عبادت کے نہ تھی بلکہ جو خاص اولیاء اللہ کی صفت ہونی چاہیے وہ آپ مین تھی حد سے زیادہ خضوع وخشوع نماز مین فرماتے تھے آپ کی عادات بھی سلف صالحہ کے مطابق پائے جاتے تھے حضرت صاحب النجات فرماتے ہین "

از ان وقتیکہ شعور یافتم وحضرت صاحب را دیدم تا وقت وفات خمیازہ وآروغ گاہے ندیدم روزے درجائے نشستہ دیدم کہ ابنیارا آروغ و خمیازہ نبود از الوقت گویا تخصیص ہست دریں تفحص بودم ہرگز گاہے ندیدم وگاہے خندہ وقہقہہ ہم ندیدم بعض وقت کہ نہایت خوش می شوند رومال بر دہن مبارک نہادند و چہرۂ مبارک قدرے سرخ میشد طاقت جسم بسبب ریاضت شاقہ ہرگز نبود بسیار ضعیف ونحیف بودند نماز اکثر نشستہ میخواندند و در وقت خواندن نماز چنان متوجہ و مستغرق مے شدند کہ جز ارکان نماز اصلا دیگر خبر نمیداشتند روزے وقت نماز عصر مارے بیا از سقف مسجد بیرون افتاد اول پیش حضرت صاحب آمد بعد ازان

پیش امام آمده در جائے کہ امام سجدہ میکند پیچ خوردہ بفراغت نشست باز روانہ شدہ پیش حضرت صاحب و ازانجا باز پیش تمام مقتدیان آمدہ باز گردیدہ پیش حضرت صاحب آمدہ بار چنین گروش کرد مقتدیان و امام ترسان و ہراسان بسبب آنکہ حضرت صاحب نگروند استادہ ماندند نوبت سیوم محمد افضل کہ بیہودہ برخاست و از پاپوش سرش کوفت و بازو داخل نماز شد بعد نماز ہر یک آہستہ آہستہ شکرگزاری محمد افضل مے نمودند کہ ہمہ را ازین موذی خلاص کردی و رہاندی حضرت صاحب فرمودند کہ چیست ہمہ ہا قصہ مار سیاہ تمام عرض نمودند فرمودند کہ مارا اصلا ازین خبر نیست ؎

نہ ہمین نشستن و برخاستن است نماز		دل چو حاضر نبود جنبش بیکار چہ سود

بہرحال آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بے حد و پایان ہین بیشک مگر زور قلم مین اتنی طاقت نہین کہ ایسے پُرزور واقعات کا محاصرہ کر سکون ہندوستان اور دیگر ولایت مین اکثر بڑے بڑے شخص آپ کے یا شناس درگاہ سے فیض یاب ہوئے اور ہوتے ہین ۔

آپ کا انتقال دسوین محرم روز عاشور سنہ ۱۱۴۲ھ کو واقع ہوا بعد وصال آپ کے مزار پر باہتمام بعضے امرایان معتقدین ایک بہت بڑا گنبد تعمیر کیا گیا رفتہ رفتہ اور مکان بنے

گئے چنانچہ اب اسوقت ایک بڑے احاطہ مین وہ درگاہ قائم ہے جس مین علاوہ اس گنبد کے متعدد صحنچیان اور کمرے ہین جو مزارات سے معمور ہین - آپکے انتقال کی تاریخین اکثر مورخین نے لکھی ہین منجملہ اُنکے دو ایک تاریخین جناب میر غلام علی آزاد کی مصنفہ درج کیجاتی ہین جو لطف سے خالی نہین ہے

بیدار دلے رفت سوے محفل قدس
بر بست ز صحرا سے جہان محمل قدس
تاریخ وصال او خرد کرد رقم
صاحب برکات واصل منزل قدس

ولہ

سید کامل روشندل صاحب برکات
رفت زین عالم و با حضرت حق یافت وصال
کرد آزاد رقم سال وفاتش بدو لفظ
یوم عاشور ہزار و صد و ہم پنجم و دو سال

ولہ

نگارین خامہ من خون فشان است
ورق صحرا سے خونی ارغوان است
کہ بود امروز سید برکت اللہ
بگلگشت گلستان ارم راہ
چراغ اہل معنی قبلۂ دین
مہ اوج کرامت قطب تمکین
بدست دل زنند اہل عبادت
ز نقش پای او فال ارادت
کند تا وصف او نا کسے تکلم
دو عالم در صفات ذات او گم

وصالش روز عاشورا ازان شد	کہ با سبطین در جنت روان شد
نوشتم سال تاریخ مکرم	فنا فی اللہ شد آن پیر محرم
دگر تاریخ او بر سے کشم آہ	وصالش یوم عاشورا ازین جا

آپ کی شادی بلگرام مین سید مودود بن سید محمد فاضل بن سید عبد الحکیم بلگرامی
کی لڑکی سے ہوئی اور اُن سے دو لڑکے اور تین لڑکی پیدا ہوئین آپ کے
انتقال کے بعد دونون صاحبزادے جدا جدا سجادہ نشین ہوئے اور اُس
زمانے سے دو خانقاہین قایم ہوئین چنانچہ ایک خانقاہ بڑی سرکار دوسری
چھوٹی سرکار کے نام سے مشہور و معروف ہین اس درگاہ کے صرف
کے لیئے شاہانِ سلف کے زمانہ سے چوبیس دیہہ معاف ہین جنہین سے
علاوہ حق تولیت و جایداد آل تمغائی ایک معتد بہ رقم صرف درگاہ کے
لیئے مقرر ہے جسکا اہتمام و انتظام بہ قاعدہ مستمرہ وہ کمیٹی کرتی ہے جو گورنمنٹ
کی طرف سے بہ رضامندی جملہ پیرزادگان اولاد حضرت مقرر ہوتی ہے علاوہ
اس جایداد موقوفہ کے چار سو چوبیس روپیہ چار آنہ سالانہ بطور پنشن گورنمنٹ
سے ملتا ہے جو شاہان سلف سے مقرر چلا آتا ہے۔
اب مین اپنے دیباچہ کو ختم کرتا ہون اور ناظرین کی دلچسپی اور آگاہی کے لیئے

آپ کا شجرہ نسب اور وہ وصیت نامہ جو آپ نے اپنے صاحبزادے کے نام
لکھا ہے درج کرتا ہون وہو ہذا۔

آل محمد و بخات اللہ سلامت باشند این چند نصیحت نوشتہ شدہ بر آن
عمل نمایند و این رسالہ را ہموارہ باخود دارند باید کہ مشغول بیاد الٰہی باشند و
بکتب فقہ و سلوک الفت نمایند و از مقام خود ہیچ جنبش نہ نمایند و بجانب خلائق
و مردم دنیا نروند و بزیارت قبور و بدیدن عالمے کہ وسیلہ داشتہ باشد با آنکہ
ظاہراو بدین و دیانت آراستہ باشد البتہ روند و دیدن او را سعادت کونین
دانند و ہیچ کارے و مطلبے بجا کرے بکسے رجوع نکنند کہ سازندہ کار ہا کارساز است
و حسبۃً للہ براے کار خلق با ہر کس تملق و لجاجت نمایند کہ باعث ثواب است
روزے حاکمے با این عاجز براے کارے مخالفت کرد و درگذر کردہ شد
اکثر عزیزان با او ملتجی شدند قبول نکرد و گفت اگر فلانے مرا رقعہ نویسد ازین
کار وا نکار بگذرم عزیزان باین محتاج الی اللہ تقاضاے رقعہ نوشتن بکد و جہد پیش
کردند ناچار این بیت نوشتہ شد ۵

آنکہ رخسار ترا رنگ گل و نسرین داد		صبر و آرام تواند بمن مسکین داد

خواند و باز آمد و موافقت نمود بہر حال دریاد او باشند و بہر آن ففروا الی اللہ ولا تقنطوا

من رحمة اللہ وتوکلوا علی اللہ بردل وجان وزبان جاری دارند وطریقۂ ظاہر را باسلوب لا ردوا لاکد پیش سازند وشعار دین را ہرچہ تقلید تکلف کردہ آید دریغ نکنند جاہدوا فی سبیل اللہ آرے جہاد اکبر ہمین است کہ خود را آرام ندہند تا کہ آرام نیابند محاربہ بنفس کنند ومحکمہ رجوع نشوند در خلق ہرگز ہرگز اعتماد نکنند وبا نیہا محتاج نشوند ہ

بلبل ہر چہ حاجت سرو وصنوبر است		شمشاد خانہ پرور ما از کہ کمتر است
نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر	ہ	کہ این
مجو درستی عہد از جہان سست نہاد		کہ این ع

المقصود علم وعمل پیش گیرند بران مغرور نشوند وآرزوے آن کنند کہ چشم گریان ودل بریان وعمل خالص واجابت دعا ورفاقت درویشان ومسکن مسجد وآہ دردناک واخفاے حال از مدد الٰہی واز فیض عالم پناہی میسر شود آمین ہم درین بودم کہ دل با من عتاب کرد وجانم پیچ وتاب نمود مطابق قول مشہور کہ خود فضیحت و دیگران را نصیحت است طلے ہموار مویت سفید شد دلت ہمچنان سیاہ است ظاہرت آراستہ وباطنت تباہ پس کار خود بنشین وبرحال خود غم والم نما کی کدام حسنہ از تو سرزدہ کہ دیگرے را نصیحت پیش مے آئی وکدام حمیدہ را سر انجام دادہ

کہ ارشاد می فرمائی بس کن و وقت از دست مدہ

بنشین پس کار دیدہ بر در زن	از نار فراق خود ہمہ سوز

این گندم نمائی و جو فروشی تا چند آن چنان باش کہ می نمائی ہ آن چنان نمائی کہ
مے باشی چون نیک نگریستم از ان ہم بترم کہ دل گفت آہ صد آہ

وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم	عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت

بس کردم تو بہ نمودم خموش گشتم بجوش و خروش آمدہ بودم باز مبہوش رسیدم
یخرج الحی من المیت بمنہ و کرمہ۔

شجرۂ نسب

نام	سنہ ولادت	سال وفات	جاے مزار
سید برکت اللہ	سنہ ۱۰۷۰	۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ	مارہرہ ضلع ایٹہ ممالک مغربی و شمالی
میر سید اویس	۰	۱۰۹۷ھ	بلگرام ضلع ہردوئی
میر سید عبد الجلیل	سنہ ۹۷۲ھ	۱۰۵۷ھ	مارہرہ
میر سید عبد الواحد	سنہ ۹۱۲ھ	سنہ ۱۰۱۷ھ	بلگرام

سید ابراہیم	۰	۰	۰
سید قطب الدین	۰	۰	۰
شاہ بڈہ	۰	۰	۰
سید کمال	۰	۰	۰
سید قاسم	۰	حدود سنہ ۱۲۱۵ھ	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید نصیر	۰	۰	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید زہیر	۰	۰	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید عمر	۰	۰	۰
سید محمد صغریٰ	۰	۱۰ شعبان سنہ ۱۲۴۵ھ	بلگرام
سید علی	۰	۰	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید الفتح ثانی	۰	۰	۰

سید ابوالفراس	۰	۰	۰
سید ابوالفتح واسطی	۰	۰	واسط
سید داؤد	۰	۰	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید یحییٰ	۰	۰	۰
سید عمر	۰	۰	۰
سید زید دوم	۰	۰	۰
سید علی	۰	۰	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید علی عراقی	۰	۰	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید علی	۰	۰	۰
سید محمد	۰	۰	۰
عیسیٰ موتم الاشبال	سنہ ۱۱۵ھ	سنہ ۱۶۶ھ	۰
سید زید شہید	۰	سنہ ۱۲۱ھ	۰

حضرت علی امام زین العابدین	سنہ ۳۳ھ	سنہ ۹۴ و ۹۵ھ	مدینہ منورہ
حضرت امام حسین علیہ السلام	سنہ ۴ھ	۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ	کربلائے معلی
حضرت علی ابن ابیطالب زوج سیدۃ النسا بتول زہرا دختر محمد رسول اللہ صلعم سیدۃ النسا	۱۳ برس قبل ہجرت	سنہ ۴۰ھ	نجف اشرف

قطعہ تاریخ از حقیر علی احسن عفی اللہ عنہ

الله الحمد مجمع البرکات — گشت مطبوع در بہین اوقات
وہ چہ تصنیف باکمال اینست — وہ چہ تالیف بے مثال اینست
کوزۂ کاندران بود جیحون — صدفی کاندران در مکنون
نظم او کاشتی چہ جوش دل افزود — نثر دلچسپ ہوش دل بربود
جادۂ شاہدانِ باغِ سخن — رونق افروز شد بصحن چمن
اہلِ معنی سبق ازین گیرند — اہل دل ذکر حق ازین گیرند
الغرض این ذخیرۂ حسنات — ہست تصنیفِ صاحب البرکات
مختصر گفتہ است دیوانے — کہ پئے عاشقان بود جانے
مثنویِ ریاضِ عشق نوشت — چہ ریاضے کہ رشکِ باغِ بہشت

قصهٔ جوهری نموده رقم
عشق درویش شد سپر قلم

قلمی شد عوارف هند
حل نموده معارف هند

پارهٔ شعر سوال وجواب
جمع کرده براے استصواب

برکات اہلِ دل ازان یابند
حسنات اہلِ دل ازان یابند

نیز حالات آن خجسته خصال
جمع کردم به واقفیتِ حال

چون مرتب شد این ذخیرهٔ پاک
مد و سال خواستم ز ادراک

هاتفِ غیب وان ز چرخِ کهن
داد آواز کاے علی احسن

سالِ ختم وظیفهٔ عشقی
گو مرتب صحیفهٔ عشقی

۱۳۱۵ھ

محمد بابا کابلی
کاپی نویس و مصور [illegible]

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

ردیف الف

بیا اے دل بخوان در وصف آن مہر سائلها	که کار عشق نگشاید بتدبیر مسائلها
شکار شوخ چشمی شو که در میدان بیدادش	بهار خنده میدارد ز زخم نیم بسملها
ندانم پیش ازین گفتن بچشم جان اگر بینی	ز هر رنگے نمودار است آن صید افگن دلها
بوحدت غوطه زن تا از دو کون آسودگی یابی	که دریا رفته را یاری نیارد کرد ساحلها
ز جام مے کجا تسکین پذیرد اضطراب دل	جگر خون گشتن اینجا مینماید حل مشکلها
همین تنهائی دل سیر معنی میدهد هر دم	دگر نبود بر رفتار محبت راه و منزلها

دل مخمور عشقی باده شیراز می خواهم

الا یا ایها الساقی ادر کأسا وناولها

من آن جامم که پیشم سجده می آرد سر مینا
بجام من چه می بینی که باشد فیض مینا

همایون قطره ام بحر عدم وصفم نمیداند
که از خمخانه سیری کرده ام تا کشور مینا

بدیوانخانه ام گر در آیی بنگری هر دم
حساب بیخودیها میشود در دفتر مینا

چه باک از نامه گر هستی و پندارم رقم دارد
چو ساقی دار و گیسو میکند در محشر مینا

اگر سیل سفر داری ز هستی تا عدم جانم
تعالی الله بکامست سیر ساید بسر مینا

نمیدانم ثنای او و لیکن اینقدر دانم
که سامان محبت می برانداز د مینا

خس و خار خرد آلایشی دارد بمن عشقی
بسوز دگر مغان من گذار و اخگر مینا

زهی نور بسیط است این چگویم آب و تابش را
زهی تا به بینم حسن حجابش را

حباب با دریا آشنا شد انچنان هر دم
که چندان موجها کردند بر گرد رکابش را

تو آن دل بجو دگر و کند صد نافه چین بوید
بصحرای جنون سوی تو نباشد اضطرابش را

تو نیلوفر چه غافل میشوی رو دیده ام بنگر
که در هر ذره می یابد شعاع آفتابش را

زبان گر نیز یابد آشنا شد در سخن گویی
بجای حرز جان دارند اهل دل کتابش را

دل از غمهای هجران سوخت لیکن این امیدم
که رنگ و بوی جانان انچه یابان آید کبابش را

همین یک مصرع ناصر علی آمد خوشم عشقی
بود حکم پری در شیشه‌ها زنگ شرابش را

اکنون خیال باده در سر فتاد ما را
هان واعظا برون شو پندی مده خدا را

در صومعه ندیدم چندانکه بس دویدم
آن می که هست او شاهی دهد گدا را

دی پیر دیر با من میگفت از ترحم
میخور که راز پنهان خواهد شد آشکارا

جامی که جم ندیده ای ساقیا بمن ده
کز بیخودی ندانم احوال ملک دارا

زین بحر بی نهایت در پیچ و تاب ماندم
ای دوستان خدا را گوئید آشنا را

سرگشتگی که دارم از من مپرس جانان
از نوک خار پرسی حال برهنه پا را

هر شعر بی که گفتم هر لولوی که سفتم
از کاشفی بدل فیض است عشقیا را

کدام فتنهٔ عشق تو در سر است مرا
که از دو کون تهی کرده است دست مرا

بتیغ تیز کشند نی رها کند از دام
ز حیرت است که صیاد چون ببست مرا

براه راست فنا میروم ز بهر وصالی
که در وصال نشود زین بلند و پست مرا

ز جام و شیشه شناسم نه باده گلگون
نگاه ساقی من کرده است مست مرا

فغان نیم شبی گریه سحرگاهی
ز کار خانهٔ عشقت همین بس است مرا

خیال قامت او دلنشین ما است مگر
که کرده است شب و روز خود پرست مرا

چها نشست که در بزم دوست دشمن او
چرا که ساخت آه بلند پست مرا

نگه بدام روم گاه در قفس آیم
همین بس است بشوق تو بند و بست مرا

ز غنچه تنگدلی مشق می کنم عشقی
نه شور هجر نه زور وصال هست مرا

نرگس مخمور ساقی میکند شیدا مرا
یک نگاهش میدهد بیهوشی صهبا مرا

اگر دو جان گو بروانیم سر و سودا خوش است
لاف نبود نقد جان دادن درین سودا مرا

غرق طوفان ساز یارب چونکه تنگ آمد دلم
اشک غمازی که هر دم میکند رسوا مرا

زخم ناپیدا و پیدا درد با صد حسرتم
در سر و در سینه و در دیده و در پا مرا

زلف پیچ تو بحال پریشان دلم
دو گواه متفق لفظا اند و المعنی مرا

آن لب شکرفشان و گردش آن نرگسش
میدهد صد جان و هر دم میبرد از جا مرا

عشقیا بر شوکت آشفتگی نازم که زد
فرش جمشید است در پا خار هر صحرا مرا

نی چو منصور انا الحق وار شد منظور ما
آه ما دار است و جانم بر سرش منصور ما

جسم ما طور است و جان موسی است سیدم تبریز
صد تجلی مینماید ناله پرشور ما

یافتم مجنون ما خود عین لیلی ست لیک
کس چه داند انتشار و حالت معمور ما

خاتمی دارد سلیمان دلم اما چه سود
می نگیرد موعظتهائی که گوید مور ما

دیده ام هنگامهٔ عیسی است در سر جرعه ات
التفات ای کاشفی بر تشنهٔ مخمور ما

گر خلیل دل رود بر آتشین عارض چه باک
از لبش هر دم شود بردا و سلاما سور ما

گر نهنگ لا به بند آید همین کام است و بس
گرچه صد طوفان نماید چشمهٔ معمور ما

عشقی الانسان سری خود نبی فرموده است
حیف نعمتهای خود را می نه بیند کور ما

ز خود رفتن هم آغوشی است با آن دلستان ما را
سبب جز آب ننماید غوص حسان دریا را

چو در نیلوفرم پیداست زنبور سودائی
تو ای خورشید کی تابی که بگشایم معما را

ز دشت وحشت آهوی دلم دیوانه میگردد
مگر زلف پریشان تاب داد این صید سودا را

سویدا دانهٔ عود است و دل چون مجمری ماند
بیا ای آتشین رو هی ز بوی آب ده ما را

گشاید غنچهٔ دل از نسیم آه می باشد
صبا کاری نمی سازد درین گلزار دلها را

خرد چون پشه بگریزد ز دود آه شیدائی
چو عشقی آب می آید تبسم میکند جا را

ای خداوند کرم بر شوایں بی بهره ما
استیا نست وه که بخشاید در دوزخ جهور ما

بے نیازا یک نیاز آوردہ ام بر درگہت
کے پذیری چونکہ میسوزیم و زخود زہرہ را

ما چو گم نامیم جز نامت نمیدانیم ہیچ
رغبتے در دل نمیدارم کہ خواہم شہرہ را

گر بوصف تو سرائیم یک غزل از جان و دل
اے خوش آن ذوقے کہ رقاصی نمائیم زہرہ را

اے صبا از عشقیا با کاشفی گوئی ز عجز
التفاتے کے نمائی ساکن مارہرہ را

الا اے پارسا خود کی رسی از دست شو اینجا
کہ از خون جگر سازند مشتاقان وضو اینجا

زبان آراست دل نآراستے حاصل شود مطلب
خیال مطربان داری کہ میسازی گلو اینجا

دعاے میکنی واللہ یک آہ گر گزاری تو
ببابی مستجابے را کہ بخشد رو برو اینجا

ہمہ ذکر اللسان ہذیان است ذکر القلب صحیح آ
کہ ذکر الروح راحت داد ما را مو بمو اینجا

چہ ہشیارم و گرمستم کہ ہستم زان او ہستم
مگو با من کہ تو خود کیستی ای سخت گو اینجا

ہر آن وعظے کہ واعظ میکند باو نمی نشنوم گویم
بقرآن مجیدش خواندہ ام لاتقنطوا اینجا

تفکر کن در آلایش تو عشقی در ہمہ جا بیش
کہ ذاتش پس عیان است این و لا تفکروا اینجا

رشک گلزار ارم روئے شما
مشک حسرت برد از بوئے شما

پابگل بندہ است ہر سرو سہی
زین خرامان سرو دلجوئے شما

غمزهٔ خون‌ریز پر دل کارگر ... تا چه خواهد کرد گیسوی شما

باغ جنت از جمالت [illegible] ... عطرها یک شمه از بوی شما

چون نیازی از دو فا چوگان ناز ... خویش را چون ساختم گوی شما

زندهٔ جاوید گردد عشقیا
هر که باشد کشتهٔ کوی شما

دور سازی چو پردهٔ لا را ... بنگری جلوه‌های الا را

الف و لام را چو سطح بکنی ... تا بیابی تو حلقهٔ ها را

ذکر و مذکور و ذاکر است همه ... همچو موج و حباب دریا را

در صف عشق سر همی گیرند ... حیف باشد اگر کشی پا را

وحدت و کثرت یکی گردد ... خویش را گر نفی کنی یا را

ابجد عشق مشق بیخودی است ... هان گزاری حساب با تا را

بشنو و گوش دل چو هوش کنی ... که چه ساز است نغمه‌ها را

در حریم فنا گزاری نیست ... گر بیاری تو این من و ما را

عشقیا در ره عشق می‌ندهند
خسرو کیقباد و دارا را

چه سرشار جنونم بجز وحشت راغبار از ما — چه پرسیدیم که باید گلشن سودا بهار از ما

بوصل تو که آغوشم چها خمیازه ها دارد — تغافل میکنی صد آه زین بوس و کنار از ما

دو چشمت با سپاه غمزه غارت کرد بُردی جان — قرار از ما و قار از ما چگویم اعتبار از ما

دلم بُرد است و دینم بُرد و جان بُرد و ایمان هم — نمیدانم چه خواهد بعد این آن شهسوار از ما

بچوگان بازیت گوی دلم جاے نمی یابد — بپاے آرزو از باغ جنت خار خار از ما

بواعظ هیچ نقصان نیست یاران چون نپیچم — دو چشم از ما سرشک از ما و آه شعله بار از ما

همه جور و ستم از تو جفا از تو بلا از تو — وفا از ما صفا از ما طریق جان نثار از ما

ز خود بیگانه گشتم تا که در بزمش رسیدیم — برین هم آشنا نبود نگار از ما نگار از ما

نیازت هر چه خواهی کن که عشقی سر نمیتابد
نویدے با نگار از ما قرار از ما قرار از ما

بر هر که مراد نشد آه آه ما — رحمے نمیکنی تو بحال تباه ما

از شیوهٔ وفا دل و جان کردم نثار — داد وفا نداد وگهے بادشاه ما

زاهد غرور میکند از روزه و نماز — اشک ندامت است همین عذر خواه ما

حال مرا که است بپرس از نگاه خویش — از چین جبین برق چه سوزی گیاه ما

ـے که میکنی بکنے روز باز پرس — عهدیست و عو نکث داد خواه ما

تو هر چه کرده بخدا راضیم لیک — صد حسرتی که گاه نگفتی گناه ما

عشقی تو فوج ناله چه پرسی بشنو
در کبریائی او نرسد این سپاه ما

نیک نامی چو رود و نام تمام است اینجا — که بسالوس و بناموس سلام است اینجا

غیر باقی است ز مطلوب چه پرسی خبری — مخلص دل ز سوی مقصد و کام است اینجا

عشق داریم که نیرزد همه ملک و ملکوت — چه وجود و چه عدم هر چه غلام است اینجا

بر در دل چو رسی معرفت حق بینی — خانهٔ اوست که صد گونه پیام است اینجا

هرزه گردی مکن ای کعبه رو [illegible] — منزل دوست ز من پرس و گام است اینجا

عقل کل مست ملک مست جهان هم مست است — لله الحمد چه خوش باده بجام است اینجا

کی رود هیچ دلم در پی سیر دانه و دام — خال و زلف تو عجب دانه و دام است اینجا

نه سبو دانم و نی جام و نه خم نی باده — گر نه عشق مرا شرب مدام است اینجا

جام بر جام زدم سیر نگشتم عشقی
کاشفی رحم کنی تشنه کام است اینجا

چون نگر دیده جان ذات را — نور دهد ارض و سموات را

روح مشاهد شود ای جان ببین — لات زنی گر نفسی لات را

هیچ خندیست بعرفان به بین / دور کن هر شک و شبهات را

مست شو و چون مدام دل رسید / شرح ده خمسه حضرات را

دهر همه را متحرک بسکن همواست / فهم کنی حرکت و سکنات را

پرتو خورشید هر ذره ایست / هان نگری منصب ذرات را

گر تو خوری شربت خون جگر / طعنه زنی بر همه لذات را

صاحب لولاک نبی الورا است / یاد کنی صاحب برکات را

نشئه عشقش چو بچشتی رسید / جوش زده همچو موزات را

بصحن دل چو برپا کرده ام ایوان آتش را / صد آتش میدهم از آتش خود جان آتش را

بجز سوزندگی دیگر ندارد در جگر ریشش / دو چندان میکند هر دم نفس سامان آتش را

نعیم با همین از جنت و لسوز باشد / که هر دم مے چشد لبهای من الوان آتش را

ز کوے دل که چندان شعلهایش تنه بینیم / بیا مے بینم مردانه هر چوگان آتش را

چو عشقت مطبخی کرده است در جان یک هجران را / صلای دین و دل گسترده ام من خوان آتش را

ز هجر آتشین عشقت تن و جانم همی جوشد / چه شد نوح دلم تا بنگرد طوفان آتش را

خرد با عشق همچون شیشه و سنگ است ای یاران / چه باشد پنبه تا سیری کند میدان آتش را

چه لعل بی بهاست این ز هجر شعله‌ها دل را ❊ که می کاود بسان تیشه آهم کان آتش را

کتاب عشق را عشقی بخواند هر تر و خشکی
که می سوزد خزو گر وا کند دیوان آتش را

ازان زمان که ببستیم با تو پیمان را ❊ چه آفتی که ندادیم دین و ایمان را
ز دیده دیدنگهی دیدنش نمی آید ❊ که این نگاه بداوند چشم حیران را
کلید جنت دیدار پیچ و تاب دل است ❊ چه احتیاج که رو آوریم رضوان را
به دلبران جهان جلوه دگر دیدیم ❊ که رنگ دهر گرفته است این شبستان را
تجلی شب تار جلوه‌ها دارد ❊ بیافتند درین ظلمت آب حیوان را
خیال قامت او تا چه کرد حیرانم ❊ که بت پرست نموده است صد مسلمان را

بسوز عشق ز عشقی همین لطیفه بس است
که نیست زهرهٔ پروانه عندلیبان را

ببوی دلبر رعنا نگاهی کرده‌ام پیدا ❊ ز بازوی گدایی وصل شاهی کرده‌ام پیدا
کجا باد صبا گل میکند دلهای پرخون را ❊ نسیمی غنچهٔ دل را ز آهی کرده‌ام پیدا
سراغ منزل جانان ندیدم هر طرف گشتم ❊ به چاک سینه اکنون طرفه راهی کرده‌ام پیدا
گهی گریم گهی غلطم گهی در کوچه‌ها گردم ❊ لب بامان محبت دستگاهی کرده‌ام پیدا

نجات من بحشر میشود آخر بحمد الله
که چشم اشکباری عذر خواہے کردہ ام پیدا

شکستے میدہم برکشور دل ہمچو جانبازان
ز اشک و نالہ و افغان سپاہے کردہ ام پیدا

شدم مستغنی از کون و مکان ہر لحظہ ای عشقی
بہ راہش سر نہادم سربراہے کردہ ام پیدا

ردیف با

دلم ہمیشہ کشد آہ و نالۂ یارب
ز خوان وصل تو خواہد نوالۂ یارب

دگر نماند مرا آرزوے جام و سبو
کشیدہ ام چو من از دل پیالۂ یارب

کنون کتاب سبق رفت از دلم یاران
کہ ہست وردِ زبانم رسالۂ یارب

امید و بیم ز خلد و سقر نمیدارم
کہ کردہ ام دل خود را حوالۂ یارب

چرا نہ بارش رحمت شود بدوش و برم
کہ گرد ماہ دلم ہست ہالۂ یارب

برفت مزرع اغیار و کشتنہ از خلل
ازین دلم کہ ببارید ژالۂ یارب

بحسن تو چہ بہار است باغ عشقی را
بصحن دل چو بکارید لالۂ یارب

انچہ جز دوستی مرغوب
ہر چہ ہستی دلا تو ہستی خوب

رو نہ آری بعالم فانی
ہمہ ہیچند ناسب منسوب

فیض اقدس چو سایه فگند — نشار یم صولت کروب

طالبا یاد شش ارکنی از دل — یاد تو نیز میکنند مطلوب

قدم و دم اگر بهوش زنی — ساخته پیشوی همه اسلوب

پیش و پس را دلانه بشماری — از دم نقد آستانش بروب

آفرین آفرین است عشقی را
که چه سان کرد مدحت محبوب

چه واویلاست جانم را ازین شب — مبادا هیچکس را اینچنین شب

براے سینه ام آهی صد آهی — که گاهے وا نمی بینم چنین شب

شب از ظلمت نگاه پیکر سد — تو گویی آب حیوان خورده این شب

فراقت میکشد هر دم سه من — طلوعے کن خدا را اندرین شب

بدرّه و جامه شب یک شرارم — بلی با شعله همسر نیست کین شب

سیه بارو و راز است این شب من — بگیسویت مگر شد همنشین شب

حذر کن جان من بشنو ز عشقی
ز مظلومی که باشد وکین شب

ز جوش عشق ندارند چشم حیران خواب — که خواب در سر آن دیده هیچو نقش بر آب

خیال عارض آن شهسوار شد به قلم
کجاست تاب که جانم شده است چون سیماب

بتار زلف تو تار رگم ترا خواند
چه گوشمال دهی جان من بسان رباب

ز رسم جور و جفا هست در ره جانان
که چشم و رخ دگرم میدهد عذاب و ثواب

نکات عشق باوراق دل نمودار است
چه احتیاج که ره آوری بچنگ و کتاب

خیال سیر ز علوی و سفلی ار داری
بدل نگر که دلت هست عین اصطرلاب

اگر بدیده جان نیک بنگری عشقی
یکیست بحر چه گوهر چه موج و آب و حباب

ردیف تا

دل که از صفحه خط تو سبق خوانی یافت
همه شیفتگان منصب دیوانی یافت

آفرین باد بران دل که ز هستی بگذشت
رفت زین مملکت و مملکت ثانی یافت

جان معمور که در مدرسه عشق تو رفت
از سر زلف تو تعلیم پریشانی یافت

جلوه وصل مجو از سر نادانی خود
هر کسی یافت چنین رنگ ز نادانی یافت

مرشد عشق چه خوش دوش مرا داد خبر
هر که آسودگی یافت ز حیرانی یافت

هر که هندوی ترا کرد طواف از سر شوق
یعلم الله که همه رنگ مسلمانی یافت

در ته زلف تو سرگشته جهان عشقی

مدتی هست کنون دولت زندانی یافت

چشم حیرت پیشه را خار و گل رعنائی است
دل خرابی دیده را آبادی و صحرائی است

از هجوم رنگ کثرت عارفی خود گفته است
شیشه بسیار است اما مستی صهبائی است

فیض عام ساقی با این که انعام او
مست و مجنون عاقل و دیوانه و دانائی است

در تماشاگاه یکرنگی دوئی را بار نیست
دیده و دیدار و وهم بینائی و بینائی است

جای انصاف است جای خوابگاه هستی
کاندران بستر گدای مفلس و دارائی است

سالک و نور تجلی ز ا ہ و حد و قصور
جلوه فرمای دل و جان عشق یارائی است

گر غمت بازیچه ساز و خانهٔ دل جای اوست
در جنون رحمی کند بر سر سودای اوست

از تعلق هر که بگریزد چو شبنم زین چمن
در بر خورشید تابان بی تکلف جای اوست

ساخت اول بوی گل هم دوش خود با فنا
در بقا از گلستان مسکن و ماوای اوست

آنچه پیکر دوست پیکر و آن ز الفت لیک خطا
صد پریشانی بهم آورد این انشای اوست

نی همین پروانه سرگردان است اطراف شمع
هر کسی بر قد هست واله و شیدای اوست

ما و سوز دل مهیا زاهد و حوران خلد
هست مشهود اینکه فکر هر کسی بر رای اوست

گرچه پروای ندارد آن جوان از بیکس

عشقیا را مهر زبان از جان و دل پروا است

با خودم جنگ است با کس گفتگو در کار نیست
دیده حیران است دیگر جستجو در کار نیست

بر تن زارم چه تشریف است از خاک رهت
تار اشکم رشته دار و رفو در کار نیست

جام دل از بادهٔ عرفان چو لبریز است بس
الفتی چندان به هر جام و سبو در کار نیست

وسعت دل یک بیابان است سیری کن برو
هرزه گردیدن بسیر دشت کو در کار نیست

عشق در محفل که سرگردی کی گنجد خسرو
عشقیا در بزم یگانگان عدو در کار نیست

کیست کو آشفتهٔ آن زلف کافر کیش نیست
عالمی بر هم زن چون غمزهٔ دلریش نیست

یک نگه هم می نبخشد ز گنج حسن خود
هیچگاهی الفتی بر حال این درویش نیست

جذب دل سنگین دلان را سیر باید از خیال
سنگ مقناطیس یک آهن ربای بیش نیست

بندهٔ بند طبیعت گشته بنیاد خُم
غافلا جز شیوهٔ حیوانیت در پیش نیست

هیچ سودای به جز بار سر از من بدار
کشتهٔ تسلیم جانان عاقبت اندیش نیست

گفتگوی عاشقان چون نغمهٔ بی ساز نیست
بی تکلف عشقی اینجا اختیار خویش نیست

رشتهٔ تسبیح رشته دگر است
تار زلفش رشته دگر است

غمزهٔ یار سبک شد هر دم | بهر جانم فرشتهٔ دگر است

گاه از وصل تو گشتم سیر | طالعم را نوشتهٔ دگر است

در و دیدیم دانهٔ غم | این تماشا که کشتهٔ دگر است

عشق از بازپرس حشر مترس | کشتهٔ عشق کشتهٔ دگر است

رسم بی ناموسی اینجا جلوهٔ ناموس ماست | کوچهٔ ناحق شناسان جنت الفردوس ماست

ورنه عشق صنم یک بت پرستی کرده‌ام | اشک زنار است دیگر ناله‌ام ناقوس ماست

دلبرم از دلربائی عالمی بر دست لیک | آنکه حیران می‌نماید این دل مایوس ماست

تا چه مجنون است آه و اشک و شورشهای دل | اینهمه بر من ز لطف عشق جالینوس ماست

در حریم بی نیازی خود پرستی پی نبرد | گوشهٔ دارد ولیکن بیخودی جاسوس ماست

می نسازم با کسی جز خویشتن از بهر آنکه | شعله و پروانه هم شمع و درین فانوس ماست

از خرد هرگز نسازد عشق با عرفان درست | آنچه معقول وے اندیشگان محسوس ماست

از محبت جان و دل اندوهناک است | گریبان تا بدامن چاک چاک است

من تنها ز زلف آشفته گشتم | جهان شوریده از سمک و سماک است

ز دوریت تا الف دارد دل من
علاج او به چشم سرمه ناک است

ز جام عشق مستم تا نباشی
که این مستی نه چون می از آب تاک است

ز خون دل وضوی عشق سازند
بلی این آب هر گونه پاک است

سر تنهای کوتین است باد
و لیکن او ز غیرت اندهناک است

چو عشق آمد خرد بگریخت عشقی
جهان پاک است گر خس کم چه باک است

کسی که دست بدامان دلربا زده است
سپر ز تیغ نه چرخ زیر پا زده است

ترحمی بکن ای ساقی کرم پیرای
بر این دلی که شب و روز نالها زده است

بسر فراز ای آنکه کس نمی ماند
بر آن کسی که سری بر در شما زده است

بجان رسیدم و دیدم نمی نگرد
نگر و حسن چه سان پرده حیا زده است

پناه جز نجف نیست حالیا جانرا
که عقل و دین و دلم عشق نا خدا زده است

بهیچ گل چو ابر نمیکند سبلی
ز خاک کوی تو چشمی که توتیا زده است

بگو بدوست برفت عشقیا ز حجره خویش
اگر حکایت کاکل صبا زده است

دلی که ذکر جمیل تو در گلو زده است
جمال ذات گرامیت موبمو زده است

چه نشئه‌ای که ندارم ز بیخودی در خویش
کسے که خاک شود سر بلند و پست یکیست

ازان صبوح که مرا باده در سبو زده است
بآبروی پسند هر که آبرو زده است

تعلقے نکند با کسے دل عشقی
چرا که هر نفسش یاد نقش بر زده است

آرزوئے سر اگر دارد کسے سر دادنیست
جلوهٔ مطلق عیان است نه اید بے جهت
دست کثرت را بدریای حقیقت یافتن
از خیال عارضت شوریدگان عشق را
گفتگوے کفر و دین در عالم وحدت کجا
صفحهٔ هر ذره تعلیمے ز هر روی اوست

غیر سر بازی چگویم عاشقانه کار نیست
حسن بهر سو بین عالم این او بکار نیست
آشنائے خاص را در بحر وحدت بار نیست
آنچه در دلها نمود است دیگر آزار نیست
نیک و بد کو امتیازے سینه بیکار نیست
سر زبان در دیده ام جز جلوه دیدار نیست

عشق گر داری بیا ای شیخ یا در راه دوست
خود بخود در راه جانان محرم اسرار نیست

عالم از نور دوست در رنگ است
حیف گوش دلم نے شنود
دوست نزدیک تر ز ماست و لے

چه کنم پیشے دیده ام تنگ است
قصهٔ عشق از لب چنگ است
خود حجابم هزار فرسنگ است

از وصالت نمیدہد بوئے
زین سبب با صبا مرا جنگ است

اے نسیم سحر تو رحم کنی
غنچہ ما ہمیشہ دل تنگ است

باش اے واعظ از طریقۂ وعظ
رسم غم دیدگان سر و سنگ است

خرد و عشق را مناسبتے
ہم چو در آبگینہ و سنگ است

پرتو روئے تو چہ سان بینم
کہ مرا آئینہ پر از زنگ است

از غم دوست عشقیا جاری است
چشمۂ چشم تو مگر گنگ است

مست تقدیریم اینجا شیوۂ تدبیر نیست
گفتگوئے باکمان وارے مجال تیر نیست

دشت امکان صید گاہ غمزۂ خونریز او
ہیچ منظور ہی نہ یابم کہ او نخچیر نیست

اے حباب از خود تو در زندان غفلت ماندۂ
ورنہ جز دریا بسو ہیچ دامنگیر نیست

چشم و لب ہر دم تماشائے دگر دارد ولے
احتیاجے با حساب روز دار و گیر نیست

گرچہ عالم الفتے با نے ہمیدارند لیک
سوز نے را ہمسری با نالہ شبگیر نیست

گر خرد و صف طبیعت میکند گو کردہ باش
جز حقیقت عشقیا در نامہ ات تحریر نیست

ہر دم ہندہ بر جگر چاک ما دل است
بہر نثار دوست زر پاک ما دل است

پروانے بادہ نیست بشوریدگان شوق | اے جام رو کہ چون تہ تاک ما دل است
پنہان نمے شوی ز سنِ خستہ ہیچگاہ | اے جانِ جان کہ چون نظرِ پاک ما دل است
غم بود از غمے تو مرا ہمزبان کنون | شادان تریم بر سرِ غمناک ما دل است
در بزم دوست رفتگی و بیخودی ز خویش | آسان شدہ کہ رہ بسرِ ادراک ما دل است
صیدی دو کون گاہ پرانکردہ ایم | زانرو کہ صید در برِ فتراک ما دل است

از زہر بار نفس کنون ہیچ باک نیست
اے عشقیا چو مہرہ تریاک ما دل است

برفت آن زاہدی کو ہستی آموخت | کنون پیر مغانم مستی آموخت
چو سنتہا کہ از عشقت ندارم | ز بالائی تو بار اپستی آموخت
خیال پارسائی از سرم رفت | کہ آہے سینہ از خود رستی آموخت
تو صیدے بود کز دستش برون شد | ندانم از کہ چابک دستی آموخت
فدا سازم جہان و جان بر آن زلف | کہ جانم را شکست و بستی آموخت

حز دیگر نخست از عشقی خدایا
مگر آن کاشفے مستی آموخت

انوارِ جمالِ تو بہر خانہ و کو ہست | ہر چند بسر اکہ زاطراف و جہت

خورشید عیان بر سر آب است بپیچ
او هست به پیش تو اگر روی نکوست

بر چهرهٔ تو طرفه بهار است گل من
چشمان مرا گر نگری چشمهٔ جوست

وصفم نرسد بکمر نازک دوست
یارای بیانش نه مرا یک سر موست

صد ریش ز غمهای تو بر سینهٔ من شد
گر آن غمزه ات رحم کند کار رفوست

عشقی چو الف هیچ ندارد و دو عالم
از گلشن عشق تو نگر رنگی و بوست

خاصیت عشق تب مزاج است
عاشق چه کند که لا علاج است

خشک و گرم است خصلت او
پس آب و دو دیده احتیاج است

مطلق به تقیدم نیاید
هر چند که بحر در سواج است

نی فرق موج عین دریاست
خود قول حسین در رواج است

زین بیش چه گویم این سخن فاش
خبر نیست که کلیش خراج است

پیداست نشان زبی نشانی
آن را که چو زنده نه جاج است

از محفل عشق زاهد آزده
باز آگه منزل حجاج است

گر کاسه ای است بر سر ما
عشقی دو جهان مرا چو تاج است

ز عشق هر دو چشم همیشه در زاریست
ندانم از چه خیال تو مردم آزاریست

بحسرتیم ز بازار دوستی یاران
که نقد جان بفروشند و غم خریداریست

چه حیرتیست بچشمان عاشقان که رود
ز خواب سیر و ز خیال بیداریست

ز می فروش همین مسئله است مرا
که بیخودی به ره دوست عین هشیاریست

هر آنچه هست درین ره بخاکساری هست
که خاکساری عشاق عین سرداریست

کجاست بلبل شوریده تا هم پیشش
که گل نقاب ندارد چه جای خونخواریست

جگر غذاست ز خون شربت است سیدا هم
که از طفیل غمش کار و بار جاریست

ز عشق صفحه نویسند عشقیا عاشق
خرد چگونه نماید گزین هنر عاریست

مرا و جویائیم و راهی درین است
چون گدایانیم و شاهی درین است

سید و یعقوب من در دشت غم
یوسف و کنعان و چاهی درین است

کوه من با لاله و گل رو کند
حیف لعل بی بهایی درین است

یک صلای میزنم ای برق حسن
رنجه پا سازی که کاهی درین است

جان من جور و ستم بر من مکن
احترازی کن که آهی درین است

دین پناهی خواستم از هر کسی
سروری و قطبی پناهی درین است

عشقیا خوش باش کم کن شکوہ را
وہ معلم قبلہ گاہے در من است

یاران دلِ شوریدہ ما خانۂ عشق است
کیفیت سویدا کہ چو ویرانۂ عشق است

در مکتبِ دل گر بسی بسنگری آخر
افسانۂ عشق است و کتب خانۂ عشق است

از کشت دلم خرمنِ تحقیق بر آید
زان دو کہ سویدائے دلم دانۂ عشق است

تا چند ز کیفیتِ دل شرح نمایم
مستانۂ عشق است کہ دیوانۂ عشق است

از بیخودی و مستی دل تا چہ بگویم
کاشانۂ عشق است کہ پیمانۂ عشق است

بر شمع رخت جز دلِ عاشق نگراید
پروانۂ عشق است کہ مردانۂ عشق است

از خیلِ خیالِ رخِ او سینۂ عشقی
بتخانۂ عشق است کہ خم خانۂ عشق است

دلم در سینہ یکسر جنون است
کہ از دوے بہ تنم درد جنون است

نہ تسبیح و نہ تہلیل است اینجا
صداے نالہا دردِ جنون است

نہ تنہا کوہکن دیوانگی داشت
بدوش ہر کسے بردِ جنون است

نمی آید بمکتب خانۂ عقل
دل بیتاب شاگردِ جنون است

خرد را نیست دانی زین چہ حال
دواے وصل در دردِ جنون است

نه از خم و پیچ و تاب بیسبب کند دل　　　سر گرداب گرد جنون است

بمجنون داد لیلی را جنون داد
از آن رو عشقیا گر جنون است

بدیر پیر مغان باده خواری آئین است　　　بلی بعالم فانی سر آنچه هست این است

خموش ناصح ازین گفتگو که می نرسد　　　بگوش او که ز چنگ و رباب تلقین است

مرا ز کفر و ز اسلام هیچ کاری نیست　　　که زیر هر شکن زلف جلوهٔ دین است

ز انتها سخن نغز هیچ نگفت　　　که خویش را چو گذاری بکمال آئین است

بزلف و آن رخ خو کرده است چو نگهم　　　بجیب سرم که شب تار و ماه و پروین است

سپهر از شب من گر سیاه بختی خورشید　　　ستاره می شمرم در شماره‌ام این است

ثنای دوست در اوراق عشقیا پیداست
ازین سبب همه مضمون نامه رنگین است

دلا در سینه راز درد غم پوشیده نیست　　　گرچه آخر این شراب بیخودی جوشیده نیست

جز که خاموشی ندارد بهره پیش اهل دل　　　جلوهٔ آئینه گر خواهی نفس ورزیده نیست

همچو صرصر سرسری نتوان گذشتن زین چمن　　　بر بهار رنگ گل ظالم دستی پیچیده نیست

گر سکندر دو عالم در رشته باشد هوس　　　دو چشم ای ساقی دل از چشم باطن دیده نیست

کار بالعکس است در راہ محبت دوستان	خندہ اینجا گریہ آمد گریہا خندہ نیست

اندران صحرا کہ شیر انداز نگاہ است و بس
عشقبازاہش زشاہ کابلی پر پند نیست

بسوے دوست پیامے رسان قفغان خوبست	چونامہ بر برساند بدید جان خوبست
بدیدہ ام ہمہ خوبان و خوبرویان را	خدا گواست کہ ہرگونہ آن جوان خوبست
ز بے نشان خبرے رسید ہم اگر شنوی	بخویش زود درآئی کہ این نشان خوبست
بگو بزاہد خلوت نشین کہ بر سر دیر	ز بہر عقدہ دل تشنہ مغان خوبست
بکام گر نرسیدم و گر فغان نکنم	کہ تا در انچہ رضاے تو شد ہمان خوبست
زچشم سر نتوان دید رنگ معنی را	چو دیدہ جان بکشاید ہمہ جہان خوبست
سخن بجان و دلم بہر لعل دست بہ بین	کہ گرگ خوب و رمہ خوب و ہم شبان خوبست
مراست ورد زبان گفتگوے سوز و گداز	کہ یافتم ز بیانہا ہمین بیان خوبست

چہ سان رسد بہ ثناے جمال او عشقی
کہ عقل کل نرسیدہ است آنچنان خوبست

گرت ہوست بیا و ببین بہار بسنت	کہ عکس روی کسے دادہ کار و بار بسنت
بچشم اہل بصیرت کہ دید جان دارد	و گر بسنت ہویدا است زین بہار بسنت

زحسن و عشق عجب رنگ و داغ سیدارد
بلند مشربی بین به لاله زار بسنت

بهار جلوهٔ گل هر کسی نمی فهمد
ز عندلیب بپرسید اعتبار بسنت

بسیر گلشن و گل نیست الفتم اکنون
بدل رسیدم و دیدم دگر بهار بسنت

چه جوشها که ندارد چمن بجلوهٔ خویش
نگاه رنگ گرفته است در کنار بسنت

زرنگ و بو شده آباده کلبه ام عشقی
اگر صبا گذری کرده از دیار بسنت

دل سالک خزینهٔ شاه است
بی تکلف کلید او آه است

دیدهٔ عشاق را به بین که درو
بی شب و روز جلوهٔ ماه است

کار هستی کجاست در ره عشق
مرد جانباز بر سر راه است

دل محزون و زلف و آن زنخش
رسن و دلو و عجب چاه است

خرم آن کو ز خویش بیخبر است
وه خوش آنکس که از خود آگاه است

چه قدر ناز میکنم بر دل
که دل من ترا هوا خواه است

در عبارات عشقیا بینی
همه وصف و ثنای الله است

اگر بخود نرسی خودنمائی آسان نیست
چو از خودی نبرآئی خدائی آسان نیست

چه دست و پا زنی ای صید پای بسته بدام
ز پیچ و تاب دو زلفش رهائی آسان نیست

گذار بند طبیعت مجرد از همه باش
وگرنه ای دل نادان گدائی آسان نیست

چه شورشی که ندارد نهنگ و موج و حباب
درین محیط ولا آشنائی آسان نیست

بیا و دامن دل گیر گر غمش داری
جز این وسیله بجانان رسائی آسان نیست

ز قعر آب بیندیش و پا ز حد مگذار
خدا گواست که این ناخدائی آسان نیست

فشان ز سر دو جهان دست عشق یا ورنه
بحال وهم زدن بینوائی آسان نیست

ردیف شین

بذکر خیر تو داریم آرزو یا غوث رض
زیاد تو دگرم نیست جستجو یا غوث رض

منم مرید غلام کمینه در بر تو
ز خاک کوی تو ما راست آبرو یا غوث رض

توئی که نام تو باشد محمد ثانی
توئی که یاد تو گویند چارسو یا غوث رض

فضیلتی که تراست تا کجا گویم
جهانیان همه خوانند کو بکو یا غوث رض

مرا شکستی که دارم و سینه با پیچی
که غیر تو دگرم نیست هیچ یا غوث رض

ز باغ قرب اولیا گل اندوزی
از آن گلی که به بو پیداست گشت او یا غوث رض

طمع ز فیض تو مشتاقی همین کند هردم

خیال عنبرین جان و دلم خوشبو باغوث

ردیف حا

خرم است آن دل که گردد رام روح
صد فضیلتها است از انعام روح

نشهٔ فرخندگی بخشد مدام
هر کسی یک جرعه خورد از جام روح

می نمودن چون برآرد صفا او
پس چه گویم بیش ازین اکرام روح

می کند عشق رفتن مشکل است
بس هوادار است یاران بام روح

کعبهٔ معنی نمود است نو
زین سبب من بستم احرام روح

الفتی با نفس کافر کی کند
بسته افتاده در دام روح

نفس و شیطان گشته سرگردان گر
چون بگیرد [illegible] صمصام روح

سیر صحرای مکان و لامکان
لحظه لحظه مینماید کام روح

عشقیا وصفش کجا داند خرد
چونکه نشنید است هرگز نام روح

من آن نیم که فرامش کنم خیال قدح
که هست جان و دلم روشن از جمال قدح

بهیچ قسم نمایان نشد ره مقصود
کنون همی نگرم لحظه لحظه فال قدح

ازان خیال ترقی [illegible]
که وصل دوست میسر شد از وصال قدح

بجرعه پیر نود ساله جوان سازد
چنین کمال قدح بینم و جمالِ قدح

محب باده کشی گر کند شود محبوب
دگر چه شرح نمایم ازین مآلِ قدح

متاع هر دو جهان در نظر نمی آرد
هر آنکسے که دمی دیده است مآلِ قدح

کجاست طالع اے عشقیا که بعد وفات
ز خاک این تن زارم شود سفالِ قدح

ردیف خا

ز شوقِ تو شده دنیا و دین تلخ
ندانم چون کنی با ما تو کین تلخ

اگر زهر است در یادِ تو نوش است
که بے یادِ تو گردد انگبین تلخ

ز تلخیهاے تو شیرین نیست کامم
مگر بختم رساند اینچنین تلخ

بهشتِ برین که رو کردم ز تمکن
ندیدم حاصلے غیر از همین تلخ

بخاک افتادگان کوے جانان
نماید مسندِ خلدِ برین تلخ

خم کاهم غم هیچم ناتوانم
جبینِ برق چون سازی چنین تلخ

خسرو با عشق هم پهلو نسازے
که عشقی خوش نه آید همنشین تلخ

ردیف دال

دل از خیال زلف تو در تاب میشود ‌ در دیده ام ز مهر رخت آب میشود

صد جلوه و عامبرش زنگ سیده ‌ آنرا که چاک سینه محراب میشود

بر خویش گردشی بکن و پا برون منه ‌ معموره ایست سیل چو گرداب میشود

از نیستی مترس که کاریست بوالعجب ‌ والله که سلب باعث ایجاب میشود

از گریستن مکن ای دل ملالتی ‌ شاید که رفته رفته چو سیلاب میشود

یکدم بگلشنی برو و جوش گل ببین ‌ وصف جمال دوست ز سرباب میشود

زور خسرو نه لایق عشق است عشقیا ‌ کاین دفتری بعالم اسباب میشود

وصف رخ تو بر ورق جان نوشته اند ‌ سفی غلط بصفحهٔ ایمان نوشته اند

آنی که مدح وصف جمال کمال تو ‌ از خامه بهار ببستان نوشته اند

با خوبی تو هیچکسی همسری نکرد ‌ افسانه ایست اینکه ز کنعان نوشته اند

آری ز عکس روی تو رنگی گرفته است ‌ هنگامه که از رخ خوبان نوشته اند

از دیده اشک سیل روانست دمبدم ‌ شاید که این سفینه ز عمان نوشته اند

آنها که شور سحر محبت شنیده اند ‌ از اشک چشم قصه بدامان نوشته اند

در رفتن منازل دل ره روان دل ‌ اول قدم بچاک گریبان نوشته اند

سالِ تولدم همه تقویم دانِ شهر
روی حساب شایق خوبان نوشته اند
۱۲۱۰

روز ازل نصیبهٔ عشقی براه عشق
با شاه کالپی همه یکسان نوشته اند

گشت دل چاک بسوی تو دری پیدا شد
رفتم از خویش بسی بال و پری پیدا شد

بود صد فکر که چون ره بوصال تو برم
همدرین سوز محبت رهبری پیدا شد

نام بی ننگی و دیوانگی بر سر من
آنچه پیداست ازان پُرهنری پیدا شد

تخم غم ز آب سرشکم شجری آه نمود
لخت دل قطرهٔ خون برگ و بری پیدا شد

رفت افسانهٔ محبوبی یوسف ز جهان
حالیا قصهٔ آن خوش پسری پیدا شد

از بلاست نشود هیچ دلم را اندوه
شکر لله که مرا در گری پیدا شد

صبحدم زلف و رخش خیالم بنمود
سحر و شام عجب زین سحری پیدا شد

سر کشیدم بجهان هیچ فلاحی نرسید
سر زدم در رهِ او تاج و سری پیدا شد

واعظا هیچ نصیحت مر عشقی را
خبرت نیست که یک بیخبری پیدا شد

گر شب تا خودی پرده دریدن گیرد
صبح مقصود بصد جلوه دمیدن گیرد

لب میگون تو رونی که در آید بنظر
اشک چون دانهٔ یاقوت دویدن گیرد

بس رسا آمده این شیوه اگر شیفته‌ء — دیدهٔ و دل بچکیدن نه تپیدن گیرد
زاهد از جلوهٔ آن فتنهٔ خوبان بیند — سنگ بر سر زدن و دست گزیدن گیرد
گر شود طائر دل صید نگاهش والله — نه رسیدن نه دویدن نه پریدن گیرد
جام یکرنگی وحدت بکسے باد حلال — که ز خود رفتن و در خویش رسیدن گیرد

عشقیا گوش دل ار وا شود از شورش عشق
رمزے از سر در و دیوار شنیدن گیرد

ز تنم تمام در من جگر اعتبار دارد — که بهار لاله هر دم ز نگاه یار دارد
نه جگر فرو گذارد نه ز سینه هیچ جائے — نگهت چه تیر کاری سر اشتهار دارد
چه خوش است جانم از دل شبِ وصل ره شمارد — که غمان بیقراری بکف قرار دارد
بخدا ز خود برآیم که خدائے من نپرد — که بخود نهفته ماندن بخدا چه کار دارد
بروم بکوه و صحرا ز جنون صلاح بینم — که شنیده‌ام محبتت سر کار و بار دارد

نه منم اسیر بندش که کمند زلفِ جانان
چو تو عشقیا شمر دم دل بیشمار دارد

جگر از نوک مژگانت بهار تازه میدارد — کجا زائل شود رنگش که هر دم غازه میدارد
اگرچه بخت لختِ دل شدم لیکن بحمدالله — خیال تار زلفت هر دمش شیرازه میدارد

جنونم وحشت آبادیست یکشهر رسوائی | که هر دم کوس شهرت را بلند آوازه میدارد
خیالش هم نمی آید ز استغنا در آغوشم | برین هم بازوی امید صد خمیازه میدارد

معانیهاست در هر مصرعم رنگینی عشقی
چو زلف یار کو مضمون بی اندازه میدارد

کسی در راه محبوبان قدم زد | که اول بر سر هستی قلم زد
خیالم بوسه بر آن لعل او دوش | چگویم کار عیسی از لبم زد
چمن شد سینهام از عکس رویش | دلم صد طعنه بر باغ ارم زد
شناسای بدریای محبت | نمی آید کسی از خویش دم زد
من از بال هما پروا ندارم | که عشقت سایهٔ خود بر سرم زد
ز فیض درد عشق آن جفا جو | دل من نالهای زیر و بم زد

چرا رنگین نباشد نامهٔ من
که عشقی از ثنای او رقم زد

تنگ میدانم دلی کاشفتهٔ یاری نشد | کور باد آن دیده کو حیران دلداری نشد
خاک باد آن تن هم آغوشی ز محبوبی نکرد | چاک باد آن سینه کو از غمزه افگاری نشد
سر نه پندارم کو سودای داری نکرد | پا نه پندارم کو شوریده خاری نشد

رفت منصور از صفا در پیگاه دوستی
بر سر دارے چو او جویای دیدارے نشد

گل ز استغناے خود یک عشقے ار دوی
عندلیبم را نه آه و ناله انکارے نشد

تا که با خود آشنا شد دل گزشت از دین و کیش
هیچگه او را خیال سبحه زنارے نشد

بے تکلف عشق گردار هی بپا در بزم دوست
از خرد در راه جانان عشقیا کارے نشد

در حلقهٔ آن زلف بهار است ببینید
از هر مژه صد سینه فگار است ببینید

یار است نمودار بهر جلوه که بینی
در هر حقیقت دیده دو چار است ببینید

وابستهٔ هیچکس از تیر نگاه است
یکجان جهان صید و شکار است ببینید

آشفته دلم بر سر آن که کشیدیم
منصور صفت بر سر دار است ببینید

آهیست که دودش سقف چرخ نموده
سیاره نگر رنگ شرار است ببینید

بے تابی من هیچو سپند است ز آتش
زینگونه غمش دست بکار است ببینید

عشقی ز خرد راه حقیقت نکشائی
از عشق درین بزم گذار است ببینید

شده دریا صنم تنها دل دیوانه می رقصد
ز بالاے تو هم آغوش بے تابانه می رقصد

درین محفل کدامی شمع رخسارے رسید امشب
که جانم بر نثارش چون پر پروانه می رقصد

بنا در آتش عشقت دلم بیتابی دارد
سپندم میکند تحسین که این مردانه می‌رقصد

برین رقصیدن من بایدت صد آفرین کردن
که این شوریده از دنیا و دین بیگانه می‌رقصد

تفاوت درمیان ما و زاهد اینقدر باشد
که ما هم خانه می‌رقصیم و او در خانه می‌رقصد

نمیدانم چه تاثیر است در لعل میگونش
که بر لب سر سخن از وصف او مستانه می‌رقصد

به رقاص خرد با عشق همسر کی شود عشقی
یکے دانانه می‌رقصد یکے رندانه می‌رقصد

گر چنین جور و جفا از تو عیان خواهد بود
پس کجا جان مرا نام و نشان خواهد بود

گاه بیهم نشود دیدهٔ حیرت زدگان
زیر خاک ار بپری هم نگران خواهد بود

اے دل آگه نه از زهد فروشان بگذر
کار من در پئے آن پیر مغان خواهد بود

گر تو معمورهٔ دل را نکنی ویرانه
حاش لله نه از آن گنج نشان خواهد بود

دیده از درد فراق تو ندانم چه کند
چشمه‌ها هست کنون آب روان خواهد بود

الف قامت او قامت من نون کرده است
آخر الامر همین است که آن خواهد بود

پیر صد ساله اگر بادهٔ عشقت بچشد
الله الله که دگر باره جوان خواهد بود

کاشفی گفت که عشقی ز خرد دور برائے
از طفیل تو نهان است و عیان خواهد بود

گرچه از فتنهٔ چشمم تو زبان خواهد بود
از لبت هست امیدی کلان خواهد بود

عاملی کشتهٔ عشق است ولا آگه باش
حال تو نیز چو حال دگران خواهد بود

بی تکلف برسد بر سر مقصود آن کس
هر که در زمرهٔ این باده کشان خواهد بود

چون هویدا شود آن گنج نهانم بر دل
آشکارای تو گر نیک نهان خواهد بود

ای خوش آن روز که در میکدهٔ صدق و صفا
دین من کعبهٔ من روی بتان خواهد بود

یارب این تیر جگر دوز ندانم ز کجا است
آری آری نگر از چشم فلان خواهد بود

پیرو حافظ شیراز شدم از دل و جان
حالیا سخنم ورد زبان خواهد بود

عشقیا عشق و خرد بلبل و زاغ اند ولی
زاغ را نالهٔ شوریده چه سان خواهد بود

هر که از دست جنون دامن دل چاک کند
خود هم آغوشی از ان دلبر بیباک کند

باده در دست کسی را که رسید است بجان
حاجتی نیست که رو بر عرق تاک کند

خور می بر سر آن شیفته قربان گردد
که ز دل هر نفسی نالهٔ غمناک کند

هر که خواهد که باکسیر محبت برسد
اول آنست که سر گنج زری خاک کند

آن زمان جلوهٔ مطلق بنماید هر دم
گر کسی دل ز خیال دو جهان پاک کند

اثری نیست اگر نیش زند مار نفس
آنکه از دانهٔ دل مهرهٔ تریاک کند

در حریم خانهٔ دل هر که در آید یاران
تا چه گویم که چها قرب به ادراک کند

من به صحرای جنون آمده‌ام از دل جان
شهسوارے مگر این صید به فتراک کند

عشقی از دست خرد زود رهائی باید
کاشقی گریه بشستن دُرِ دُ تا پاک کند

زاهدان رند چرا غرّه و فارغ گیرند
آری آشفته دلان این یارگی گیرند

چیست این حجره نشینان که گریزند ز خلق
بهتر آن است که از خویش کناره گیرند

گر خراب اندازان زلف تو عشاق چه غم
آخر الامر ازین رشته بهارگی گیرند

جام بر جام زدن وصف رندان خوب است
طرفه جامے اگر از دست نگاری گیرند

بیقرار از همه شیفتگان در کویت
به دوای تیغ نگه تا که قرارے گیرند

سر و من نیست تشنه جم وسے عاشق را
اوج آشفته همین بس که بدارے گیرند

نفس سوخته یک بادهٔ صاف است اول
بهر روی شیشه همین سینه فگاری گیرند

آن غزالم که به صحرای وفا سرزده‌ام
خوش آن است که خوبان به شکاری گیرند

صید خورشید رخان نیست که در زلف آید
این شکار اهل دلان در شب تاری گیرند

چیست جز عشق درین بزم گران عشقی
با همه اهل خرد کو سروکاری گیرند

بصورت سیرکن جانم ستائی بے بدل دارد
کجا اسرار آشنا همواره دریا و بغل دارد

وسلے واماندہ دارم نگاہے گرم ساقی کو
کہ از امداد آن صیدی کہ دست و پا شل دارد

زناز و نازکی گل تا سیا افغانم نمی آرد
دگر عندلیبم در سینه صد غزل دارد

سرم بر کوه و صحرا از خرابی بیکسے چشم
ندانستم که دست دل عنان این خلل دارد

زجست گردہ ام خود گرچه عالم جلوه گر گشته
دلم از دیده تصویر این حسن و عمل دارد

بچوگان ارادت تن دہی سامان جان است این
رسائی نیست گو پیرا که از طاقت کسل دارد

عنان بگسسته گردیدم زپیچ و تاب دل شبها
کجا پاسی سر من درین صحرا سر خار گل دارد

اگر گیسو گشاید آه من در قصه جان بندی
ز آسیب شقیها آمدم جو اسپ بر شل دارد

شمع با گرم روی دیده گریان دارد
پس دگر کیست که در راه تو سامان دارد

می ندانم زکجا میرسد این باد صبا
که دم از رایحه باد بهاران دارد

شمع و پروانه اگر سوز و گدازے دارند
بلبل از ساده دلی وام گلستان دارد

نه منم شیفته حسن بلاخیز تو بس
هر کرا هست دلی دست و گریبان دارد

آنکه در خانقه و صومعه می بود خراب
هست شهری که بهندوی تو ایمان دارد

گرچه پیرست تن عشقی بچاره و لے

در رہِ دوست سرو کار جوانان دارد

الله الله دل من میل بکسے میدارد
کہ چو من شیفتۂ درد بسے میدارد

نارسائی است هر اگر بسر بام تو لیک
نالہ ماست کہ این دست رسے میدارد

دل محزون من و آن رخ آتش فامش
طرفہ کاریست کہ با شعلہ خسے میدارد

نیست جان در تن من از پئے آن خط و خال
طائرے ہست کہ سر در قفسے میدارد

زاہد و عارف و عاشق ہمہ خواہان تو اند
ہر کسے بر حسبے ملتمسے میدارد

بے تکلف بسر قافلہ خواہد رفتن
آنکہ گوشے بصداے جرسے میدارد

عشقیا وصف تو ہر دم ز دل و جان گوید
می ندانم ہوسے یا نفسے میدارد

بزلفش دین و دل بستم گرفتار اینچنین باید
ز رنگ ماؤ من رستم سبکبار اینچنین باید

ز خود رفتادن اینجا قطع منزل میشود ہمدم
بلے در راہ معنی طرز رفتار اینچنین باید

تپیدن ہاے دل یک گفتگو ہیست با جانان
بلے در محفلش انداز گفتار اینچنین باید

گہے سنگے بسر گہ سر بسنگے میزند عاشق
سر شوریدہ را آرے سرو کار اینچنین باید

نزاکت می تراود عشقیا زین مصرع بیدل
ز خاطر ہا فراموشم سبکبار اینچنین باید

کو دلی تا ذوق حیرانی بجان پیدا کند ‌ ‌ ‌ شعله زاری شوق اندر خانمان پیدا کند

نیست عالم پر آشوب لم آن نوجوان ‌ ‌ ‌ گونه گونه رنگهای سر زبان پیدا کند

کفر عالم می نهد زیر پیش بی تابان عشق ‌ ‌ ‌ کافری آن به که در راه بتان پیدا کند

در حریم دوست آن کس را رسائی هست گر ‌ ‌ ‌ بهر ایثارش دل و جان ارمغان پیدا کند

هر که بر رخسار آن گل رو نگه را گرم ساخت ‌ ‌ ‌ بی تکلف او بهار جاودان پیدا کند

دی همی بشگفت آنکس نو بهار وصل یافت ‌ ‌ ‌ کو نهال هستی خود را خزان پیدا کند

هیچکس را لطف پیدا نشد اندر سخن ‌ ‌ ‌ کز میان دوست حرفی در میان پیدا کند

گر سر وارستگی دارد کسی زین با و من ‌ ‌ ‌ بندگی در خدمت پیر مغان پیدا کند

عشق یا انجام حیرانی بسا جستم ا
کو دلی تا ذوق حیرانی بجان پیدا کند

دل ز سودا زده با هوا می گردد ‌ ‌ ‌ میتوان گفت که زان زلف صبا می گردد

آفرین با تو جوان غمزه عاشق کش تو ‌ ‌ ‌ که در آئین جفا اهل وفا می گردد

نیست ز سودای دو عالم خبر ما ‌ ‌ ‌ فتنه هست که اندر سر ما می گردد

ترک تا زی دل و دین کنی غوغا ‌ ‌ ‌ دوستان بر سر ما زیر پا می گردد

لیکن عشق ... نیست ... گر

ازره دل ز کجا تا بکجا میگردد

نگاهم گر شناسای جمال یار خواهد شد
میان ما و الفت آشتی بسیار خواهد شد

دل و دین جان و ایمان کرده ام آماده پیکم
که روزی بهر آن غارتگری در کار خواهد شد

بآواد جنون دل مست و بیهش گشت دانستم
که زین ره حالیا بر کار خود هشیار خواهد شد

نگاه گرم ساقی برق سان گر جلوه آراید
لباو لها و دین بینی که خرمن وار خواهد شد

ببینی گر دلم آن نقطهٔ خال رخ رنگین
تعالی الله که از دیوانگی پرکار خواهد شد

کنون یک قطرهٔ خون گرم جوشیده از دل مستم
تماشا دیدنی دارد اگر سرشار خواهد شد

ز خود بیخود شدم از یک نگاه عشوه پردازش
نمیدانم چه خواهد شد اگر تکرار خواهد شد

قرار بیقراری کرده ام دیگر نمیدانم
که از من یار خواهد شد وگر اغیار خواهد شد

نجم عشقیا از خرمی در خویشتن سرگرم
نگاهم گر شناسای جمال یار خواهد شد

در خود سفری دارم و از راه میرسید
مهریست در آغوشم و از یاد میرسید

از سلسلهٔ کاکل و زان نرگس فتان
سامان جنون هست ازین گاه میرسید

تا خاک نشینیم اخیر بدیدیم بدیدیم
یاران خبر از شوکت این جاه میرسید

زخمی بجگر رفت که هر سهم نشان کرد
دیگر سخنی از نگهش آه میرسید

اے جان من ز شورش کون و مکان گریز
وز جان و دل ز صحبت خود و دیگران گریز

خواهی ز بے نشان خبرے تا بتو رسد
حاشا که از طریقهٔ کون و مکان گریز

گر هوش رہبرے بکند اے برید شوق
در جاے راستان و دیارِ مغان گریز

از صومعه چو هیچ کشایش نمی شود
بشتاب جانبِ حرمِ بتان گریز

بال و پر است سر و جهان مرد راه را
عشقی ازین وسیله سوے لامکان گریز

ردیف سین

چشم و دل داریم و دیگر از نگاهِ ما مپرس
گر رسیده ز خویش بیگانه ایم و راه ما مپرس

در شبستانہاے ما از مهر روے آن صنم
صد تجلی میشود پیدا از ماه ما مپرس

تا چه عصیان است کز هستی بناهش میبریم
پیش ازین دیگر چگوئیم از گناهِ ما مپرس

برق سان چین جبینش سوخت خرمنہاے دل
حال ما از کار و بار این گیاهِ ما مپرس

با نگاهے تیر کاری نرگس فتان او
دل سپر کرده ایم دیگر از پناه ما مپرس

پیچ و تاب سوزِ هجران را بسنده کرده ایم
بعد ازین از درد حال پادشاه ما مپرس

عشقیا ما بر سر کوے صنم دل داده ایم
شیشه بر سنگ زدیم و از اله ما مپرس

ردیف شین

شکر هستم همیشه مایل خویش
گلشنی دیده‌ام ازین گل خویش

مستی‌یا ناز شیرازی ست
دم نگهداشتیم در دل خویش

لیلیم در نهادِ من پنهان است
تا چها یافتم بمحمل خویش

حالیا دل به هیچ سو نرود
دیده در خویش تا منازل خویش

سخنی با کسم نماند کنون
از خودم هست حل مشکل خویش

کشت زارم چه طرفه خرمن داد
سنبله چیدم از سنابل خویش

حیف صد حیف عشقیا زین رو
عمرها بوده‌ام چه غافل خویش

ردیف غین

آن منم کز جهان شدم فارغ
بی تکلف ز جان شدم فارغ

تا شنیدم حکایت چمنش
از گل و گلستان شدم فارغ

مستی یافتم ز لعل کسی
حالیا از مغان شدم فارغ

کرده‌ام اختیار گوشهٔ دل
از چنین و چنانِ شدم فارغ

جان نثار تو کرده‌ام حالا
از تو ای جانِ جان شدم فارغ

رفتم اندر سرای خلوت دوست | تا که زین این و آن شدم فارغ

عشقیا طرفه حالتی که کنون
جان ز من من ز جان شدم فارغ

خوش است دیده ام از سیر کشت زار ایاغ | چه خوشه ای که نچیده است از بهار ایاغ
کدام نشئه درین باده است حیرانم | که عالمی دل و دین میکند نثار ایاغ
نه جام جم نه سکندر آئینه وحدت است | هر آن دلی که دگر گشته است یار ایاغ
دکار با همه بیکار گشته ایم اکنون | ازان سبب که گرفتیم کار و بار ایاغ
اگر چه خلد برین جای راحت است ایپل | خوش است آب و هوای درین دیار ایاغ
ترا است صومعه و هم خانقاه ای زاهد | مرا است گوشه میخانه و کنار ایاغ

کجاست آتش دوزخ که عشقیا اکنون
کشیده است دم از شعلهای نار ایاغ

ردیف لام

والله چگونه شرح کنم از وقار دل | لعل گران بهاست چو آئی نثار دل
صحرای امکان که جای گزر گرد | جولان کند همیشه در و شهسوار دل
صد نجم و طعنه بدل من بخورد و لی | [illegible] نکردم جبار دل

صیدیست زنخچیره وسرگیر او دو کون — بازی که طعمه بکند از شکار دل

در باغ جان بسبزگیِ عرفان شگفتد — باد نسیم گر بوزد از بهار دل

از بحر غم نهنگ الم هیچ باک نیست — کشتی شکسته چو رسد بر کنار دل

تلقین پیر یافت که هر لحظه عشقیا
بمطلبی رسی چو شوی انتظار دل

ز سوز عشق هویداست در جریدهٔ دل — بیان عشقی آن سکند رسیدهٔ دل

بحیرتم که ز حیرت یکی نمی نگرد — کدام جلوهٔ رنگین بدیده دیدهٔ دل

خدا گواست که یک لحظه هم نمی سازد — بکنج کعبه و بتخانه آرمیدهٔ دل

ز هیچ جنگ و کتابی ندیده ام هرگز — که یافتم سخنی از زبان دریدهٔ دل

بسان بلبل دیوانه میشود هر دم — بهار سرو جهان برگل دمیدهٔ دل

باهل درد دوا بخشد از طریق کرم — ندیم عشق که گردیده برگزیدهٔ دل

بجز معرفت از آشنائی خواهی — حباب وار بپا بر کنارے دیدهٔ دل

بدید عافیت واز دو کون شد آزاد — کسیکه از ره تسلیم شد خریدهٔ دل

چه چو شها که نداری ولے خموش عشقی
نه گفتنی است بکس حرفی از شنیدهٔ دل

تن پرستی را چو بگذاری بیابی کام دل
بی کمند عشق و الله کی رسی بر بام دل

پنبهٔ غفلت چو از گوش طبیعت وا کنی
بشنوی جانم ندای سر بی پیغام دل

خود زبان حیران است در تفسیر این سخن
بی تکلف اسم اعظم می‌نماید نام دل

هر خم و خمخانه را بر هم زند از بیخودی
هر که یک جرعه چشیده از شراب جام دل

شیوهٔ تجرید و تفرید ار کنی بینی نه خود
تا چه تشریف است سر تا پا ازین انعام دل

غافلا آگه نه‌ای اسیر دل صد حسرتی
وادی ایمن که هر دم طی نماید گام دل

در میان حق پرستی دل پرستی فرق نیست
ای دلم آرام دل باشد چو باشی رام دل

کاشفی صد آرزوی شربت وصلش نیست
چونکه بیتاب است عشقی را همیشه کام دل

ردیف میم

گر ز وارد ملک بیخودی جانیکه من دارم
ز دیر و کعبه بیرون است ایمانی که من دارم

سر شکم در دل آن نوجوان کرد است تاثیری
نگویم چیست فرمایست یارانیکه من دارم

بدست دل شدم یک وادی ایمن نگه کردم
دم صورت انا اللهی بیا یانیکه من دارم

بدام من دل و دین آن بت سنگین ادا بردم
مسلمانان کرد ار دنا مسلمانیکه من دارم

بچشم دیدن سیر دم جز با تجلی میشود پیدا
که دارد در حقیقت دل ایقانیکه من دارم

زبیچون شد از شوق سیر قصد سپندن — همه رشک فلاطون است دربانیکه من دارم

مکن سرگرمی اے عشقی بهر ویران این عالم
گزر دارد بملک بیخودی جبانیکه من دارم

زهستی قطع منزلها نشد هر چند جان دادم — کشیدم خویش را یکسو بدست دل عنان دادم
برای چشم ظاهر بین که تا حسن تو بشناسد — گلستان زار امکان را ز روئیت ترجمان دادم
بقدر هستی کوشش پر پرواز ما باشد — دل شوریدهٔ خود را نشان از بی نشان دادم
ندامت میکشم از کردهٔ خود بر سر کویت — نه دل دادم نه جان دادم ازین فرقم تن آن دادم
چه چوگان نگاه سرویان شکست خاطر ما شد — دل شوریدهٔ خود را لباس از کتان دادم

بکوی او گزر کردم دل و دین خواستند از من
کنم آماده تا آن لفظ عشقی را ضمان دادم

نالهاے سحری بردر ریاست کردم — چه قدر راز دل شوریده بیاست کردم
دل ندادم بقد سرو روانش گویا — دوستان بر دل بیچاره قیامت کردم
می ندانم که نخست بازچه خواهد از من — سست جانی که مرا بود بشاشت کردم
هر بد و نیکه تو داری بکن ای عشق که من — سر سودا زده را کوچ سلامت کردم
دیده‌ام در سر زلف تو بهار سحری — حاش لله که عجب هیچ رشاشت کردم

رفتم از خود کہ زمن باز نہ اندیشہ کنی — اے حیا مست بہ بین تاکہ چہ کامت کردم

عشقی از صومعہ باز آ کہ من با دل و جان — حالیا بر در میخانہ اقامت کردم

بادشاہیم و گدائیم و سپاہی مائیم — سرخی و زردی و خود سبز و سیاہی مائیم

زمین و ارض و سموات ہمہ دریا اند — انجم و شمس و ہمہ ماہ زماہی مائیم

مستی و بیخودی و باخودی ہر چہ کہ ہست — خم و میخانہ و ہم جام جو خواہی مائیم

کرسی و عرش چہ در بات چگویم خبرے — کفر و اسلام ہمہ خسر و تباہی مائیم

سال و ماہ و سحر و شام چہ بار است بلے — خرد و پیر و دو عالم و داہی مائیم

ہمہ ارواح و ملک دوزخ و اعراف و بہشت — جملہ عالم تو اگر نیک نگاہی مائیم

عشقی از راہ حقیقت نظرے در خود کن — تا بدانی کہ ہمہ سر الہی مائیم

چون بخود رفتم سوالے را جوابے یافتم — سیر دل کردم صحیفہ ہا کتابے یافتم

تا فنا گشتم جمال جاودانی جلوہ کرد — طرفہ تعبیر از طفیل طرفہ خوابے یافتم

ذرہ و خورشید عالم را نسبت ہم کہ من — در شب دیجور نور آفتابے یافتم

سوزش دل بیقراری ہای جان اکنون نماند — کز رخ خوکردہ جانان گلابے یافتم

از شکست خود حکایت ها ندارم که این — نا توانیها و پیری زان شبابی یافتم
پیچ و تاب گیسوانش دیده دانستم یقین — کز همه اشعار بیت انتخابی یافتم

حالیا بیهوده گردیها مکن عشقی که من
چون بخود رفتم سوالے را جوابے یافتم

در خود سفری کردم و صد هوش گرفتم — تعلیم ولی از لب خاموش گرفتم
تا غوطه تحقیق زدم از خم معنی — هر نشئه عجبی از دل بیهوش گرفتم
از شوخی و دیوانگی این دل بیباک — تا چند بگویم که کنون گوش گرفتم
صد شکر که از هر دو جهان دست فشاندم — بار غم جانان بسر دوش گرفتم
آه سحر و چشم تر و گریهٔ بیتاب — از نیش نگاهی تو چها نوش گرفتم
بیداری دل تا نگه گرم تو بخشید — کار دو جهان خواب فراموش گرفتم

عشقی شده ام محمل لیلی پس ازین راه
خود را ز سر شوق در آغوش گرفتم

گر گدا هستم ولیکن بادشاهی دیده ام — بنده ام اما بخود بیخود الٰهی دیده ام
بستر بام و درش مشت غبارم باد برد — از طفیل خاکساری طرفه راهی دیده ام
تا که هستی را شکست و بست کرد آن غمزه اش — دوستان از آرزوها پناهی دیده ام

هیچ تدبیری ندیدم زنگ کلفت را مگر — صیقل آئینهٔ دلها ز آهی دیده‌ام

از رخ و زلف و لب و ابرو و چشم آن صنم — بادشاهی دیده‌ام پایان سپاهی دیده‌ام

زان عذار آتشین و آن هلال ابروش — بو العجب جائی که در خورشید ماهی دیده‌ام

از شکست حال خود عشقی مرنج از بهر آنکه
اگر گدا هستم ولیکن بادشاهی دیده‌ام

ردیف نون

بدر پیر مغان باش و می پرستی کن — ز لعل ساقی گلچهره گیر و مستی کن

سر رشته‌های دراز دو زلف او بهم — [illegible] که تو داری دراز دستی کن

گشوده عقدهٔ این کار گر همی خواهی — برو برو به صنم خانه بت پرستی کن

بغیر رو مکن ای دل که سیکنم آگه — که یار در تو نهان است خود پرستی کن

بهار عشق چو جان و دولت همی خواهی — شرار شوق ده و در نهال هستی کن

همین بس است ترا عشقیا درین عالم
بدر پیر مغان باش و می پرستی کن

ردیف واو

اگر گویم ثنای از لب او — کنم صد همچو عیسی طالب او

چه وصفے دارد آن زلف سیاهش — که ایا نهار باید راهب او

دل آواره دارم گر بیابم — بیا دنیم بچاه غبغب او

دمے کز درد هجران تیز است — چه باشد روز محشر یا شب او

ندانم دل شدم یا جان شدم بس — کجا بگزارم عشقی جانب او

ردیف ہا

بپرس گر تو بیخود آئی به — بخدا با خودی نیائی به

نوک مژگان چو نیشتر کار است — گره دل کرو کشائی به

عاشقان دست از خون شوئید — یار را پنجه حنائی به

من نیم من نیم چو او هست — زین سبب مدح خودستائی به

گشته ام از دو کون بیگانه — که مرا با تو آشنائی به

راز دل گر نهان کنی جانم — تا ترا حال پارسائی به

عید گر دوست نمی آید — از تو صد بار روستائی به

ساقیا از خمار بیتابم — باده ناب گر نمائی به

عشقیا بندگی ترا زیبد

دوست را دعویٔ خدائی بہ

ردیف یا

جنون دیوانهٔ دلهاے بیتاب است پنداری
محبت خانه زاد چشم پُر آب است پنداری

ز حالِ بیخودی آگه نهٔ از خود پرستی ها
وصال گلرخان تعبیر این خواب است پنداری

که این آتشین روے ندانم در خیالم شد
که در سیمابیم طوفان سیماب است پنداری

شکست دل تجلی گاه مهرویان بود سر دم
درین محفل کتان هم رنگ مهتاب است پنداری

کجا همسر شود خمخانه با کیفیت عاشق
بشور جوشش دل صهبا کی آب است پنداری

باین درد جدائی اشکی از چشمم نمی آید
محیط سینه ام مانند گرداب است پنداری

ندارد عشقیا جز اشک و آهی بهره کوئیت
نگه چشم و دولت هم رنگ دولاب است پنداری

جهانے که دارد بلندی و پستی
اگر بنگری فی الحقیقت تو هستی

بدان رشتهٔ زلف پیچ و تابش
رسائی ندارد هر کوتاه دستی

بده ساقیا باده مخمور خود را
که گوید دعا بر خیالات هستی

بحیرت درم زین شراب محبت
که اول خمار است وانگاه مستی

مبین خویشتن را که صد بار بهتر
ازین خود پرستی سر بت پرستی

منادی همین میسد بعشق سرروم | چو از خودپرستی برستی برستی

شبی کاشفی گفت با محققی خود
بجائی رسانم که تو از نیستی

ترجیع بند

سالها بر در دل ناله و افغان کردم | دیده را بهر تماشای تو گریان کردم
خواب و آرام ز سر زود نمودم یکسو | آنچه از دست برآمد به گریبان کردم
روز بیخواب بسا شب که بروز آوردم | روزها در تگ و دو شام غریبان کردم
چند در بتکده هم رمز نهان پرسیدم | آستی بر سر دین و دل ایمان کردم
بی تکلف بزدم در صف دل نیزهٔ آه | بر سر کشور جان کار جوانان کردم
حاصل الامر ازین شورش و بیتابی دل | سر خود را چو نثار ره جیلان کردم

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشتم
شور منصور ز سر برده هویدا گشتم

گاه در مدرسه با اهل معما جستم | گاه از صومعه‌ها جلوهٔ مولا جستم
پیش سالک ز تجلی سخنی پرسیدم | گاه از باده‌کشان جرعهٔ صهبا جستم

گاه از برهمن و گاه ز سوسن گفتم
حالت ورد ز سر پیر و ز برنا جستم

درویش را بار ز زنار و مصلا دادم
سبحه بگرفتم و از آه سبے جستم

قصه کوتاه ز کس عقدهٔ من حل نشد
تا پی ورد امن و دامن به ته پا جستم

از طفیل دل دیوانه که بیتابی داشت
عشق یا تا ز سر فکر چو خود را جستم

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

تا که بر خاک در میکده جائی دیدم
تخت جم ملک فریدون ته پائی دیدم

نی جرس خواهم و نی نقش قدم در ره عشق
نغمهٔ مطرب خوش صوت صدائی دیدم

التجائی بکنم نیست کنون از دو جهان
سایهٔ دود خم بال همائی دیدم

نشئهٔ می و گرم چشم تماشا دارد
کاسهٔ باده بکف قبله نمائی دیدم

درد دل پیش طبیبان نتوانم هرگز
خندهٔ لعل لب یار دوائی دیدم

فیض میخانه ببین چون بدل افگارم
تا که از پای سبو مرهم لائی دیدم

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

حالیا هر چه دلم خواست همان یافته ام
محفل باده کشان و مغان یافته ام

بے می و جام کنون ہیچ مرا کار نیست
زانکہ ہر گونہ ز مقصود نشان یافتہ ام

دل من رفت بجائے کہ نہ جائی است درو
فارغ از ہر دو جہانم کہ جہان یافتہ ام

سرمہ کز خاک درش تا بکشیدم در چشم
رنگما ہر چہ نہان بود عیان یافتہ ام

ما سوائے نیست درین کون و مکان تا بسما
حاش للہ کہ ہمان است و ہمان یافتہ ام

خاطرم جمع شد و تفرقہ از دست برفت
تا کہ ذات تو بذرات جہان یافتہ ام

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور ز ہر پردہ ہویدا گشتہ

ببرد یارا ز من و آن جام و سبوے ساقی
داد مارا بمن آن روی نکوے ساقی

زان صنم ہیچ نماندست ز ہستی اثرم
سنگ بر شیشہ فتاد است ز خوی ساقی

بستۂ زلف ندانم کہ چہ حالے دارد
کار زنجیر کند تار ز موے ساقی

فارغ از لذت کونین شود آنکس کہ دلش
ہست مخمور لب تشنہ کدوی ساقی

ہیچ چوگان زد و بر دو سے نماید گلم
حالیا گشتہ ز تسلیم چو گوے ساقی

چہ معانی کہ بجانم نہ رسیدے ز عشق
تا بخواندم سبق از مصحف روے ساقی

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور ز ہر پردہ ہویدا گشتہ

تار و پود سے عجب پنبہ برون آوردہ ۔۔۔ دل افسردۂ ما را بہ جنون آوردہ

ہمچنان موج کہ از بحر برآید ہر دم ۔۔۔ جوشش بیچونی و این رنگ بچون آوردہ

دشمن و دوست بکثرت چو ببینی جانم ۔۔۔ ہستی تست کہ او خوب و زبون آوردہ

نیست خود روے گل و خار درین باغ جہان ۔۔۔ تا بدانی ہمہ از کاف و ز نون آوردہ

دیدہ واکن دگرے نیست درین جلوۂ ذات ۔۔۔ مظہر خود ز تعین بہ نمون آوردہ

کنج محفل بعیان آمدہ چون زیور و سیم ۔۔۔ تا بدیدم کہ ہمون ہست و ہمون آوردہ

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور ز ہر پردہ ہویدا گشتہ

دیدم از دیدۂ جان جلوۂ برکات اللہ ۔۔۔ یافتم در دو جہان جلوۂ برکات اللہ

طرفہ جائے است در میکدہ کانجا دیدم ۔۔۔ بر صبوحی زدہ گان جلوۂ برکات اللہ

آنچہ معقول بمحسوس رسیدہ است کنون ۔۔۔ یافتم یافتہ ہان جلوۂ برکات اللہ

در صنم خانہ و مسجد نگر از دیدۂ دل ۔۔۔ عشقیا ہست عیان جلوۂ برکات اللہ

تو کجا میروی ای دل کہ ہمہ اوست ببین ۔۔۔ آشکارا و نہان جلوۂ برکات اللہ

دل سیاح کہ از خویش سفر کرد بدید ۔۔۔ بے نشان تا ز نشان جلوۂ برکات اللہ

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ

شورش منصور ز سر پرده هویدا گشته

رباعیات

از جهر لبان جمع دل را آشوب | وز ذکر خفی تو خانهٔ دل می کوب
اذکار اگرچه هر سه بجا باشند | لیکن ز پی صفا است بهتر جاروب

ولہ

آن دل که ز ماسوای مولیٰ پاک است | هر زیب که کونین ورا املاک است
هستی است نه هستی که ما میداریم | هستی است نه مستیش ز آب تاک است

ولہ

در مدرسه ها دلیل و برهان پیداست | در معبد ها ثنای سبحان پیداست
القصه به بزم اهل عرفان چو رسی | بینی بینی کمال وجدان پیداست

ولہ

شهزاده و شاه از حشم مغرور است | زاهد بخیال زاهدی مغرور است
سالک چو بدل تجلی میدارد | عاشق بجمال لم یزل مسرور است

ولہ

در رتبهٔ وحدت نه قبول و نه رد است
انساب و اضافات در و نیک و بد است
بحریست که غیر عشق در وی نزده
هرگونه خرد ز حالتش بیخبر است

ولہ

در تن چو تفحص بکنی جان پیدا است
در جان تو تجسس کنی ایمان پیدا است
گر نیک نظر کنی در ایمان عشقی
بینی بینی جمال جانان پیدا است

ولہ

آن شاه نجف که عالمش ممنون است
هرگونه از و جان جهان مرهون است
فیضی است بهر مشرب و مذهب از وی
جز فرقهٔ رافضی که آن مطعون است

ولہ

هر صبح صبا رساندم بوت
تفسیرکنان ز آیت آن کاکل و روت
فرخنده دمی که تار سم بر سر کوت
افتان خیزان چو سیل در جستجوت

ولہ

بیخود شده را جلوهٔ دیدار بدست است
حیرت زده را ناله و افکار بدست است
غافل نشوی هیچگه از رنگ تماشا
آن را که دل و دیدهٔ بیدار بدست است

ولہ

دل گرچه خیال آن صنم میدارد — لیکن همه کاوش الم میدارد

القصه ز هجر وصل آن جان جهان — فکری نتوان کرد که غم میدارد

ولە

رسیده که چو آهو جریده می ماند — اگر ز خود نرمید نارسیده می ماند

بدیده نشئه عرفان چو سرخوشی نکند — همه شنیده تو ناشنیده می ماند

ولە

هر مذهب و مشرب که جهان میدارد — هر خویش ز گفتگو گمان میدارد

رندی که ز هر دو می رود می دانم — آن میدارد نه بلکه آن میدارد

ولە

زاهد که نماز و روزه دارد در پیش — از ورد و وظیفه خواند خود را درویش

هیچست نگفتمش که مقصد نیست — بیخویش ز خویش گر دو آئی در خویش

ولە

یکچند سطر نوشتم از خط سیاه — فی الحمد و فی النعت و وصف صحابه

وانی بیقین که سر رموز عرفان — ازبانشده شده ز برکات آله

ولە

در خود چو نظر کنی جهان را بینی — کونین و مکانی و زمان را بینی
بیخود چو بخود رسی خدا میداند — جان را بینی تو جان جان را بینی

ولہ

گو باده که از سرزنش جان گردم — از رنگ وصال و بیم هجران گردم
سرمستی و بیخودی گرم دست دهد — از عارف و معروف و ز عرفان گردم

قطعہ

همچو نرگس در پی نظاره آن سرو سهی — دیده ها وا کرده ام اما نگاهی بر نخاست
دیده را کردم سپید از انتظارش یا دلے — در شبستان سیاهم نور ماهی بر نخاست

فرد

این چه صحرا بود و این صیاد صید افگن که بود — هیچ نخچیری سر نشد پیدا که او تیر مژه نداشت

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام آنکہ از ہر مذہب و کیش | لباس تازہ دارد در بر خویش
نداے دادہ در ہر خانہ از راز | جہانے از صداہا گشتہ دمساز
خُمے پُر جوش و شور مستی انگیز | کہ از وے جامہا ہستند لبریز
گدا این ذرہ گوہر دل افروز | ندارد روشنی طلعت روز
ہزاران خانہ و یکخانہ سازے | ہزاران شیشہ و یک جلوہ بازے
نباید رنگہا یک پیرہ زار | تو خواہی جامہ گوے و خواہ دستار
ببین آن رشتہ فرخندہ اطوار | کہ سازد گشتہ در تسبیح و زنار

چه نازست این از آن عصمت مآبی — که عالم گشته حیرت انتسابی

ز لا احصی بجانم گشته مفتوح — که او خود حامد و حمد است و ممدوح

نهان بی پرده در پرده عیان شد — بدید و عمر نامید و جهان شد

جهان یک دور پرکار است ای یار — شده از نقطهٔ احمد نمودار

سبیلی از نقطه گرد دور پیدا — درخت از تخم میگردد هویدا

هویدا شد ز نور شاه لولاک — همه عالم ز ماهی تا بافلاک

احد را پردهٔ از میم او شد — جهان چون زیوری از میم او شد

احد چون بحر و ذاتش هست چون دُر — جهانی چون صدف از نور او پُر

ز نور حق روانش هست پرنور — جهان از نور او نور علی نور

چو همدم گشت از علمک ما لم — صلای رهبری زد بر دو عالم

نبودی گر چنین مهر دل افروز — نگشتی امتیازی از شب و روز

چه جانها از ضیای آن سہ تام — تمیزی یافتند از کفر و اسلام

بیانش کام دل را انگبین است — که نامش رحمة للعالمین است

بصحرایش فلک یک سبزه بینی — سلاس داغ غلامی بر جبینی

کمال انبیا در پیش آن شاه — همان ماند که خور را پرتو از ماه

ندانم پیش ازین وصفش کنم چون | برنگ چون ہیولا گشتہ بیچون

خوش آندم گر شود از ما درودے | قبول خاطر آن فیض ورودے

درود از ما نیاز از ما بر و باد | بر اصحاب کرام و آل امجاد

ابی بکر و عمر عثمان علی گوے | کہ ہر یک بردہ انداز کاملی گوے

سراپا فکر شان در کار دین بود | چنین بود و چنین بود و چنین بود

سیہ بخت است آن بیدین و بدکیش | کز اینہا مے کند یاد از کم و بیش

مخالف را سراسر دم ہمین است | لعین است و لعین است و لعین است

بیان عاشق و معشوق و آشفتگی عاشق

بیا اے عندلیب نغمہ پرواز | کہ می یابیم ترا ہمدرد و ہمراز

من و تو بندۂ یک گلستانیم | بدرد عشق از یک خاندانیم

بیا برخوان ازان گل داستانے | وزان برہم زن یک خانمانے

کہ از سوزش جگر شد داغ گلستان | سپندے بر شرارش دین و ایمان

شرار دوزخ از یک نوکرانش | تپ خور بندۂ از بندگانش

بیانش کردم خود ہست مشکل | درست آتش اندر سینۂ دل

بیا ای آتش اندر سینه ام زود | که از مغز طبیعت برکشم دود
بیا ای آتش اندر سینهٔ ریش | طفیلی کن بجان آذر خویش
بیا ای آتش سوزنده القاب | که از سوزت جهانی می برد آب
که گویندم همه هشیار و مستی | یکی آتش پرست آتش پرستی
نفسی گر نفس داری جگردوز | خرد سوز و خرد سوز و خرد سوز
خرد را بازی طفلانه میدان | سراپایش را بیگانه میدان
خیال آگهی داری ازین درد | خرد را پوست برکش ای جوانمرد
اگر پیش خرد این دانه سفتی | فلاطون بوعلی هر دانه رفتی
روم القصه گرد قصهٔ خویش | که دیگر برنتابد سینه ریش
چو رستی فارغ از تار رفوئی | نیابد همرهش در گفتگوئی
درین ره عالمی رفت است پرخون | نمیدانم چه سازم چون رسم چون
ز جوی نفس کافر بیقرارم | شبی خون میخورد بر حال زارم
نقاب تیره دارد بر رخ روح | ازین آشفتگی دل گشته مجروح
بروزم میکند سر همچنین شب | سیاه دانه کس را اینچنین شب
الهی والمنا بنما الهی | که آب خضر دارد این سیاهی

خداوندا نمایان کن بهارش
بحق مصطفی هم چار یارش

بحقِ مصطفی جان را امان ده
خدایا بادۂ عرفان بجان ده

بحقِ چار یار انش الٰهی
دمے بز وا اے از جانم سیاهی

بحقِ فاطمه وان شاه حسنین
که بوند آن نبی را قرة العین

بحقِ شاهِ جیلان غوث اعظم
بدستم جام عرفان بخش هردم

بحق نقشبند خواجه احرار
ز سوز و ساز خود سازی خبردار

بحقِ خواجهٔ سلطانِ اجمیر
کنی زیر نفس کافر جانم چیر

بحقِ سهروردی شاه ملتان
بجانم جان ایمان بخش ای جان

بحقِ اهل دل زین این و آنم
امانم ده امانم ده امانم

در سبب تالیف گوید

بیا اے خامه برگو این چنین راز
که انجامش همی یابم ز آغاز

ز سر گر پا کنی دانم روی تو
ز خود بیخود شوی تا خود شوی تو

دمے اشعار وحدت خیز سر کن
جهانِ کثرتم زیر و زبر کن

نشانم ده ز حالِ بے نشانے
که وصفِ او شده فی کل شانے

حدیثے چون چمن ہست پر جوش — صلا دہ بلبلان را از ہم آغوش

ریاض عشق از عشقی بکن نام — براے عندلیبان وا کن این دام

کہ تا در حلقہ اش افتد حریفے — ز گل در پردہ اش بیند ردیفے

چہ گلہا در سرشتِ یاسر شتند — بہار آموز گلزارِ بہشتند

دلم یک عندلیبے تن شدہ دام — خوش آن روزے کہ برگ گل کنم رام

درین واسے کہ بلبل یافت قیسے — براے جلوۂ گل گشتہ حسیبے

غرض این عندلیبم کل لفظ دامے — دلے گویا شود شوریدہ کامے

ریاضم یافت پرتو زان ریاضے — کنون عندلیبم بین اندر ریاضے

خیالِ عندلیبی بر کن اے یار — کہ در ہر قطرہ ام جوئے است سرشار

عیان است این سخن بر ہر کہ وجہ — نجنبد ذرہ الا باذنہ

چو رنگ نامہ عرفان دستگاہ است — بدان از من ز برکاتِ اللہ است

ز بحرِ احمدی دارم سبوئے — ازان جاری است از ما گفتگوئے

کہ نامش کاشفی شد در جہان فاش — چو خواہی کشف کفش پاے او باش

جہانے لو شمعت آن مہر دل افروز — کہ یادش سینہا پید ما و من سوز

درود و وفا تحفہ ہر دم برانخاص — ہمی گوئیم واز اخلاص اخلاص

شروع داستان

بیا اے خامۂ مشکین شمامہ
ز حسن دوست رنگین ساز نامہ

خود آن بہتر کہ وصف آن پری روے
بیان دیگران انداز دیگر گوے

غلط فہمی مکن زنہار اے دوست
کہ مغزے ہست پنہان زیر ہر پوست

بعہد شاہ بشین بود بیتال
کہ در وصفش زبانم میشود لال

زبان کز وصف او گوے ربودے
بدلہا این خرابیہا نبودے

دل اینجا نیز یک حیرت شعار است
بوصفش عقل کل زار و نزار است

بیا اے چاردہ ۱۲ فرخندہ ماہے
بملک حسن یک حشمت پناہے

سیہ چشمے وفا بیگانۂ او
نگہ دزدے حیا ہمخانۂ او

ز شیرینیش جہان در تلخکامی
ز تلخیہاش شیرینی تمامی

تغافل ہمعنانش از وفا دور
جوانی جا بجا بیباک و مغرور

جبینش صفحۂ نور الہی
بچینے عالمے کردہ تباہی

کمان ابروش ہموارہ در زہ
بوصف او ہمان بہتر کہ جان دہ

بچشمے مست اما مست خون ریز
نگاہش تیر اما تیر جان بیز

نگاهی یک بلای ناگهان داشت | نه تنها بلکه نوکی از سنان داشت

به پیش نرگس آن غمزه بازی | سپر انداختن خود بود کاری

به مژگان چاک فرما پردهٔ جان | ز هندو ترک تازی دین و ایمان

دو گیسویش نگر جان را کمندی | که آشفته در و صد مستمندی

کسی کاندر خیالی دید رویی | ز سر تا پا پریشان گشت مویی

به پیچش بود یک کفر فرنگی | که پیشش نام دین گفتن ز ننگی

غلط کردم که گفتم حبشش آن | فرنگی شمهٔ زان کافرستان

ز بوی نافه اش در کوی و بازار | صبا بر دست خود میداشت طومار

غرض این قصه را رشته دراز است | که انجامش بگفتن همین راز است

دران دام از پی آن دانهٔ خال | جهان مرغ دل پیچیده بال

ببوی مشک چین را حسرت آموز | به رویش رشک جنت آن دل افروز

عذارش یکجهانی داشت لبریز | خیالش سینه را میساخت گل خیز

ز وصف بینیش جان هست مسرور | بورق ماه گوئی مصرع نور

ندانم تا چه لبها داشت آن یار | که در وصفش قلم گردد شکربار

بوصف آن لب میگون سیراب | سخن مستانه میخیزد درین باب

ازان ولهائی شیدا در غمی بود | که جان می گشت و خود عیسی دمی بود
دهان تنگ او چون در سخن بود | تو گوئی غنچه مقصود بکشود
بوصف آن زنخدان آه صد آه | بیانم چون رسد چاهیست در راه
چو آرم از میانش گفتگوئی | قلم باریک میگردد ز موئی
چه گوید قامتش را خامهٔ من | قیامت میشود در نامهٔ من
بقدش سرو گرچه توامان بود | ولی سرو خرامان آن جهان بود
ز بالایش دل من گشت شیدا | مثالی نیست بالا دست پیدا
بعالم گریبان ما بلند است | ز وصف آن بلند است آن بلند است
چو آن جان جهان رفتار کردی | چو دستی با گریبان کار کردی
ادایش را چه سان طبعم گراید | که وصفش در ادای خامه ناید
نگاهم چنین بود و چنان بود | سراپای قامتش ایمان جان بود
کلام القصه زان کان نمک شور | دکانی داشت در بازار لاهور
سر جوهر فروشی آن جوان داشت | ز خیشان لعل و گوهر در دکان داشت
بهای گوهر ز اندازه بیرون | که جان هم سنگ بود و بود افزون
سراپا غرق خود پوشیده از شرم | شده هنگامه بیع و شرای گرم

بر این نہج آشکارا شد دوکانش | ثوابت رشک بر داز لولوانش
کسے پرسان ز گوہر ہا بہاے | کسے حیران بحسن دلربائے
دلے کو جان و ہم پیدا نبوده | بران لعل لبش شیدا نبوده
نبوده مشتری کو رشتۂ جان | کند پیدا وران قربا ہم دندان
نبوده یک خریدار غرض مند | بران جوہر کہ باشد چون غرض بند
غرض یعنی رہِ تسلیم رفتن | چہ رفتن از امید و بیم رستن
چو بگزاری امید و بیم او دوست | شود حق الحقیقت مغز تا پوست
بجائے میرسی کز جا برون است | کہ لاخوفٌ ولا ہم یحزنون است
بخویش خویش رو بخویشی آموز | ز بیخویشی چراغ خویش افروز

آمدن فقیرے و عاشق شدن برآن جوان

چو شمعے نور خود را بر ملا زد | بہ پروانہ را گوئی صلا زد
جہان پروانہ سان گردید مسرور | چو شمعے سرورے ماگشت پر نور
کس از نزدیک و کس از دور دیده | مرا آن نور دیده نور دیده
غرض دو کانِ حسنش چون سمر شد | نہال حسن او چون پر ثمر شد

چو آنجا حسن یوسف شد نمودار ضرورت پیش او گاه خریدار

که ناگه در رسید آشفته مردی چو مردی خورده جام گرم و سردی

دلش پروانه مردم شمع جویان ز جان خویش انی تبت گویان

کتانش و سینه هم چون پای صد روی سپندش آتشی منحو است هر کوی

گریبانش برق را بشگفت پیوند کبابش سیخ را بشگفت پیوند

ز مژگانش کسی در جست و جوی که سازد چاک و هم سازد رفوی

جهان پیما بسان گردبادی بهر سو کرده پی مقصد نشادی

بعالم این مثل پا بسته دیدم که هر چه بند را پا بسته دیدم

ولی این عشق را کاری نکو هست که اول یافت با وی جستجو هست

سبک آمد ز جست و جو خبر شد چو اول یافت وز یافتش بجو شد

ببازار آمده دیده پری زاد شده دیوانه تر داد و شش جنون داد

به دام عشق افتادن بهان بود تو گوئی حال جان دادن بیان بود

خوشش آنکس که درین بازرگان ز نقد جان خریده جام عرفان

فتاده بر زمین بیهوش گشته جهان بیخودی در جوش گشته

همه بازاریان گردش دویدند بسوز او ز ساز خود بریدند

علاجی خواستند از هر در و کوی — که صحت یابد آن مرد نکوروی

کسی با صرع نسبت کرد او را — کسی از آب شسته کرد رو را

اگر داری خیال عشق خوبان — تکلف نیست خود را ناشده دان

کسی از غم بر رویش آب می زد — چکاوم نالهٔ شیب و شباب بینه و

کسی بگفت آسیب پری هست — کسی حیران که سحر ساحری هست

ز چشمش سلسبیل اشک می رفت — ز حیرت جان آن پر رشک می رفت

فسون افسانه خواندندی همه کس — بهمان بود کی کردی شعله با خس

ز هر چون که کردندی وسیله — تو گوئی رفت روغن در فتیله

بجز جانان طبیبی نیست ای جان — بدرد عشق درمان را تو درمان

چو درد عشق شد بر جان مجنون — بجز لیلی نشد درمان مجنون

همه کس گفتگو کردند با خویش — که بیماری ندارد مرد درویش

دلش ژولیده از غوغای عشق است — سرش شوریده از سودای عشق است

پری روئی که در دکان نشسته — مر این درویش را در جان نشسته

جمال آن جوان بی تاب کرده — سراپا گیسویش در تاب کرده

برفتند از سر دیوانه یک یک — برانداتش و آهنگر اینک

چو آن دیوانهٔ از رفز مو توا — چشیده لذتی قبل ان تموتوا

شده از بیخودی وز خویشتن گم — خیال آن مسیحا گفت قم قم

بهوش آمد ولے از خویش بیهوش — همه تن چشم گشته یا شده گوش

ز خود رفتن هم آغوشی ست اید وست — بیابی تا که مغز است در پوست

چه پیوند نو جوانی جان جانے — نشسته برد کالنے سو سیانے

جمالے دید کز حور و پری بیش — همه خوبان به پیشش هیچ و درویش

تعالے الله چه فیاض است داوار — شکر را میرساند بر شکر خوار

بدرد خویش صادق یافت اورا — چگویم صبح صادق یافت اورا

بہ پیوسته مرغ دل در دام سوزش — رخ و جبت وجهی کرد سویش

ز دین بگذشت و با بت بست پیمان — مسلمانان مسلمانان مسلمانان

چو عشق بت کسے را دل نشین است — ز دین بگذشتن او را عین دین است

ندارد عشقبازی تاب زین به — که الناس علی دین ملوکه

هم درین حکایت یاد آمده

چو نے بد بیوه در شهر اتاوه — نمود و صرف عمر خویش یاده

بنام فاحشه شد در جهان فاشش | بگرد خانه اش گشته اوباش

ز اوباشان جوانی بود بیباک | باوباشی ازان مجموعه چالاک

ولی آن بیوه شد با آن جوان بند | جوان هم گشت زین انعام خرسند

بیکدیگر کنار و بوس دادند | ز خود با پردهٔ ناموس دادند

زن از فرخندگی در خود نگنجید | بهار وصل را هر گونه میدید

نگه بنیاد فسق او نشد دور | نمیکردی جدا چون مار و گنجور

بهمنوال عشرت می نمودند | ز عشرت رنگ حسرت می زدودند

کس از همسایگان چون دید این حال | نصیحت کرد مر زن کای بد افعال

نه آخر سر و فرخ است انجام این کار | ازین بگریز و گفتار هم نگهدار

چه کردی تو بیکسن تا ره ... ی تو | زحال مغفرت آگه شوی تو

چو آنجا عشق دل را داد آرام | بگفتار خرد کی می شود رام

زن از ناصح چو بشنید این حکایت | بدو پرسید کای اهل درایت

چو جای سر و فرخ است ابا بیان کن | کجا خواهد شد آن بار هم عیان کن

بگفت او نیستر در رو فرخ رود زود | سرانجامش همین است آتش و دود

زن از قول نصیحت گو نه آشفت | جواب اندرین کو چون گهر سفت

چو دوزخ مسکن آن یار باشد — مرا خود جنت دیدار باشد

بدوزخ گر نبیابم آن جهان است — سر من در سر آن نوجوان است

مرا از دوزخ و جنت نه کاری — همین دانم که باشم با یاری

جز او گر دوزخم گر در بهشتم — با او در کعبه ام گر در کنشتم

چو دوزخ جای وصلم گشت با دوست — دلم را خواهش جنت نه نیکوست

چو در ویرانه با او هم کنارم — به از معموره کانجا نیست یارم

است و بیم از خود کرده ام دور — چو با او هستم من نور علی نور

مکن عیبم که من با دوست هستم — کنون بگذر که هستم هر چه هستم

منم آنجا که آنجا خیر و شر نیست — بغیر از عشق و میل دگر نیست

وصال دوست میدارم در آغوش — جهان مو غلطت با دیست در گوش

ولی کز عشق جانان دردمند است — نصیحت بر سر شورش سپند است

ولی کز عشق جانان چون شود گم — نه جنت میشمارد نی جهنم

نه دین داند نداند مذهب و کیش — بجز مقصود کو خود کرده در پیش

چو آن شوریده در حسن جوانی — بدیده می نشان از در نشانی

به پیش پا نشست آن سرو آزاد — بسان بندگان می بود دلشاد

ز حسنش دیدہ‌ہا را نور بیداد
بدل از غمزہ‌اش ناسور بیداد

سگے کہ مفتون آسیب پری بود
ز ہوش خویشتن زاندم بری بود

بمحراب ابروے آن دلربائے
پیاپے ساختے عاشق دعائے

نمودے سینہ را ہر دم نشانہ
بہ پیش نرگس ناوک زبانہ

ز چشمش گر ز جان نومید می‌بود
ز لعلش زندہ جاوید می‌بود

سگے کہ بر ہندوش میباخت ایمان
سگے بر چہرہ‌اش بودے مسلمان

سگے شایستۂ انعام بیداد
ز بالایش کشیدے گاہ فریاد

اگرچہ چہر جانسوز است فی الاصل
نمک دیگر بزخمی می‌نہد وصل

گدا این دیدہ کو از دید خورشید
نمی‌گردند از بینائی امید

بفہمد این سخن کو سینہ ریش است
کہ حیرانی بہ نزدیکان چہ بیش است

سگے در پیچ زلف چون شب تار
نمودے کوچہ گردیہا عسس وار

سگے بخت خود میکرد نازے
کہ صیدم ساخت عشق شاہبازے

ز گلزارش چو بلبل داشت شیون
ز سرو قدش طوق چون قمری بگردن

بعشاقان خوشش آن وقت خوش امروز
کہ تیر عشق جانان شد جگردوز

ندانم کے رسد فرخندہ آنے
کہ یابد عشقیا ہم جان جانے

چنین میباخت سر دم قرة العین — جمال جوهری را بی شک و شین

بصورت گرچه او خود بود مائل — ولی صد معنی آنجا کرد حاصل

ولی عشق مجازی هست پایه — بدان عشق حقیقی کوست مایه

بصورت سیر کن تا می‌توانی — که این نهریست از بحر معانی

کجا معنی که بی صورت برآرد — کجا صورت که او معنی ندارد

چو معنی رنگ از صورت گرفته — ازین صورت بصورت عشق رفته

همه نور است از مه تا بماهی — ولا هرگز نیفتی در سیاهی

ندیدم بی مسمی هیچ اسمی — نه ظاهر بی مظاهر یافت جسمی

خصوص انسان ز خلقت هست اولی — انا سره ثنایش گفت مولی

بود اول بانسان عشق درباز — درین تحریر در جوش است کن باز

کلام قدسی اینجا گفت رحمن — بشکل خویش آوردیم انسان

بگویم تا چه گویم کمالش — که مسجود ملایک شد جمالش

شنو از من و لیل من رآنی — فقد یعنی رأی الله گر بدانی

ولا عشق پیمبر دار در دل — که او خود بوده است انسان کامل

بعشق او ز عشق او نجاتست — درود او بیاران فرخنده ذاتست

غرض آن جوهری از ناز گاهی | بشوریده نمیکردی نگاهی
نگه با دیگران از وی تغافل | به دیگر مهربان از وی تکاسل
نگه دزدیدن اینجا عین دید است | بداند کو به معنی رشید است
تغافل هست بر عاشق ترحم | خموشی دارد انداز تکلم

حکایت فی المثل

به مجنون گفت شخصی کای جنون بیز | مگر نشنیده بشتاب و برخیز
طعامی پخته است امروز لیلی | به بسیاری که دیدم هیچ سیلی
ز دست خویش یک یک کفچه آشی | بهر کس میرساند خوش معاشی
تو هم رو تا ز دستش آش یابی | بهار جلوه اش هم خواهش یابی
چو قیس این قصه نیکو شنیده | بسان اشک عشاقان دویده
رسیده پیش لیلی همچو هاله | نگرد ماه و بر دستی پیاله
چو هر کس کاسه میکردی فراز | شدی زانعام لیلی آن همه سیر
نموده قیس هم پیشش پیاله | سزد تا پا بزد بخشش خود نواله
چو اینجا حسن بیدرد است و بیداد | شکسته کاسه اش آن سرو آزاد

بهوش آمد جنون در جان مجنون ‌ دوبالا گشت عشق آن مجنون

تغافل گر ز محبوبان نبودے ‌ بعاشق شور نشئے در جان نبودے

تغافل فی الحقیقت هست تعلیم ‌ کہ قلب عاشقان گردد سراسیم

چو آرد عشق اندر جان تغافل ‌ تغافل چون کنم زین سان تغافل

فحاصل جلوهٔ جوهر فروشے ‌ دران شوریده می آورد جوشے

نگاہے بر جمال یار میکرد ‌ بسینه ناله را تکرار میکرد

بجز زاری نباشد کار بلبل ‌ به بیند ور نه بیند جلوهٔ گل

بهمنوال دیدے رنگ درویش ‌ معطر ساختے جان راز بویش

ولے چون شب شدے آن نوجوانے ‌ بسوے خانه رفتے از دکانے

چو خود در روز تابان بر دکان بود ‌ بشب در مغرب خانه نهان بود

چگویم حال آن شوریده درویش ‌ بسان عشقبازے بود دلریش

چو بودے روز بر دکان رسیدے ‌ شبش را صبح صادق بر رسیدے

شدے شب چون جوان در خانه رفتے ‌ تو گوئی جان آن دیوانه رفتے

نباشد امتی را هیچ رهبر ‌ چو در ماهی رود یونس پیمبر

بشب از هجر او بیتاب بودے ‌ بروز از لعل او سیراب بودے

بروز از دیدنش بیتافت جانی
بشب بی او ز بوی آه و فغانی

نبود آن ناله و آه و فغانش
بپایی کوس رحلت کوفت جانش

دلش چون ناله را آهنگ دادی
ز دود آهِ شب رازنگ دادی

چنان از سینه کردی آهِ جانکاه
که عالم بود در استغفر الله

بروز اندر جمالِ جلوهٔ یار
نبودی عندلیبش سیر گلزار

چو بودی شب زدی فوارهٔ خون
مگر چشمش شد اصطرلاب جیحون

بدینسان روز و شب میبود حیران
مسلمان از جفای نا مسلمان

آزرده شدن خویشان اخوان وفقیر را بحیله در دریا انداختن

بیا ای عشق تا گویم فسانه
ز مهر کینه ات جانها نشانه

بلیلی حسنها اندا و کردی
ز مجنون کوهِ نجد آباد کردی

بشیرین کاریت خسرو روان یافت
زتلخیهای تو فرهاد جان تافت

بعذرا رنگها افزوده از تو
بوامق هر چه بود آن بود از تو

جمالِ یوسف از فرمودهٔ تست
سر و کار زلیخا سودهٔ تست

بمهرویان تو ناز آموز باشی
بعشاقان نیاز آموز باشی

زلست این عاشق و معشوق پیدا
گل و بلبل ز تو گشته هویدا

نئی پیدا و لے پیداست کارت
ز دستت عالمے گشته بغارت

غرض چون حال شوریده سر شد
بیان عشق او چون دربدر شد

ز معشوقی چو شهرت یافت آن ماه
پدر هم مادرش گشتند آگاه

بخویشان نیز این افسانه شد فاش
که بر نوباده عاشق گشته اوباش

همه کس یکدگر کردند افسوس
که اکنون میرود از دست ناموس

خجل خواهیم شد از خاص و زعام
بخویش و اقربا باشیم بدنام

همان بهتر که این آشوب پرداز
برون ناید ز خانه هیچگه باز

بماند در سرا خود نشسته
درے بر خویش و بر بیگانه بسته

فحاصل هرچه گفتند آن همان شد
پری در شیشه خانه اش نهان شد

بقید آمد خرامان سرو آزاد
شده خود صید کو بوداست صیاد

پدر را مادرش در خانه کرده
نهان از چشم آن دیوانه کرده

برادر هم پدر کردند قیدے
که تا رویش نه بیند عمرو زیدے

زمانے هم برون نگذاشتندے
بدرج همچو گوهر داشتندے

چو سازد شمع از فانوس مسکن
چگویم حالت پروانه را من

اگر پنهان شود در ابر خورشید | نباشد ذره را از هستی امید

به همنوال چون بگذشت یکروز | نیاید بر دکان مهر دل افروز

گذشته روز چون آن جان نیاید | خرامان بر سر دکان نیاید

ندید آشفته چون دیدار دلبر | شده آشفته تر آن زار دلبر

دو چندان گشت شورے در دل او | ز هجر گل فغان زد بلبل او

بسان رعد هر دم ناله میکرد | ز ناخن سینه را گل لاله میکرد

فغان سینه اش از هجر معشوق | بپایه میرسیدے تا بعیوق

زدے بر سنگ سر آن عاشق زار | که با سنگ است عاشق را سروکار

ز دود آه شب می ساخت بر روز | بشب از شعله می افروخت شب روز

همه بازاریان در کاروبارے | فقیر افتاده آنجا سوگوارے

ندیده یار را در صحن بازار | خلیده خار سان بازار بازار

بدنیسان در غم آن شوخ دلبر | ز سر تا پا نمودی پاے از سر

رسیده همچنین یک پیر زالے | بسا محتاله و یک بدآلے

سراپا مکر و از زورے سرشته | بسیرت دیو و بر صورت فرشته

بسر وقت فقیر آمد شتابان | بکاه خشک گوئی نار تابان

بگفت ای دل شده افتاده چون   مگر نشنیده بشنویش اکنون

بیارست مادر او داد دشنام   چه گویم تا چه گویم با تو ای رام

ازین غیرت برفت از خانه ساده   ز ننگ طعنه در دریا فتاده

مرا جسم آمده بر حال زارت   که آگاهت کنم از کار و بارت

چو بشنید این سخن مرد پریشان   بلای بر بلائی دید بر جان

بگفت از زال کای از مهر بیچون   زمانی همرهم شو تا بجیحون

ببر تا آن لب جو این تنم را   چه چیز است آنکه برده آن صنم را

بغرض رفتند هر دو تا بدریا   که موجش شور میزد تا ثریا

بسانِ اشک عاشق تیز رو بود   ز تیزی موج موجش تو بتو بود

خیالی گر گذر کردی بران جوی   شکسته میشد اندازِ نگاپوی

بدید آن آشنا چون بحر بیتاب   چو ماهی بی تکلف رفت در آب

وصال خویش در این کار دانست   نه دریا بل حریم یار دانست

فرو شد بی تأمل در محیطی   مرکب شد عدم اندر بسیطی

کسی کز عشق جان را عدم زد   تکلف بر طرف دم در قدم زد

ز جان دادن مشو ای دوست دلگیر   بده جان جان‌ها بگیر بر گیر

چو جان دادی چه جانها بر تو باشند	غم جانی ز جانِ تو تراشند
غم اینجا تا چه گویم شادیِ تست	خرابی باعثِ آبادیِ تست
خرابی گر نداری این خرابی	ز معموری خبر هرگز نیابی
خزان خود یک نوید نوبهار است	حصول بیقراریها قرار است

رفتن زال و بخویشان از غرق شدن عاشق نوید دادن وازین استماع افتادن معشوق در آن دریا

ندانم چون دهم این قصه را دل	بیانِ عشق بس کاریست مشکل
ادیبِ عشق چون تعلیم گوید	نخست از تختهات نامت بشوید
دهد تعلیمِ وصلِ یار هردم	شوی با دوست ای مهجور بی غم
بحاصل واله چون رفت در جو	شده فرخنده آن زالِ سیه رو
برفت اندر سرای آن پریزاد	بخویشش واقربایش مژده برداد
که در جو غرق شد آن مرد شیدا	ز جان بگذشت و نامش نیست پیدا
چه داند این سخن شرمندهٔ عشق	نمیرد هان نمیرد زندهٔ عشق
شنیدند آن همه گشتند تازه	تو گوئی کرده هریک رنگِ غازه

فرستادند بدکان پسر را / که تا بفروشد آن لعل و گهر را

پس القصه بدکان رسیده / کجا قالب که اکنون جان رسیده

شده مشغول در جوهر فروشی / فروشیدن نمود از تیز هوشی

همه بازاریان را دید برکار / ندید آن واله را در صحن بازار

چنان بگذشت تا پسر که چون شد / ولیکن دل ازین اندوه خون شد

نه در بازار دیده روی عاشق / نه اندر شب شنیده بوی عاشق

دو سه روزی چو بگذشتند بیچون / ملامت بر جوان گردید افزون

چو انجا حسن را با عشق کار است / بسا پروانه را شمع انتظار است

چه باشد شمع گر پروانه نبود / چه باشد حسن گر دیوانه نبود

خریدار ار نباشد یوسفی کیست / چو نبود عندلیب این رنگ گل چیست

بحسن و عشق نسبت از ازل شد / بنزد عارفان این رمز حل شد

همه ملزوم و لازم هست ابد دست / بقرآن فاذکرونی گفته او است

جوان آخر بپرسید از کس احوال / چه شد آن عاشق شوریده احوال

بگفت آنکس اگر حالش ندانی / تعالی الله کنون با من چه خوانی

دو سه روز است کان شوریده تو / بدریا غرق شد غمدیده تو

[illegible]

شنید آن ساده چون افسانه از وی — شده دیوانهٔ دیوانه از وی

گرفت او را که ای گوینده اکنون — بیا همراه تا آن روی جیحون

شده استاد آن مهرو زمانی — بر آن ساحل که عاشق داد جانی

ز یاد عشق او در سینه تف شد — بسان قطرهٔ نیسان در صدف شد

فرو شد در عمیق بحر پر جوش — گرفت آن کشتهٔ خود را در آغوش

جوان چون غرق شد در قعر دریا — شد از بینندگانش شور برپا

همان دم شد خبر بر هر دو شهر — که طفل جوهری افتاده در بحر

غریو از شهریان برخاست آندم — نماند هر دو زن در خانه از غم

بدینسان قصه ناگفته است به — قیامت رفت گوئی بر که و مه

چو غم با دیگران شد بر سر او — چه گویم از پدر وز مادر او

همه کس دام افگندند در آب — فرو رفتند غواصان بتاب

پس از دیری ز بسیاری تکاپوی — بدست آمد ببحر و قعر آن جوی

چه بینند آنکه با نازک میانی — هم آغوش است آن افسرده جانی

سوی ساحل کشیدند از ته آب — تو گوئی یکدگر بودند در خواب

سر معشوق در آغوش آن بود — لب آن سرد و گویا توامان بود

پریشان گشت آن مجموع زنجال　　جوان و طفل هم پیر کهن سال

با انبوه بر انبوه بودند　　زیارت بر شهیدان مینمودند

بد انسان بند شد عاشق بمعشوق　　بزور کس نمیگردد بفاروق

چو آن خود رفته بود از خویش ای عور　　ندانم رفته را چون میکنی دور

نمیدانم که زو بر دوش واله　　گره محکم از آن مشکین کلاله

نه بکشاد آن گره کردند بس ساز　　نگشتند آن جدا هرگز دو دمساز

نمی بینیم کسے بہ سر زمینے　　گره بکشاید از حبل المتینے

چو عشق آنجا دو کس را داد پیوند　　جدا هرگز نگردد از کس این بند

بدلها کز ازل رفت است رشته　　نسازد جدا هرگز فرشته

عجب زخمے که تیغ عشق دارد　　دو کس را بے تکلف یک نگارد

یکے گردد دو تن بر کن شکے را　　نه تیغے کو دو تا سازد یکے را

کنون بگذر دلا از یکدو گفتن　　نمی زیبد بعشق این دانه سفتن

بیا القصه بر آن قصه اکنون　　که یادش میکند در سینها خون

چو با معشوق آن عاشق شده بند　　ز ذوق هیچکس نکشاد پیوند

بجو دها گفتگوے رفت بسیار　　شنود از مومن و مومن ز کفار

مسلمان مسئلهٔ گور و کفن گفت | بهنود این سر و تن را سوختن گفت

چو آنجا مرده فارغ گشت از غیر | بمسجد افگن ای جان خواه در دیر

سقر جنت نخواهد برده عشق | ثواب هم عذاب بی مزدهٔ عشق

ز خیر و شر برون رفت است نالش | ز کفر و اسلام بیرون است حالش

پس انگه پیش شاه عهد رفتند | بیکدیگر ز جد و جهد رفتند

چو پیش شحنهٔ لاهور آن لاش | ببردند آن همه با جنگ پرخاش

بگفت آن شاه آخر این سخن را | جدا بودن ندیده آن دو تن را

بگور آرند آورده در گور | بهنود ان و رگذشتند از شر و شور

نه گوری بلکه بود آن پردهٔ غیب | گرفتند از شهادت آن دو بی عیب

همی تشبیه اول در گرفتند | پس آنگه در ختم تنزیه رفتند

ببین تشبیه اول پایه باشد | بدان تنزیه خود کان پایه باشد

چو خواهی جلوهٔ مهتاب بینی | خود اول قرص او در آب بینی

دلا اکنون چه گویم قصه را باز | که در جوش است جانم نشئه راز

بصورت کثرت آمد قصهٔ من | بمعنی وحدت است این قصهٔ من

رموز بیخودی گفتیم در هوش | بفهمی گر شوی عرفان کنی نوش

بتفصیلم اجمال است بی قیل ۔ با جمالم همه پیداست تفصیل

به پیش رمز دان این نکته شد حل ۔ مفصل مجمل و مجمل مفصل

شنیدیم همچو تخمی و شجر هست ۔ بداند هر که از خود با خبر هست

ز وحدت سوی کثرت هست رایش ۔ هو الظاهر هو الباطن نمایش

خود او عاشق خود او شد دلربایی ۔ بجای بلبل و گل گشت پیای

بدانی گر ترا عین الیقین است ۔ حقیقت فی الحقیقه هست نیست

گفتن قصه را در سلوک و آوردن بعضی اشغال

بحکم آنکه چون بیچون بچون شد ۔ ز هر رنگی بدلها رهنمون شد

بهر رنگی اگر گویم همه اوست ۔ غلط فهمی مکن زنهار ای دوست

کنون رنگ دگر دارم بیانی ۔ ازان شوریده وزان دلستانی

کنم افسانه را بر حال سالک ۔ نمایم شرح بآمال سالک

بُود آن دلستان بل روح بوده ۔ که آن عشق و علم ممدوح بوده

بجسم اسی جان کنایت شد زیار ۔ بدیگان درون گشته نمودار

ز تن و عقلی که پیشش آن یار بودند ۔ یقین دانی که آن افراد بودند

خریداران گر گفتم واردات است خیالات است و حالات صفات است

ازان عاشق بدل رفتا اشارت بلے جز دل کہ یابد این بشارت

دلا یکدم ز رنگ آب و گل رو بدل روہان بدل روہان بدل رو

نہ شب بود آنکہ آن نازک سیاہے بخانہ میرسیدے از دو کاہے

حجاب نفس کافر بود بر روح کہ دل از ظلمتش گردید مجروح

نبود آن روز کان تابندہ خورشید رسیدے بر دو کان چون عمر جاوید

نمایان جلوہائے روح بودہ دل از دیدار او مفروح بودہ

گہے وسع گاہے تفرقہ دید بدینسان قبض و بسط راہ میدید

نہ آن خویشان چو آنرا قید کردند دل شوریدہ را نومید کردند

دلا بشنو کہ اکنون گویم این بات ہمہ بودند آن وسواس و خطرات

ز نفسانی و شیطانی کہ ہر دم ہمی آرند بر دل صدمت غم

کہ در ہجرش بپائے نالہ میگفت خواطر از ریاضتہا ہمی رفت

نبود آن زال اے جانم بیندیش کہ از دستش بدر یار رفت درویش

کسے کو بیقرار از عشق دوست بقتش امتحان می آید از دوست

پس آن زال نبود آن امتحان بود نبود آن جان ورہی مقصود جان بود

بسنزدم امتحان باریست مشکل — بعارف مینماید مقصد دل
خوش آن کز امتحان خوف و جوے — نمیگردد بحق سازد رجوے
نبود آن بجز کیفیت ربوده — سراپا محو استغراق بوده
ز استغراق چون دل گشت مفتوح — ضرورت هم کنارش میشود روح
غرض در روح چون ایافت جاے — بنامند اهل دل آن را فناے
فنا گردید از خود گشت بیخویش — فنا فی الفنا آمد ازین پیش
فنا آنجا چو شد عین بقا هست — انا گفتن دران حالت روا هست
شد اینجا روح و نفس و عقل و دل یک — بنزد اهل معنی کے بود شک
بساحل آمدن از قعر آن جوے — بقا بوده ست بنگر اے نکو روے
فنا رفتن بقا باز آمدن دان — عروج و هم نزول امر و است برخوان
پس آنکه جاے او شد در رواے — که لا یعرفهم غیری سوائے
بگویم پیش ازین رمز نهانی — بود باقی شده از خویش فانی
نماند رهبر اینجا رهرو راه — اذا تم الفقر فهو است الله
اگر خواهی که فهمی این بیانے — مشو خودبین خدا بین شو زمانے
خداوند اکه خودبین است واصل — ز خودبینی خدا بینی است حاصل

ولے تا هستیت کوهیست در پیش
نبینی هان نبینی جلوهٔ خویش

بکن این سنگ را از تیشهٔ ذکر
ببین آنگه در رسان اندیشهٔ فکر

عزیز مصر در بازار دل بین
درخشان لعل در کهسار دل بین

چو دل بین لعل بین باشی چه نیکوست
شنو معقول تو محسوس امد دوست

عیان گردد جمالِ بے مثال
که فی الکل هو الکل است بالکل

در عذر تالیف و خاتمهٔ کتاب گوید

ولا این داستانها گونه گونه
ز عشق دوست چون آری نمونه

شرار عشق در اشعار ناید
بیانش با لب گفتار ناید

چو رمز عشق در گفتار بودے
خرد در محفل او یار بودے

بکاغذ در نیاید نشهٔ عشق
درین صحرا نگردد بیشهٔ عشق

چو آنجا عشق بر گوید فسانه
تو گوئی سیزد آتش زبانه

کسے از گفتگویش سر بر آرد
زبان آتشین چون شمع دارد

چه باشی تو که از عشقش زنی دم
تو خود لیلا مکن در عشق اسے کم

کنون بس کن درین راه تازی
ترا لیلے بلکه یارا نداری

ازین رازی که داری لب فرو بند / درین ره حق ندارد راه پیوند

سبوی این درد را تنگ است یارا / بسان شیشه و سنگ است ما را

زبیدردی مزن در عشق فالی / چو داری درد بر کن قیل و قالی

بجز بیخود نگوید این معانی / معاذ الله ز خود گفتن ندانی

ز خود تا بیخودی راه دراز است / گذشتن از خودی خود عین راز است

خودی کز خود بود آن خود نمایست / خودی کز بیخودی آید خدائیست

فنا حاصل از خودی بگذر زمانی / پس آنگه گوش زین هستی بیانی

چو نی از بیخودی زن پرده هائی / که بر جوشد ندا اندر صدائی

خوش آن گویا که از خویش است خاموش / خوش آن بینا که خود گشته فراموش

ز خود یکسو شو و در عشق زن دم / تو از خود عشقیا می باش ابکم

تکاپوی تگ و دو ساز چیز / ازان آتش رخ هستی شرر ریز

ریاضم تازه کن زین لاله زاری / سمندر مشربان را ده بهاری

بیفشان آنچه در جانت شو سوز / ردیف شعلها مانند نوروز

ولی در سینه‌ام زین داغ آتش / بگاهم چون نشانم باغ آتش

بسوزش چون من و مائی نگنجد / دگر خود کیست تا زنگش بسنجد

همان به تا کنم این گفتگو بس — و هم چون شعله را پیوند با خس
درین ناگفتنی گفتیم رازی — ز شور عشق بس راز و نیازی
چو داری عینک عرفان بدیده — ببینی جلوه های این جریده
چو آنجا عینک عرفان دهد نور — بهر رنگی ز بیرنگی کنی سور

حکایت فی المثل

شبی سیری نمودم در سپهره — ز هر کوهی و دری جویای بهره
بهر سوئی همی رفتم پر آشوب — دل آشفته و جان عافیت کوب
ز حیرت آنچنان دل بیخبر بود — ندانم کوی دل یا کوی دربود
سبا زار آمدم القصه آن دم — که بینم رنگهای کیف و هم کم
نه آن کیفی که گو آورد حیف — کم و کیفی ز جوش بی کم و کیف
بصحنش پرده از چپاو رسته بود — میانش شمع و یک بازیگری بود
صور با رنگ رنگ از پرتو نور — نمودی داشت بیننده یک پر دور
چو دیدم آن همه از جا لشش — چگویم رنگ اعیان داشت حالش
صور از عکس می آورد پر عین — نمودن سی نمودی بیشک و شین

زعلم و عین هر دم داشت جوشی ‌ ‌ ضرورت نارد و آن لحظه هوشی

عیان میساخت هر رنگی ز اعیان ‌ ‌ ولی خود بود الآن کما کان

ازین هنگامه تغییری نبودش ‌ ‌ کم و بیشی تصویری نبودش

چو دیدم نیک نیک این قصه را باز ‌ ‌ بشخص ما هویدا هست این راز

کجا آن دیده تا بینم بهارش ‌ ‌ ز جان خویشتن باشم نثارش

تنم یک پرده در وی احمدی نور ‌ ‌ تو از خود عشقیا چون میروی دور

صورهای دو عالم در سر تست ‌ ‌ جمال وجه متکلم در بر تست

عجب نادیده بگشای دیده ‌ ‌ که این هنگامه در تست آرمیده

لذا ام پیش ازین گفتن عبارت ‌ ‌ بعاقل هست تکفیه الاشارت

ازین پس ختم گشته نامهٔ من ‌ ‌ دگر گفتن نداند خامهٔ من

نه رای رمز گفتن بود ما را ‌ ‌ نه یارای نهفتن بود ما را

بگفتم آنچه نزد من گفتنی بود ‌ ‌ کنون گردان قلم ای عشقیا زود

عروض و قافیه گر در سفینه ‌ ‌ نیابی بر نتابی دل ز کینه

عروض و قافیه جز و جزو نیست ‌ ‌ چو عشق انجا تمیز نیک و بد نیست

زند هر دم سر و دستی عشق این فال ‌ ‌ که الفقر است لا یحتاج هر حال

خرد از عشق بس اندوہناک است | جہان پاکست گر خس کم چہ باک است
نمی باید خرد باعشق ہشدار | چو جاء الحق زہق الباطل اے یار
فحاصل این بیاض ماز عشق است | تر و تازہ ریاض ماز عشق است
نہ بیند جلوہ اش جز بلبل عشق | کہ پیدا نیست در وے جز گل عشق
خدایا تازہ کن ہر دم بہارش | بحقِ احمد و اولاد و یارش

تمت

رساله سوال و جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عصمت پناہے کہ بر فہم و ادراک راسطوت جلال اوگداختہ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ
عَنِ الْعَالَمِیْنَ شوکت دستگاہے کہ در بلدۂ جسم سریر دل را تختگاہ خود پرداختہ
قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی حشمت انتسابے کہ شہر تن را با جلوۂ جان آباد ساختہ
نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ سلطنت جاہے کہ کارفرمائی رائے و تدبیر در ابرائے اہتمام
معمورۂ جسد باختہ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ طرفہ تماشاے کہ استیاز لذائذ گوناگوں نعمائے
لون لون را در کام نفس انداختہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا اِعْلَمْ اَیُّھَا الذَّائِقُ اینکہ در بیان آمد

ہمہ اطوار اوست جل شانہ دیروز کثرت در وحدت بود امروز وحدت در کثرت است

درمقامے خار و درجائے چو گل ❊ درمقامے سرکہ درجائے ست مُل ❊ لمؤلفہ

بہ بزم جان کہ کسے قیل وقال میدارد	دگر بکاۂ دل شور حال میدارد
یقین بدان دگرے نیست زین ہمہ اطوار	ہم او جواب کند ہم سوال میدارد

آرے شوریدگان بادیۂ فراق کہ از غایت اضطراب با زمین و آسمان سوالہا کردہ اند واز نہایت پیچ وتاب با جنبیدہ و آرمیدہ سخنہا پرسیدہ اند ❊ مجنون ز سپہر دُشکایت با ماہ وستارہ در حکایت ❊ فی الحقیقۃ اوست ع گہے بصورت مجنون برآمد ❊ کہ از طور عشق و طلب واضطراب بروالہاے شان نمودار گشتہ ❊ می بود احببت ان اعرف مرا ❊ ورنہ کو اہلیت این صف مرا ❊ مؤید اوست و آسودگان حریم وصال ورسیدگان محفل جمال چون بخود بیخود راہے یافتند دجوش انا الحق زدند وعجیب مشکل وکشایندہ عقدۂ لاحل شدند بے تکلف ہمو اوست ع گہے بکسوت لیلے فرو شد ❊ وفی انفسکم افلا تبصرون در بصیرت آمدہ شخصے را دیدم کہ تنہا نرد می باخت و دست راست با دست چپ مقابلہ نمودہ کعبتین می انداخت پس ہمین کہ مات شوندہ و بازی برندہ کیست دریابے ❊ ہمہ محب ہمہ حبیب باز محبوب است ❊ نگر نگر کہ چنین جلوہ بس عجب خوب است ❊ مردمان از بے استیاری

افہام این حال را نمی فہمند پری و دیوکہ برآدمی می رسند کارفرمائی میکنند و آن آدمی از میان
سیر و دو تاثیر الٰہی و جلوہ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَاْنٍ را منکر اند سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ
صاحبدلے معنی این فقرہ کہ ذی الملک والملکوت در مدح انسان منسوب ساختہ چنانچہ
فرمودہ ؎ اے نسخۂ این فراز و پستی ٭ اما نہ بدین صفت کہ ہستی ٭ تو بودی عکس معبود
ملائک ٭ از ان گشتی تو مسجود ملائک ٭ بود از ہر شئی پیش تو جانے ٭ و زو در بستہ با تو ریسمانے
ازان گشتند امرت را مسخر ٭ کہ ذاتِ ہر یکے در تست مضمر ٭ جہانِ عقل و جان سرمایۂ تست ٭
زمین و آسمان پیرایۂ تست ٭ طبیعی قوتِ تو دہ ہزار است ٭ ارادی برتر از حصر و شمار است ٭
و این تاج بر سر مبارک حضرت محمد مصطفٰے منور و منجلی است اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ وَمَنْ
رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ دو گواہ شاہد حال اوست صلے اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین
اما بعد میگوید فقیر حقیر برکت اللہ کہ از مدتے اسولۂ چند در خاطر جا یافتہ بود و سیاحان
وارد و صادر نیز استفسار اقوال حقائق کہ معانی آن جز دلِ آگاہ نتواند فہمید درمیان آوردند چون
از کرم کریم و لطف عمیم جلوہ بے تعلق و بے تسمیع در نمود آمدہ بحکم آنکہ ع تو ئی سر آوردہ از جیب
؎ ہم رنج دہندہ و شفا ہم ٭ ہم درد دہندہ و دوا ہم ٭ دل باجوئہ آن سر افراختہ
درین چند اوراق بافتہ سوال وجواب نام ساختہ سازہر مقدمہ و پردہ ہم گفتگو را
بر معنی سلوک کشیدہ و نواختہ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ سوال این گفتگوے عقاید و مذہب

کہ مردمان با خود ہا مکابرہ وارند کسے سنی است وکسے رافضی دیگر خارجی یکے شیعہ وہر کسے
بجائے میروود وازدلائل بطرفے راہے میگیرد وانچہ صدق وراستی وراہ مستقیم است
ہر کدام ازینہا محمول میتوان کرد **جواب** این عاجز بکتب عقائد ومذاہب آگاہی ندارد
وگاہے جز کشتی نکردہ کہ ازان مجیب شود لیکن بوجہے کہ دل ازنیازمندی حاصل کردہ وبرہان
مستقیم است انیست کہ ہر چہار یار کبار ایمان بحضرت سرورسالار کونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
آوردند ومسلمان شدند وہمہ اوضاع واطوار او درخود ثبت نمودند پس بدان ازراہ محبت کہ اینہا بود ونفع
نکردات او صلے اللہ علیہ وسلم بحکم فنا فی الرسول ہے سے مجنون پیش لیلی خود را نیافت
پس چنین کسان اگر از میان روند عجب مدار جز وازشود بے خبر شود المقصود صدق محمد جسم یافتہ
آنرا صدیق اکبر گویند وعدل محمد صورت گرفتہ آنرا عمر خوانند وحیاے محمد تشخیص یافتہ آنرا
عثمان نامند وجود وعلم محمد ورجلوہ آمدہ آنرا علی دانند پس فی الحقیقۃ اوست کہ بچہار صفت
نمودار گشتہ چرا کہ پیش ازین این ہر چہار چنین نبودند تا آنکہ ایمان آوردند اکنون بدانکہ نفرت
کردن یکے ازینہا نفرت ازوست ونفرت او نفرت از خدا است وآن کفر است دیگر شنو
صدق وعدل وحیا وعلم ازین ہر چہار صفت اگر یکے گزاری انسان نباشی ہر کہ صدق را
گزارد آدمی نتوان گفت اگر عدل را گزارد ہیچ نیست واگر حیا گزارد واے بر زندگانی او واگر
علم گزارد حیوان است دیگر شنو صاحبدلان کہ ارشاد تصور ومراقبہ کردہ اند گوش وچشم

وبینی دوہان را بچہار کتاب وچہار فرشتہ خصوصًا بچہار یار کبار نسبت دادہ اند
باید دید کہ اگر در حالت شغل چشم را گزاردکور دل است وگوش را گزاردن دل را
کر ساختن است ودہان را گزاشتن زبان دل گنگ کردن است وبینی موقوف
نمودن مشام دل را از ان ریاحین محروم داشتن است پس معلوم شد کہ چہ از راہ گفتگوے
ظاہر کہ مذہب خوانند وچہ از راہ جستجوے باطن کہ مشرب نامند انکارے واکراہے
ومخالفتے گنجائی نمی باید اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم این سیارگان نزن
ماہ اند کہ از آفتاب حقیقی درخشندگی یافتہ جستجوہم زکجا تا بکجا راہے یافت
جلوہ مہر ستارہ وزان راہے یافتہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین
عالمے از ولی اللہ سوال کرد کہ معنی این عبارت کہ قول حضرت علی است کرم اللہ وجہہ
بیان کن الاسلام بین السیفین الذکر بین الذنبین
اللہ نبین ہر چند انکسار کردم رہائی نداد بضرورت بر قدر طاقت بجواب
ملتمس شدم الاسلام بین السیفین اسلام یعنی سلامت بودن وآن غیرت
وتاکہ غیر است اسلام حقیقی نیست پس اسلام حقیقی میان دو تیغ است ومراد از دو تیغ
تعلق کونین است وحدیث ہم برین موید است کہ طالب دنیا وعقبٰے را مونث ومخنث
گفتہ وآنکہ اسلام پاک یعنی حق را خواستہ واین ہر دو را قطع کردہ او را طالب

المولیٰ مذکور فرموده و این مرتبه را تجرید و تفرید خوانند الذّاکرین الذّاکرین قول اہل کمال است
که ذاکر تا که نفی خویش و اثبات حق نکند ذکر او فی الحقیقة درست نیست و بجائے نمیرساند
پس میان این دو ذکر که نفی خود و اثبات اوست ذکرے عجیب است که رفته رفته مذکور
میساز چنین ذاکر را آه صد آه که تا ہستی تست با تو در پوست چه ہیچ نه ترا حکایت اوست
الذّنب بین الذّنبین باید دانست که خود را نفی نساختن و اثبات حق نکردن مرین
دو گناه است سالک را گناہے است که ہیچ کبیره برابری آن نتواند کرد ے در ہجر و وصل منفعل
ہستی خودم چه خجلت کدام روز خرابم نمیکند۔ المقصود معنی قول چنین کسے کرم الله وجهه
کرامت زہره که در بیان آرد و چه طاقت ادراک را که باستفسار شتابد لیکن بحسب ذہن خود
انچه نوشته نوعے مناسبتے دارد و از ان الفاظ ایمعنی می خیزد و مطابق طور روندگان این
راه که از اعلیٰ تا ادنے متفق بر نفی خویش و اثبات حق اند و سالکان از ان مامور شده اند
تطبیقے دارد واللّٰه یهدی الی سبیل الرّشاد سوال معنی الولد سرّ لابیه
چه باشد جواب آدمی از آدمی است و حیوان از حیوان آہو از آہو شیر از شیر جائے
نشنیده ام که از شیر روباه و از روباه شیر پیدا شود معنی اینست اگر دیگر آرزو است
با اہل علم رس نفے نرجمه اش چنین است که اعیان ثابته با عالم مثال در خورد و پیوند
گرفت از ان نتیجه بهم رسید که انسان میگویند و اسرارے که دارد از سبب نادانی

محرم آن نیست مگر آنکه رجوع باصل خود کند وآنہا کہ باصل رسیدہ اند آثار سِرِّ الابیہ را فہمیدہ اند وارشاد نمودہ اند خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ وآدم را بر نمونہ خویش آفریدیم این دلائل بر سِر لابیہ سوید و موجہ است صاحب دلے برہمین معنی در جوش مستی فرمودہ

ماورے دارم کہ او جفتِ خدا است ٭ من ازان مادر زنار آزادہ ام ٭ لیکن چہ حاصل

برخود لقب از خواس کردی ٭ حیوان دگر قیاس کردی ٭ **سوال** شرح اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ باز گو **جواب** مدعا ظاہر است چہ گویم وحقایق او اینست انسان کہ نام گرفتہ بسبب لبس یعنی خلقت و تعین کہ در وگنجائی یافتہ و نہان شدہ و گرنہ در اصل حق است در باللباس بار سببیہ توان گفت

گر تجلی خاص خواہی صورت انسان ببین ٭ شخص راشناس کو ہم اول وہم آخر است

لمؤلفہ بنام آنکہ از ہر مذہب و کیش ٭ لباس تازہ دارد در بر خویش ٭ نہان بی پردہ در پردہ عیان شد ٭ بزید و عمر نامید و جہان شد **لمؤلفہ** ہمایون قطرہ ام یکجرعہ ام وصفم نمیدانی ٭ کہ از خم خانہ سیرے کردہ ام در کشور مینا ٭ **سوال** حضرت ابراہیم ادہم باچند اولیا بر کوہے نشستہ بودند نَوَّرَ اللّٰہُ رُوْحَھُمْ یکے ازان گفت کہ ولی کرا میگویند فرمود کہ اگر کوہ را گوید کہ روان شو روان شود ہمدرین کوہ از جا بجنبید و روان شد فرمود کہ بر جا باش من بر تو مثلے میزنم حکم نمیکنم آخر کوہ بر جا ماند

این یافته نمی شود بیان کن هرچند از کرامت اولیا بعید نیست لیکن بسیلے بیار
تا فهمیده شود آدمی ضعیف را کجا طاقت که کوه پرشکوه را جنبش دهد **جواب** آنجا که وجود
است امکان جز وهم و خیال هیچ نیست پس وهم و خیال را دور ساختن چه قدر کار است
این فرقه که عین ذات اند ممکن در نظر ایشان وجودے ندارد وگرد وارد از آن ایشان است
چنانچه قول حضرت جنید است علیه الرحمة که تمام عالم بندهٔ من است و آفتاب را هفت
پاس باز داشتن از غروب که مشهور از شاه شرف بوعلی قلندر است رحمة الله علیه از همین قبیل
باید فهمید و این فرد فرموده اوست ؎ گر شبے دست دهد وصل تو از غایت شوق ٭
تا قیامت نشود صبح دمیدن ندهم ٭ تمثیل شود خیال را صورت بستن و نشاندن
و دور ساختن و آفتاب حاضر و غائب کردن چنانچه در هر شب هویدا است همچنان ممکنات
پیش رسیدگان ذات است ؎ گفتم چه بود عالم و آدم گفتا ٭ فانوس خیالی و چراغی درو
سوال اهل کمال میگویند که همه حق است غیرے نیست و این فرد هم مشهور یمنی
است که ؎ بیزارم ازان کهنه خدائی که تو داری ٭ هر لحظه مرا تازه خدائی دگر است ٭
و در فصوص هم فرموده اَلْحَقُّ مَحْسُوْسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ این فهمیده نمیشود اگر بیان
واقع است من چرا خود را غیر می یابم و اگر آن اقوال را غلط گوییم پس چنین کسان غلطی
کردن کرا است زهره باید که و شرح آری **جواب** اینچنین جلوه را مشاهده کردن

نظر کار چشم سر است بلکه دیدهٔ جان بین باید در بیان نمی آید المقصود ذات دریا که همه آب است
و موج صفات و تعین اوست اگر فی الحقیقة نگری موج هم آب است اگرچه موج است
ــــ ہے ــــ ه اے موج ز آب کے جدائی داری ؛ دانی اوئی وگرنه دانی او نی ؛
ــ ه چیزی نمی باید اینجا موج بینی کار نیست ؛ گرچه موج از آب دریا هیچگه اغیار نیست ؛
دیگر شنو سیاهی ذات است و حروف صفات وے و این صفات را تا کجا شرح
و بهم که الفاظ عربی و پارسی و هندوی و دیگر اقسام ازو در وجود آمده چون بسیاهی
نظر کنی همه ذات است و اگر بحروف نگری همه اغیار خبردار ازین هم آسان گویم مثلاً
مسافرے آمد و نشست که دل را هیچ بسوے او الفتے نشد بعد وی اظهار کرد که من
فلان و فلانے آنکه جان و دل مشتاق و منتظر او بود همان زبان بر سر نشاندند و خدمتها
کردند باید دید که همان ذات واحد بود بیگانگی و نادانی وحشت آورد و یگانگی و یکرنگی
الفت بخشید ع آب نیل است و قبطی خون نمود ؛ سبطیان را خون نبود و آب بود ؛
آه صد آه این وهم و پندار آشنا را بیگانه ساخته در ضلالت انداخته نقل است که بچه شیر
در دشت افتاده بود شبان آورده در رمه میشان پرورید و مدام همراه میشان بچراگاه
می برد و شیر پیدا و روزے شیر از بیشه آمد گوسپندان گریختند بچه استاده ماند آن
شیر ازان بچه پرسید که تو کیستی گفت که من میشم او گفت که غلط میگوئی تو شیری آن

بچہ گفت کہ چہ طور شیرم گفت بیا ہمراہ من پس بُرد و بر لب آب دریا وانجا بر ابر استادہ
کردہ عکس او و عکس خود در آب بنمود و گفت بشناس کہ من و تو یک شکل و صورتم چون دید
بشناخت و راہ صحرا گرفت و شیر شد ○ شیر بیدا ے تجرد بودہ گردن فراز ❀ گردن شیر ے
نہ زین و سے نے لجام انداختی ❀ پس بدان کہ فی الواقع شیر بود واند باز انداز گروہم او
پیش ساختہ بود و آنہم درست است اگرچہ باور است من نہم فہم نے نے بہ غلط رفتم کہ وہم
و پندار را بد گفتم وہم نعمتے است عظمیٰ کہ دوئی ثابت کردہ قول فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ را
سر انجام دادہ سر ہجران و اضطراب کشیدہ رنگہا افزودہ چنانچہ در نزہۃ الارواح
مندرج است ہر کہ دوئی را نداند سیت یگانگی را نشناخت اگرچہ معنی این قول دیگر است اینجا
موافق مذکور باید فہمید و فی الواقع اگر دوئی نمی بود این شور و اضطراب نمود ار نمی گشت صحرا نورد ہی
و دشت پیمائی کہ بیکر د و کوہ بجز از مجنون آباد نمی باشد و بے ستون تیشہ فرہاد نمی رسید
بر ہمین حال حضرت شبلی علیہ الرحمۃ فرمودہ اَللّٰهُمَّ احْشُرْنِي عُمْيَانًا کہ در انوقت ہم اضطراب
و اشتیاق باقی باشد فافہم حیف صد حیف کہ این حرمان زدہ نفس گم کردہ کہ سوائے
این عبارت است نہ شور ہجر دارد و نہ جلوۂ وصل از ہر دو محروم است ہیچ کندۂ دوزخ
نہ نہال بہشت ❀ لیکن ازین وسیلہ کہ ہموارہ نقال سخنان بزرگان و حاکی قول صاحبدلان
میباشد البتہ بجائے خواہد رسید و بجائے خواہد پیوست انشاء اللہ تعالےٰ

تعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر سوال
العلم حجاب اکبر علم را چه طور حجاب باید گفت بزرگے فرموده ع که بے علم نتوان
خدا را شناخت ۔ و نیز متقدمین و متاخرین تا این زمان برائے طلب علم گردیده اند و میگویند
و حدیث هم وارد شده که اطلبوا العلم ولو بالصین جواب معنی احادیث
بے شان نزول دریافته نمیشود شاید که این حدیث بر حال مبتدیان باشد لیکن مفهوم العلم
حجاب اکبر نزد عارف بدین نوع است که علم در لغت دانستن را میگویند و دانست
تمام خلل و سد راه است اینجا فنا فی الفنا می باید اگر گوئی کمال کمل اولیا هم دانسته بودند
بشنو آنها علیهم الرحمة بمرتبه بے نطق و بے سمع و بے بصر رسیده بودند
گویا و شنوا و بینا حق بود ایشان نبودند تا فرمودند که اسمے کاسم الاعظم پس ازین راه معلوم
شد که علم حجاب اکبر است یا لیت رب محمد لم یخلق محمداً گفته اند درین بزم
ساغر دهند ۔ که وارو بے هوشیش در دهند ع چو گشتم مست لا یعقل نقاب از چهره بکشاد
یعنی اولا دانست او بر سید اند بعد ازان دانش من لدنا علما می بخشند ۔ علم حق در علم
صوفی گم شود ۔ این سخن کسے باور هم دم شود ۔ شخصے سوال کرد که در حالت سرور و شوق
و بے اختیاری غالب میشود اگر بند کند در جگر خون پیدا میسازد و اگر اظهار کند حجاب مجلسیان
و بعضے جا مجموعهٔ مخالفان بهم میرسد سد راه میگردد چه باید کرد جواب آنجا که گرمی شوق است ا

حجاب را گنجائی نیست ع بچشم مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست ؛ و فی الواقع
در ابتدار حال و شروع شوق خطره امتیاز نمودار میشود ؂ هرجا که من و یار بهم باز
رسیدیم ؛ از بیم بد اندیش لب خویش گزیدیم ؛ بے واسطۂ گوش و زبان
از طرفِ چشم ؛ بسیار سخن بود که گفتیم و شنیدیم ؛ پس اگر آشنا است چرا در بحر
بیخودی غوطه زند که نه در جگر خون است و نه حجاب همنشینان زبون وه وه ؂
چنان در خود فرو رفتم که هر دم ؛ جنون پرسد چه شد دیوانۂ من ؛ نه خبر حال و بحالی
می ماند و نه اثر شوق و بے شوقی نمودار میگردد و صفائی محض است دیگرے سوال کرد
که در حالت شغل سالک چون در خود آید گاه صورت نسار گاه شکل امرد او را نمودار
میگردد این محمود است یا مذموم جواب باید دید که از دیدن آن اشکال دل اگر
بجانب عرفان می رود محمود است که رایت ربی بصورة الامارد و بصورة النساء
بیان اوست و اگر خیالات شیطانی سر بر میکند مذموم توان گفت لیکن صورت خود
دیدن از انها بهتر است سنے ع هرچه نپاید همیشه دید نیست ؛ یعنی هرچه در نمود
می آید و بقاے ندارد پس چه حاصل مرد باید که صاف رود و بلونے ازین الوان بند نشود
رفتار مردان پیچ است در اینجا سالک را خللے عظیم است ازین تعین بر آمدن دشوار
اکثر کسان در نظر آمده اند که باین اشکال گرفتار و از کار اصلی بیکار شده اند ؂ تا عکس هستی

تو نباید ور آئینہ معبود تو خیال تو باشد ہر آئینہ بعضے کسان را باین مرتبہ شکل نساء
ظاہر و باطن پیدا گشتہ کہ خود را بہمان شکل متشکل یافتند ولباس و زیور زنان وانچہ لوازمہ
آنہا است پوشیدند و از مقصود باز ماندند اگر مردی کنند وازین خلل برآیند جلوہ طالب الکوی
نذکر و بیابند **سوال** حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلوٰةِ الْوُسْطٰى تفسیر آن مفسران
فرمودہ اند اہل باطن چہ میگویند **جواب** صلوٰۃ وسطی نزدیک سالکان نماز قلب است
کہ آنرا صلوٰۃ دائمی خوانند در اکل و شرب و خواب و بیداری و ہمہ حال جاریست
وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ سویداوست آیہ کریمہ اَلَّذِيْنَ فِيْ صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ہ صلوٰۃ وقت
کار زاہد است ہ نماز دائمی از عارف است ہ **سوال** نماز جماعت را تاکید است وَارْكَعُوْا
مَعَ الرَّاكِعِيْنَ و نیز در حدیثات و کتب فقہ بیانہا است کہ یک نماز جماعت بہتر از ہفتاد
نماز تنہا این را در مقدمہ سلوک چہ باید گفت **جواب** حواس را گرد آوردن و متفق ساختن
جماعتی است عجیب ازان جماعت ظاہری کہ دل در انتشار و حواس بے اختیار است
باید دانست کہ آدمی را پنج چیز مرکب میگویند چنانچہ در کتب شغل مسطور است و خمسہ قادریہ
عالمی باسور آتش و باد و آب و خاک و ہوا وازین پنج ہر یکے پنج پنج توابعان وارد
کہ جملہ اصل و فرع ہر پنج بیست و پنج میشوند اگر این ہمہ متفق شدہ برکوع و سجود درآیند نماز جماعت
سر انجام باید چنانچہ مطلع ہندوی ازین فقیر است ہ جب لگ کیجے پانچ پچیس

شب نرو رمی ہم کے مارک ہلین بہا نوتی ایس ⁂ و نیز خضوع تن و حضور دل و شہود جان
در بیان است اکثر فقیران نماز جماعت و شبہا با عالم ارواح میگزارند و این ہم شدہ است و میشود
که در مقام خیر و حاضر اند و در بیت الله آمده هم بجماعت داخل میشوند الحال یاران انصاف
کنند و هر جماعتی از اینها که نوشته شده پسندیده باشد و در ترجمه وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ
ثبت نمایند فقیری سوال کرد که خلق آدم علی صورته چه معنی دارد حق تعالی
بیچون و بیچگون است و آدم بچون و چگون نمودار است چطور این مقدمه راست آید جواب
سوالی که کردی در اصل غلط است که از تنزیه سائل شدن و جواب از تشبیه خواستن
مناسبتی ندارد و صفی آب یخ میشود و تعین میگیرد مضائقه نیست نقل روزی
فا عجب ار روزی که در روزی و شبی برف را گفتم که تو آب هستی بمجرد استماع این
سخن سر فرو ماند چرا که لذت سینه تنگافی و گرم دلی ندیده بود بجواب نپرداخت همدرین تاب
آفتاب عشق نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ درخشندگی کرده دل بستگی او را
گداختی و او یافت آنچه یافت و دید آنچه دید آری سه هر که مانند حباب از خودی خود و اشد
بی تکلف صاف میگویم که دریا میشود ⁂ المقصود اسم الله جامع جمیع صفات است
و مقام تعین و از احدیت که تنزیه محض است چهارم مرتبه فروتر این مقام است که در اینجا باسم الله
موسوم شده این را وحدانیت می نامند و انسان هم جامع جمیع صفات است بالقوة اگر

خود را بشگافد و آنکه طلب وعرفان بسر رساند بالفعل ہم باید آنچہ کہ ہست چنانچہ سیدگان سبحانی ما اعظم شانی تا با نالحق گفتہ اند چرا کہ ہر مرتبہ کہ تو خواہی علو و دنو در وحدانیت مملو ست و در بشر ہم کہ پیر و جوان خورد و کلان ہندو و مسلمان اے عزیز این انسان سایہ آن شخص است کہ وحدانیت نام دارد عراقی فرمودہ علیہ الرحمۃ ؎ بہشتے صحن گشتہ خانہ امروز * نگر خوبان گزر بر بام کردند * پس لازم کہ آنچہ در اصل باشد در فرع نیز نمودار گردد و ہر جنبش و حرکت کہ در شخص است در سایہ نیز پیدا و ہویدا است و کارکنان و جانبازان ازین سایہ گزشتہ بر اصل قرار گرفتہ و جوش ع من خدایم من خدایم من خدا * زدہ بلکہ ازین ہم رفتہ ذات محض شدند ؎ رفت زمسعود یک جملہ صفات بشر * آنکہ ہمان ذات بود باز ہمان ذات شد * کہ دران مقام تعین را گنجائی نیست ع انجا اگر آلہ بگوئیم قاصریم * ؎ آنہا کہ سر بسجدہ وحدت فرو کنند * گر یاد دوست سینہ خراشد وضو کنند * زیادہ ازین گفتن طاقت نیست ع سکھی رے اگئین پریت پنائی * سوال جلوہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لولاک لما خلقت الافلاک واظہرت الربوبیۃ نعت اوست در آخر چون ظہور کردہ باشے کہ اول نمودار میشدے بعد ازان دیگر انبیاء علیہم السلام جواب مصورے کہ تصویر سیاز د چندان تصویر ہا میکشد چون بتصویر مقصود میرسد بس میکند ازین راہ خاتمیت اثبات شدہ چنانچہ کاتب کہ مشق میکند وقتے کہ حرف صاف می بر آید ختم مشق میکند نمے بر آ

کہ پارچہ می فروشند اول چند تھان گزی می برآرد آخر کار تھان قیمتی می نماید اگر اول آن قیمتی نمو دار کند اعتبارے و وقارے پیش خریداران نیابد و این ہمہ دیر آمد او محض انتظار ہی مشتاقان جمال اوست صلی اللہ علیہ وسلم خلوت آب و حشمت انتساب کہ از خلوتخانہ برملا می آید اول پیشکاران و توابعان و عہدہ داران و ارکان دولت می برآیند بعد ازان خود خراماں میشود پس موجب ظہور آخریت او نیست و اگرنہ سرگونہ اولیت داشت کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ سے توصل وجود آدمی از تخت ؛ دگر ہرچہ موجود شد فرع تست ؛ سوال انبیا علیہم السلام و اولیا علیہم الرحمۃ کہ خاصان درگاہ و مقربان الٰہ بودند چرا ذلت و پریشانی بدیشان رسید باستے کہ ہیچو نمی شد جواب آیۂ کریمہ است وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى پس ہر کہ نہی کند نفس را از ہوا و حرص کہ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ یقین کہ درین دنیا انتشار و پراگندہ حال باند و ہر کہ موافقت نفس کند کہ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا است لازم و الزم ظاہر حال او معمور و مسرور باشد و بران حال کلام قدسی مؤید است کہ اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ الْقُلُوْبُ لِاَجْلِیْ و نیز حدیث ہم گواہ است اَجِیْعُوْا اَبْطَانَكُمْ وَاَظْمَاؤُا اَكْبَادَكُمْ وَاَعْرُوْا اَجْسَامَكُمْ تَرَوْنَ اللّٰهَ عَیَانًا عَیَانًا عَیَانًا ہے ع دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند ؛ ونیست موجب ذلت عاشقان صادق درین دار فانی در ہر دیگر آنست کہ آنجا عشق و طلب است

خاکساری و خرابی از دم و لازم آمده ه تو معشوقی ترا با غم چه کار است ∴ منم عاشق مرا غم
سازوار است ∴ ه چو شمع شعله در تن زد که او لهاے ناز است این ∴ سراپا سوختم من هم
که آغاز نیاز است این ∴ اینجا شبه سر میکشد که ذلت و خرابی بر حال مبتدیان است و چنین کسے
که گوید مَنْ رَّآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ وَأَنَا أَحْمَدُ بِلَا مِيمٍ است پس جواب بے حلاوت
باشد اے عزیز مگر نشنیده که ه گہے بر طارم اعلی نشینم ∴ گہے بر پشت پاے خود
نه بینم ∴ گاه بودے که ه در پیرهن سبز و بیمر ∴ کہ اے زن در دعا یادم آور ∴ و وقتیکه
رسیدی لِي مَعَ اللهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِي فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ
الحال تفصیل نوشتن را دفترها باید هر که میداند در تذکرة الاولیا مندرج است
که حضرت بایزید بسطامی علیه الرحمة در حالت سکر بر دریا عبور کرد که پاے هم تر نشد و بر حوض
وضو میساخت و پاے لغزید و در حوض بیفتاد شخصے بود رسید و برآورد و اگر نرسیدے
در هلاکت هیچ باقی نمانده بود سن فهم سوال خطرات که در نماز و دیگر اوقات و عبادات
می آیند این را چه علاج جواب صاحبدلان علاج آن در رسالهاے خود نوشته اند
در رفع خطرات از بسیار ذکر و قوت حلال و از ماکولات خشک و نرم است لیکن مولوی معنوی
علیه الرحمة چنین فرموده ه پوزبند وسوسه عشق است و بس ∴ ورنه کے وسواس را
بسته است کس ∴ در نسخه یکے از عارفان دیده شد که آدمی مثال آئینه است ازین راه عکس

هر شے در و نمودار است لیکن دیدهٔ پاک بینا شکل مقصود در نظر دارد هر چند قبله نما هر سو میگردد
فاما استقامت او بسوے مطلوب است نہ نے بغلط رفتم که خطرات گفتم و علاج نوشتم
کیست خطره و کجاست وسواس ای عزیز بشنو انسان مرتبه جامعیت دارد چنانچه تفصیل
آن بالاے کتاب نوشته از علوی تا سفلی هر چه تعینات است که آن را خطرات خمس نامند
همه در وے مندمج پس هر چه در دل او پیدا میشود خالی ازین مقامات نیست آگاه دلان را
تماشا است مخالفت گنجائی نمی یابد هر چه ظاهر و باطن نمودار است پرتو جلال و جمال آشکار است
آرے کاسنی تلخ از بوستان است بزرگے فرموده که در حال برون و درون جلوه نو دیده
تا می بینم گاهے بصفت قهار و جبار مضل و قابض صورت میگیرد و گاه بصفت
رحمن و رحیم غفور و رزاق و عزیز ملبس میشود پس کیست که از دگریزم و علاج نمایم ظاهر است این
معنی کسے گفته ع عاشقم هفتاد و جا هفتاد و جا یکجا نشیند نیستم یار اگر هر جائی آید بنده هم هرجائیم
سوال در کتب سلف دیده شد که فلان بزرگ در طرفة العین ختم هفتاد مصحف میکرد
و نیز جاے دیده که بزرگے وقت سواری بر رکاب پاے نهاد و تا بجانب زین رسید
ختم قرآن میفرمود چگونه این فهمیده نمیشود جواب معنی این سخن پیش فهما در روشندلان
مکشوف است اگر در تحریر آید تطویل می انجامد لیکن تمثیل بشنو بحکم المجاز قنطرة الحقیقة
عصاے است گره دار که سی گره دارد بیک ناخن سو هر چه صفت را بهر گره عبور کردن

بدشواری میسر می آید و آدمی بمجرد دیدن همه را دریک لمحه می بیند من فهم فهم بشنو هر و بینا شجر در
تخم می بینید مفصل را در مجمل آری سیر معنی دیگر است و سیر الفاظ دیگر تا کجا نویسم که این بیان
حدے ندارد وقتیکه از خود برآید آنزمان این جام بادهٔ معرفت بپاید همدرین نقلے عجیب
بیاد آمد روزے ازین کار بیقرار زار و نزار گزرم در بازار افتاد برنج دیدم که بقال در سبد
نهاده می فروخت صاف و سپید و بوے خوش داشت گفتم که این صفا و لطافت
و نظافت از کجا یافته گفت یکچند بر سر سبز گیاه با آب و هوا سرورے داشتم ناگاه دروند
و روزها در بوته ریاضت سوختند و خشک ساختند بعد ازان بچوب درشت چندان لگدکوب
داوند که از پوست برآمدم و سراپا مغز شدم بر نهیم خامم و درین دکان افتاده و بے سرانجام
و سرحال نگرانم کسے نپزند و کدام وقت گزارشی دهند تا با شاه هم طبق شوم آه صد آه سے
بکار سوختنم شعله چون کند تقصیر نخوانده است مگر سرنوشت واقع طرفه لطیفه نادر از نزهة الارواح
درین باب یاد آمده خواستند که شناخته شوی اول گفتند که گداخته شوی نے نے سے
در مطبخ عشق جز نکو را نکشند ** لاغر صفتان و زشت خو را نکشند ** گر عاشق صادقی
ز کشتن مگریز ** مردار بود هر آنچه او را نکشند ** کار هر کسے نیست که درین دیار بار یابد دل
در جوش و زبان خموش و یاد فریاد و دی فراموش و از هوش بیهوش و زهر درد و بلا نوشا
نوش آنگاه یار آید در آغوش و لا بگوش و خود را ز دو فروش و این هستی موهوم را بپوش

و ہر دمے خروش تا بہوش رسی اے بیہوش سوال معنی این فرد چہ باید گفت

ے کدام ماہ جبین دوش محفل آرا بود * کہ شمع از در فانوس در تماشا بود * جواب

مضمون آن نعت زیبندہ است بحکم حدیث اَلْاِنْسَانُ مِنْ نُوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ

پس باید دید کہ آن نور شمع در فانوس تنزیہ از بصائر عوام مخفی است نگران آن ماہ جبین محفل

آرائے کثرت است کہ لَوْلَاکَ وَاَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِیَّۃَ در باب اوست وَکُلُّهُمْ

یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَائَکَ یَا مُحَمَّدُ خطاب بر او صلی اللہ علیہ وسلم

دیگر بشنو بوجہے حق آئینہ خلق است کہ اہل بصیرت نگران آن جلوہ بحکم فَاذْکُرُوْنِیْ

سالہا در حیرت ماندہ اند و از خود رفتہ این را مشرب فنا خوانند مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ

بیان اوست و بوجہے خلق آئینہ حق است بحکم لطیفہ نزہتہ الارواح کہ او را نظیرے است

باتو وَلَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ

این را مشرب بقا خوانند کہ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ طَالَ لِسَانُہٗ شرح اوست وَلَیْسَ فِیْ

جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ وَاِسْمِیْ کَاَسْمَآءِ الْاَعْظَمِ دلیلے است ناطق پس آنجا کہ حسن حقیقی

و مرتبہ جمع کہ اہل تفرقہ ازان آگاہی ندارند متوجہ باآئینہ باشد و محفل آرائی اوست بیت

بیت ع پریہہ جو جب تم جیتی مو تن سیا کرت جاگ مو تن جیتیو * و رمزے دیگر ہم ہست

لیکن از ادب گفتن نمیتوانم سن فہم فہم کاشفی علیہ الرحمۃ فرمودہ ے بحمد اللہ ہم در دو ام

شرب ؛ گہی برلب نکردم جام شرب ؛ فروے از جلال اسیر طرفہ معنی وارد

چو مجنون رام آبادی نگردد ؛ بیابان گرد شوقِ سرکش ما ؛ یعنی مجنون ہرچند صحرا نوردی

میکرد لیکن اورام آبادی وتعین بود کہ بسوے شہر لیلی خاطر نگران داشت ودلم را خصوصیت

کہ بر تنزیہ افتادہ کہ ہیچ تعین ندارد بحکم یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ **سوال** بزرگے فرمودہ

کہ بیزارم ازان خداے کہ در سگ وخوک نباشد دیگرے گفتہ بیزارم ازان خداے

کہ در سگ وخوک باشد پس ازین اختلاف تردد خاطر شدہ **جواب** آنکہ نفی کردہ روندہ وذات

مستغرق تنزیہ است وآنکہ اثبات کردہ سیاح صفات است کہ ذات را در صفات می بیند

تنزیہ وتشبیہ دریا را در موج فی الواقع ؛ پرتو آفتاب برہر گلشن وگلخن درخشان است وآنکہ بر قمر

او نگران است از پرتو او خبرے ندارد **سوال** اَلصُّوْفِیُّ لَا مَذْھَبَ لَہٗ چہ باشد

جواب اینکہ اہل ظاہر میگویند کہ صوفی را نفی مذہب است یعنی لا وا بنہمہ غلط است بلکہ

عیب صوفی است چرا کہ صوفی آنرا میگویند کہ بصفا رسیدہ ہیچ کدر وغیر در دل ودیدہ او باقی

نماندہ اَلصُّوْفِیُّ یُسَمّٰی صُوْفِیًّا لِاِتِّصَافٍ عَنْ کُدُوْرَاتِ الْبَشَرِیَّۃِ وَالْغَیْرِیَّۃِ

پس معنی آنست کہ جاے رفتار نماندہ وعین گشتہ واین در لفظ لا مذہب لہ پیدا است فافہم

رباعی صوفی شدہ نیست نیست را مذہب نیست ؛ با دوست رسیدہ را دگر مطلب نیست

رب رس رب شدہ رب را رب نیست ؛ جاے کہ بود شمس در انجا شب نیست **سوال** لی

بدو نوع است یکے آنکہ خود را میداند و دیگرے خود را نمی شناسد این یافتہ نمی شود

جواب مثلاً دو طفل از خاندان شریف اند یکے اطلاعے دارد کہ من از فلانم و دومی

نمی فہمد کہ کیستم اگرچہ ہست دیگر نشو انسان را باید دید کہ در مرتبہ جامعیت بحکم نَفَخْتُ فِیْہِ

مِنْ رُّوْحِیْ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ہمہ معمور اند لیکن آنکہ حالات بالقوۃ را

بالفعل آوردہ خود را شناختہ است و دیگرے در نیامدہ نشناختہ اگرچہ ہست فی نفسہٖ آنکہ میداند

مرتبہ ایجاب است کہ تنزیہ را با تشبیہ یافتہ و آنکہ نمیداند مرتبہ سلب است

بدل گفتم کہ از دلبر خبر جو ٭ دل آنجا رفت و او ہم بیخبر شد ٭

تمت

بالخیر

محمد مبارک الٰہی کاپی نویس ساکن مارہرہ ضلع ایٹہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بالا تراز سیاہی رنگ دگر نباشد۔ وصف نور ذات میکند
کہ سیاہ است و ہمہ انوار و تجلیات فرع اوست چنانچہ در گلشن راز گوید ؎

سیاہی گر بدانی نور ذات ست | بتاریکی درون آب حیات ست

النور فی الاسود ساجن ساجن رہٹ سے چھوٹے بڑے
بیسٹ آرسے ع کہ در سدرہ جبریل ازو باز ماند ؎

رفت ز مسعود یک جملہ صفات بشر | آنکہ ہمان ذات بود باز ہمان ذات شد

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی
مرسل۔ نعت اوست صلی اللہ علیہ وسلم

وعلی آله واصحابه وازواجه اجمعین - امابعد میگوید فقیر حقیر برکت الله اویس حسینی
الواسطی البلگرامی که از مدتے در مارہرہ استقامت دارد اکثر امثال ہندی از
زبان عوام می شنید و در پے معانی آن میرسید چون دید که رموزات معارف
واشارات حقایق از الہامی شونمے پدید پس شرح آن امثال موافق وجدان
وحال نموده درین مختصر گنجانید واین چند سطر ازان کوشید که مستمعان
بر غلط نروند بلکه ازین راه ره بحقیقت برند اگرچه بر صاحبدلان واہل عرفان
بیان این سخنان نمودن تحصیل حاصل است امابراے مجازدانان که جز ہستی
موہوم در نظر شان پیدا نیست تشریح داده واین خود ہویدا است که کہیو
سوندھا تو کو بره کوتھ وسانجھ کے مرے کون کیا لے روییے
یعنی کسی که محروم ابدی و مرده دل سرمدی است بادی اظہار این حال تا کجا
باید کرد لیکن شاید که از معنی مثلی فضلی وکسلی و در سازند و به اذواق علوی پردازند
وخیالات نسبی واضافی در بازند و ندانند که کھچڑی کھائیے دن بہلائیے
یعنی بر گفتار راضی باشند و بکردار در نروند اے عزیز از زبان تا بوجدان
تفاوت بسیار است و از بیان تا بعرفان منازل بیشمار سے علم [illegible]
سر بسر قیل است وقال ∴ نه از وی کیفیتی حاصل نه حال ∴ پس باید که [illegible] ایند

در آئینہ یعنی ہستی موہوم را بزدایند نیازمند چون اکثر اوقات گوشہ
اختیار کردہ وخیال ملاقات از سر نوردہ از خوف آنکہ تنہائی دیوانگی انگیزد
وسودا آویزد ازین راہ کاغذ را ہمدم خود ساختہ وقلم را محرم پرداختہ۔ دمڑی
کے چنین نرالی ٹاٹھ سخنان ذوق وجدان درین اوراق باختہ
اگرچہ این بیچارہ را چپاپا کہ اونٹ بوڑھے بھیڑ تھا ہ لیہ۔ مصرع
ہمہ سر در نقاب ما عرفناک ﴿ نہان را عیان گمارد ولابیان را دربیان آرد
وبے نشان را در نشان سپارد فاما چہ کند کہ بتعبیر ع لیس فی الدار غیرنا دیار
آن بے نشان ونہان ولابیان سب بے تکلف عیان ودرنشان وبیان است
کہ ع نقاب چہرہ ندارد نگار دلکش ما ﴿ پس بہ ضرورت قلم را دو اسپہ
وبعوارہ ہندی نامید سوال اگر کسے گوید کہ نہان عیان ست
ولابیان دربیان پس عیان را بیان چیست جواب نـ ۵

خود گوید ورا از خود زخود می شنود	واز ما وشما بہانہ برساختہ اند مصرع

ہو بیندہ ہم دید است و دیدار ﴿ دیگرے درمیان نہ لا احصی ثناء علیک
انت کما اثنیت علی نفسک المقصود توقع از خوانندگان آن دارد
کہ سہو رفتہ وخطائے گفتہ را بہ اصلاحے کوشند وبذیل کرم [illegible]

وندانند کہ با عبارت ادنی معانی اعلیٰ را مناسبت نمودہ و ادبے از دست

ربودہ و باستہزا پیش آیند کہ نیا دھنیا موبخ کی تانت یا آنکہ

نئی چکنیاں انڈھی کا پھلیل بدعتو و اختراعی کردہ معانی لطیف را

باعبارت کثیف در نوردہ بلکہ ؎ گفت و گوے عاشقان در کار رب

جوشش عشق است نہ ترک ادب ۞ اے عزیز ہر دنوی کہ در نظرت

می آید اگر بدیدہ تحقیق نگری علو است کہ ع ہر موری سلیمانی است ہر حقیقت بسیت

عنقائے ؎ مگس را بچشم حقارت مبین ۞ کہ او نیز در بارگہ مہتر بسیت ۞

دلا تو کجا میروی ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ۞ باکار خود محفوظ باش

و در یار خود ملحوظ تا محفوظ گردی ؎ اگر ابلہے مشک را گندہ گفت ۞

تو مجموع باش او پراگندہ گفت ۞ الٰہی چون ببرکات خود موسوم

کردی لب بیات خطیات منسوب نگردان و ہر سکنات و حرکاتش

بخویش بے خویشش جاری و ساری گردان تا این نمود نا نمود گردد

و نا نمود در نمود آید تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر

انک علے کل شیٔ قدیر لمولفہ ؎

یک چند سطر نوشتم از خط سیاہ	فی الحمد و فی النعت و وصف صحباہ

	از مانشندہ شدہ زبرکات اللہ		وانی بہ یقین کہ ہر رموز و عرفان	

کاہو بہٹا پیاری کاہو پتہہ سہم اشارت باین امثال میکند کہ اگرچہ خرافات است اما صاحب ہوش را ترجمہ ذات و بر نادان خرافات ہ

	گزان پندی نگیرد صاحب ہوش		نگویند از سر بازیچہ حرفی	
	بخوانی آیدش بازیچہ در گوش		وگر صد باب حکمت پیش نادان	

دیگر ستنو ممکن کہ مقام سراب است نوشیدگان بادہ عرفان را شراب است و چشم ظاہر بین از و خراب آرے منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ دلی کی دلوالی مہُہ چکنیان پیٹ خالی اشارت بہ ساکنان وحدت است کہ روے شان از نور منور است و باطن شان از ماسواے مبرّا کبہڑے پہاٹے کیا دیکہو گہر دلی آئے این ہر دو مثل از یک قبیلہ است یعنے شاہ است بکسوت گدا سو سیانی ایک مت پرتوے عقل کل بیان میکند کہ ہمہ خردمندان و خرد عالم فیض یاب از وے اند نو لاکہہ کا پور و ایکی دوار الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلایق اگرچہ معنی این قول دیگر است لیکن اینجا موافق

مثل مجمول نمودہ شدہ پس باید دانست کہ مذاہب و مشارب کہ در عالم پیداست ہرچند بایکدیگر مختلف الطریق است اما مرجع ہمہ یکسان اوست جل جلالہ ؎

عالم خراب فتنۂ یک جلوہ بیش نیست ⁂ ہر کس کہ ہست چشم براہ غبار اوست

ہم در طلب تو خرقہ پوشان ⁂ ہم در ہوس تو بادہ نوشان
ترسا کہ زند ہمیشہ ناقوس ⁂ چون یک زن تو شدہ بناموس
چندین کہ نہان و آشکار اند ⁂ این گفت و گوے با تو دارند

جوئے تین بیسی سوئے ساٹھ ؎

تا ظن نبری کہ ہست این رشتہ دو تو ⁂ یکتوست خود اصل و فرع بنگر تو نکو

نزد بینا دل وحدت عین کثرت است و کثرت عین وحدت ؎

کثرت چو نیک درنگری عین وحدت است ⁂ ما را شکے نماند اگرچہ ترا شکی است

چنانچہ تخم در شجر و شجر در تخم ع

تریہن بیج کے بیج ماہن تر وہی مین ایک نہ نیارو

پس بنگر کہ در شمار سہ بیست کثرت پیدا است و در لفظ شست وحدت ہویدا فی الحقیقۃ ہر دو یکے است آرے تا در شست او نہ در آئی

نہ بینی جاوہ اِرِنَا الاَشْیَاءَ کَمَاھِیَ مارے کھونٹا سے نکلے خیر آباد طرفہ

تماشا است قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰے اگر کسے دلش را آزارد

پس عرش اللہ تعالیٰ را در حرکت آوردہ باشد بہ مزد دیگر بشنوے

اگر یک ذرہ را برگیری از جا	خلل یابد ہمہ عالم سراپا
دل یک قطرہ را گر بر شگافے	برون آید ازو صد بحر صافے

مَنْ فَهِمَ فَهِمَ آرے کُلُّ شَیْءٍ فِیْہِ کُلُّ شَیْءٍ ع

باشد ہمہ چیز مندرج در ہمہ چیز

و دل مومن را بخیر آباد ازان مناسبت دادہ کہ محض خیر و بصلح کل آمادہ است

مارے بھٹیاری روئے کوتوال ازہمین قبیلہ است آئی نہ گئی

کولین لاگی کیا بہن بہئی نادر مثل است آ ئی یعنی در خود آمدیم و نہ گئی

یعنی در ظاہر نہ پیوستیم والفتے نکردیم ۴ اے بیخبر از حسن مقید چہ کسی

پس خلوت تاب و عزلت انتساب بحکم وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ چون در خود آمد

معمور و مسرور گشت یعنے کولین لاگی کیا بہن بہئی و درین حال عشق

صغیر کہ یُحِبُّھُمْ بیان اوست جنبشے کردہ و سیر الی اللہ ہمین معنی دارد

مزد دیگر بشنو ذرہ را با آمدہ و رفت چہ کار یعنے آ ئی نہ گئی ہر چند کناہ گرفتہ

یعنے کولین لاگی لیکن آفتاب درکنار اوست اینجا عشق کبیر کچھونا طغرا اے اوست جلوہ نمودہ واشرقت الارض بنور ربہا قربان آن کسم کہ مریم صفت حیات ابدی عیسی وار درکنارش نمودار است بھینسا بھینسون ہین کہ کسائی کے کھونٹے قول عاشق است مصرع

میروم اینک بحریفان عنیب ٭ ومختصر آنکہ ع یا جان رسد بجانان یا جان زتن برآید

ناچ نچاونن آنگن ٹیڑھا ورین مثل حال مبتدی است صحن امکان کہ وصف او ع چہ جسم وچہ جان جملہ جہان صورت اوست ٭ کج پنداشتہ یعنے غیر انگاشتہ واین نمی داند کہ در ما قابلیت رقاصی نیست وگرنہ می گفت جوئی ناچ نچاوے سوئی ناچون ناچ ے

گل شوی بلبل وسرشوی فاختہ ام	کہ بہر رنگ برائی کہ بہر رنگ توام

پس باید کہ بجز وش وبرجوش وبہوش آے مصرع

بردار قدم کہ ہر قدم معراج است جوئی کا چھ کاچھیئے سوئی ناچ ناچیئے ۔ از حق بہ بین ۔ ے

گہے در کسوت لیلی فروشد	گہے برصورت مجنون برآمد

آرے از انجا کہ برصورت مجنونست شورش وناشکیبائی نمودار است

و در کسوت لیلائے عشوہ جان ستائی سزاوار ست

در مقامے سرکہ در جاسے پچوگل		در مقامی خار و در جائے چو گل

پس باید کہ چنان باشی کہ نمائی و چنان نمائی کہ باشی گندم نمائی
و جو فروشی را از دل بتراشی نا چن نکسی گھونگھٹ کیسا
ع محجوبے و عشق چون نمی آید راست

وگرنہ بھرزہ مجنبان درائے		اگر مے کشی بار فیلان درائے

رمز دیگر شنو جان من چون جلوہ فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ از بطون بہ
ظہور زدہ بس نقاب بَلۡ هُمۡ فِیۡ لَبۡسٍ مِّنۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ما را در کش مکش
می اندازد و اگرچہ آفتاب در آب تابان است لیکن عجائب چشمی
کہ بیواسطہ در آفتاب نگران پس ازین راہ می گوید ع

پردہ بردار کہ صاحب نظران منتظر اند ع

زلف یکسو کن کہ خورشید از نقاب آید برون ۔ جو چل گئی پہلیا بہوناؤ
چین سے گیے ۔ درین مثل آشفتگی پیدا است یعنے ہر حیلہ گو شش
کہ کردم محبوب از کمال استغنائے خود منظور نکرد یعنے سوخت وش
در پے آن کار نزار و نزار و خوار گردیدہ آہ

درد دل گفتم تغافل کرد خواری را ببین | گریہ کردم خندہ زد بے اعتباری را ببین

سورداس پربھ بہلی بینی سے ہے کچی کہی اور پون سے من چنگا تو کٹھوتی میں گنگا
باہل ظاہر ارشاد میکند کہ اگر وجدانی داری بس دولت بہتر از کعبہ است ۵

در راہ خدا دو کعبہ آمد منزل | یک کعبۂ صورت است و یک کعبۂ دل

شخصی را دیدم کہ از حلاوت دل بیگانہ تسبیح ہزار دانہ در دست داشت
و میخواند و میگفت کہ مارا از بزرگی این ورد رسیدہ است کہ از خواندنش
نماز پنجگانہ را در کعبہ معظمہ ہر روز خواہم گذارد و از وسیلہ اش بہر صلوٰۃ خمسہ
در بیت اللہ خواہم رسید در خاطرم رسید کہ ہنوز نارسیدہ است
پیش ازین چون می فروشد و برنادانی خود نمی خروشد ۵

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی | کین رہ کہ تو میروی بترکستان است

سبحان اللہ این خود بوئے از کعبہ نشنیدہ و از بیخودی بر خود نازیدہ
و حال آنکہ حاجیان کعبہ معنے طالبان کعبہ صوری را در حسابے نمی آرند ۵

کمال از کعبہ رفتی در رہ یار | ہزارت آفرین مردانہ رفتی

بکعبہ رفتم و شوق درت فزود آنجا | بگریہ آمدم و جائے گریہ بود آنجا ۵

قول ایشان است۔ دیگر بشنو۔ کٹھوتی کہ عبارت بدل است و گنگا

اشارت به بحر بے پایان یس چون اندیشه تو از ماسوائے روے تافت
وا ز تنگ و پوے شفا یافت بے تکلف جلوه وحدت بر تو تافت
لی قلب ان عصیته عصمت الله

مرا که جنت دیدار در درون دل است	چه احتیاج بجنات حور عین باشد
مرا به هیچ کتابے دگر حواله مکن	که من حقیقت خود را کتاب می بینم

دگر مشنو کاسه چوبین پر از آب که آنرا بهندوی کٹھوتی گویند در نظر عارف
گنگا است یعنے بحر بیکران آرے از بسکه جلوه دشهود بر و ے
متجلی است ع

در هر چه نظر کند خدا را بیند

اے حباب از خود تو در زندان غفلت مانده	ورنه جز دریا بسوے هیچ دامنگیر نیست

جب تب گنگا سو رون پار اشارت بهوت میکند
سو رون عبارت از جسم و گنگا عبارت از روح یعنے
روح را که پس پشت کرده و بکشا فت جسمی رو آورده نزدیک است
که او هم از تو در گذرد و ترا پس پشت انداز د بیل نه کو و اکو و می
گون اشارت به بار امانت میکند که در تنگ دل و دیعت است

وتن مرکب اوست یعنے بار امانت عشق وعرفان است پس میگوید
که در حالت جوشش وجبت اوتن که مرکب اوست معطل است
وناکاره مصرع

زہستی تاعدم یک جست تلمیدار دشتر من

اندہلی کلکل پاتال کہینوا نابینا اشارت ازان است که چشم
غلق بین را دور وکور وعور کرده درجوف دل که عمق آن حدے ندارد
آشیانه زده است شنیده ام غاریست در اله آباد که حد آن
کسے نیافته چنانچه بادشاهے بود چندان روغن وشمع همراه
داشته ویک ماه راه دران غار رفته وباز آمده وبانتهاء آن نرسید
واضح باد که این وصف وصف دل است وآن شمع که هست تجلی است
ونام دل هم اله آباد دانی پس چون گدایان برو تا بادشاه گردی ودیگر
از وسعت دل تاچه گویم ملمولفه

لعل گران بهاست چوآ۔ ئی بغار دل

ودرین مثل طریق شغل است از مرشد معلوم خواهد شد ع

چو در دل می روم سیری کنم در لامکان هر دم

اندہلا ملان پچھوٹی مسیت حال سالک است کہ ازہمہ چشم بستہ بردل صنوبری نگران است حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ روحہ فرمودہ کہ سی سال است کہ بر درحجرۂ دل نشستم۔ پھوٹی مسیت اشارت شکستگی دل میکند کہ انا عند المنکسرۃ القلوب لاجلی آرے فقیر را چہار چیز باید دو شکستہ و دو درست دین درست ویقین درست دل شکستہ و پا شکستہ۔ ع

بُروند شکستگان ازین میدان گوئے

اٹھ نہ سکون ساڑھے تین ہجری آرے روندۂ این راہ نشستہ باید اشارت بافتادگی است ع

تا نیفتادم ندیدم کعبۂ مقصود را

پس جائے کہ اینچنین افتادگی است حصہ زیادہ تر از حصہ ایستادگان است کہ باخود اند و مشتاق مرتبہ کمال اند و خواہان بہبود و این نمی دانند کہ۔ ع

کہ ہر بہبود نابود ست و نابود است بود اینجا

المقصود سہ نیم حصہ کہ گفتہ ناسوت وملکوت وجبروت راسطے

کردہ و در لاہوت چندان بارے نیافتہ اگرچہ یاری گرفتہ
پس این مرتبہ متوسط است از تعین و تشخص عیان می گردد
نہ بتیدی است نہ منتہی کہ تعین در حال منتہی معلوم و مبتدی از ہمہ
مراتب محروم پس بے تردد مفہوم می شود کہ متوسط است۔ دھوبی
کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا اشارت بر نفس سالک است حضوری
دوست کہ ساحل دریاے بیکران است بحکم دع نفسک
وتعال در آنجا بارے نہ و در خانہ یعنے خود از تعبیہ الجوع طعام
الصدیقین کارے نہ و گا ذر اشارت بہ شست وشوی ماسوی کردہ
کتا چوک چڑھاے چاکی چاٹن جائے۔ عزیز من سگ نفس
بد بلائے است ہرچند دوست میداری دشمن میگردد و اعمال پاک
ترا انجاس دہد پس۔ع

خلاف نفس کا ذکر کرنا کہ رستی۔

رمز دیگر شنو چوک چڑھائی۔ اشارت بہ تزکیہ نفس میکند
اگر تو تزکیہ نفس کنی بر نفس کل کہ عبارت از کمال اوست میرسد
ہمدرین معنے قول پیر بسطام یاد آمد کہ اگر پیش ازین خوبی نفس

می دانستی لقمۂ صیاد می و ہلاک نکردمی ناحق چوٹ جولا ہا کھائے گر گھ چھوڑ تماشے جائے۔ ۵

خلوت گزیدہ را بتماشا چہ حاجت است	چون کوئے دوست ہست بصحرا چہ حاجت است ۵
با پری روئے اگر ہمخانہ باشد کسے	میل بیرون میکند دیوانہ باشد کسے

فی الواقع مرد این راہ بخلق آویختہ یا نہ با خلق آمیختہ یا اشارۃ بہ تنزیہ است کہ تماشائے تشبیہ اورا بیکار ست چونکہ بحلاوت علم الیقین رسیدہ و بادۂ عین الیقین نہ چشیدہ و گرنہ میگفت۔ ع

یار گر ہر جائی آید بندہ ہم کم نیستم

و جولاہا عبارت ازان است کہ درین رشتہ گرہی نمی فگند یعنے از غیر صاف و یکتا می برآرد کر ہری جانو ملار گانون حال خود رستہ است کہ در چشم مردمان حقیر و خوار است اما دلش در ترانہ مصرع۔

وغنّی لی منی قلبی وغنیت کما غنی

مترنم و مسرور است دافع غم و ہم رافع وہم و الم حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ شبے در مسجد خوابید والی مسجد پاسے حضرت گرفت

وکشید تا بزینہ پایہاے مسجد رسانید و در وقت کشیدن
از ہر زینہ پایہ ازانہا بر سر مبارک ضربے و شکستے میرسید و آن
حضرت بہ ہر ضرب و شکست کہ میرسید می خندید و خوشیہا
میکرد ناگاہ یکدو پایہ ازان زینہ باقی ماندہ بود کہ والی مسجد پایہاے
مبارک گذاشت ایشان در گریہ آمدند والی گفت کہ در کشیدن و
ضرب خوردن خندہ می کردی و در گذاشتن گریہ می کنی بارے
بیانش کن حضرت فرمود کہ بہ ہر ضرب مرا مقامے حاصل می شد
ازان می خندیدم و در گذاشتن از یکدو مقام باز ماندم ازان می گریم پس
ازین نقل معنی مثل ہویدا می گردد اندہلی کون سوجھے کندیری
کاگھر۔ آرے بلندی رایہ از صحبت پیر نیست چونکہ او کجی ونارا ستی
را می تراشد ہم جز آستان توام در جہان پناہی نیست دگر گٹ
کی دوڑ بارہ تائین بر ہمین معنے محمول نمودہ بھوئین پڑا آسمان
جائی اشارت بہ سیر الی اللہ میکند بلکہ فی اللہ۔ ؎

گرچہ من افتادہ ام دل یک فلک پیما است این ؎

من و سیر دو عالم باد پاے شوق ازانم	خیال گوشہ گیری خانہ زین است پنداری

بہکھاری اور پچھوڑ مانگے اینجا تعلیم رضا و تسلیم میکند یعنے برکرده و داده او راضی باشی ہ

رضا بداده بده واز جبین گره بکشا | که برمن و تو در اختیار نکشاده است
ادم ابر ہرچہ میدارد خوشم | اینچنین خوشش باش ہر گزدیده

نے سانے پچھوڑ مانگے اشارت بہ صفاے حال است کہ ہر گز شرک خفی ہم گنجایش نیابد ہ

این کار ازان فتاده مشکل | معشوق غنی و ناگدائیم

بھیک کی ٹکری بازارین ڈکار۔ اینجا ممانعت انانیت میکند ہ

سمود کفر درین ره زخود نمائی به | به نزد باز خودی دعوهٔ خدائی به

ونیز ارشاد باخفای حال میکند که اظهار نباید کرد آرے عاشقان راز روشنی است کہ راز خود پوشیده دارند بلکہ خود را از خود۔ تالی دولون ہاتھ باجے معنے مثل ظاہر است من تقرب الی شبراً تقربت الیه ذراعاً فاذکرونی اذکرکم برہان است و یحبہم و یحبونہ فرمان ع

سور داس کہین گے نہ بجھے ایک ور کو منہیا

کمل کا کھوٹا نواب سون لیوا دیئی۔ ع

عاشقانرا درجہان لنگے بس است۔

المقصود ظاہر شان سجنکم الدنیا سجن المومنین در غایت خرابی و نہایت بے تابی است اما باطن شان از رابطہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید بکمال سیرابی دانی اگر یابی۔ منڈلی باندی نوپلی تیل۔ یعنے سر ماسوی اللہ از سر بدر کردہ و تراشیدہ

سرم بدنیا و عقبے فرو نمی آید	تبارک اللہ ازین فتنہا کہ در سر ماست

بظاہر تنگی و ناموسی ندارد باندی عبارت از عبدیت گفتہ و نوپلی تیل اشارت بزینت کردہ پس شخصی کہ اینچنین ترک ماسوی کردہ فاذا فرغت فانصب از نیاز تمام و الی ربک فارغب رجوع بحق آرد نہ مراتب فلکی نے نے نہ رتبۂ فقر کہ تفصیل آن برائے اختصار نگفتہ بر سر ش متجلی و منور گردند۔ اندھا موتے سر کے چڑھ مجھ کوئی نہ دیکھے۔ آرے مردی کہ چشم غیر بین بستہ و نابینا کردہ بمقام علوی کہ

ما ز فلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم

رسیدہ بر سر دون ہمتان و تن پرستان از نفرت اولئک کالانعام

طعنہ میکنند و بر ہمہ لذات دنیا کہ الدنیا ملعون و ما فیہا الا ذکر اللہ و اعانہ پشت پا میزند و حالانکہ کسے نمی بینند و نمیداند آرے اولیاء تحت قبای لا یعرفہم غیری دونون دین سون آترے پانڈے کہیر گئی اور مانڈے حال کامل است کہ باین مرتبہ رسیدہ و از تکلفات کونین رہیدہ بجدی کہ ریاضت و عبادت و کفر و اسلام یعنے کہیر و مانڈے راہم دخلی نماندہ در بر مرتبہ ہیچ کہ متکاے مردان بر ہیچ کسے است آرسیدہ ؎

سواد الوجہ فی الدارین درویش	سواد اعظم آمد بے و کم بیش ؎
رندی و بیہم نشستہ بر خنگ زین	نہ کفر نہ اسلام نہ دنیا و نہ دین
نے حق نہ حقیقت نہ طریقت نہ یقین	در ہر دو جہان کرا بود زہرہ این

دوہرہ

کبیر جو ہہیا تو کیا بہیا ہین سب کچھو ہوے	ہر جن ایسا چاہیئے جا بین کچھو نہ ہوے

ولفظ پانڈے مشیر بکفر حقیقی است ؎

چو پیر ما شو اندر کفر فردے	اگر مردی بدہ دل را بمردے

صاحب گلشن راز فرمودہ و قول حافظ شیراز است قدس اللہ روحہ ؎

در کارخانہ عشق از کفر ناگزیر است	آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد

سوید اوست اگنین ناتھہ نہ پچھون پگہا این حال اہل تجرید و تفرید است کہ بہ تحقیق رسیدہ وجز خود را ندیدہ ع

	درین میدان دلم بشتافت بسیار	میان لاوالا یک الف یافت	

قول اوست دیگر شنو حالت تردامن ولب خشک آنست کہ بآمدہ یعنی باستقبال منتظر اند یعنی اگون ناتھہ وبافعال واعمال ماضی یعنی برفتہ در خجالت اند دعفو خواہ یعنی پچھون بگہا ومحقق از ہر دو رہیدہ و یدم حال مشغول گردیدہ ع

باآمدہ ورفتہ دگر یاد مکن		حالی خوش باش دان کہ مقصود انیست
تردامن وخشک لب سخن بپذیرد		باسوختہ دم زن کہ درو خوش گیرد

بہاگ گئے چور چھوٹا لاکہہ لفظ چور برائے آن گفتہ کہ در بار امانت خیانت کردہ یعنی عشق وعرفان کہ درو ودیعت بود آنرا بشناخت ہوا وحرص صرف کردہ بہ تعلق ماسوا خرچ کردہ پس مرشد میگوید کہ ہرچہ کردنی است بکن وکوششے کہ داری بہوش آئے ورنہ ع

	آخر نہ بزیر گورمی باید بود ع	

رہے من بہورنہ ہوئی سہے آون		ایکو کام نہ کر سکے آئے برس گناوت

سے نے لفظ چور بر عارف حمل کردہ می شود کہ از دنیا و اہل دنیا بحکم
خذ ما صفا و دع ما کدر چیزہا حاصل کردہ و گرفتہ و ایشان را چیزے
نیست چنانچہ حضرت حسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ کہ من دنیا
را بازی دادم یعنے نان این جہان خوردم و کار آن جہان کردم یا آنکہ
اشارت بر بے وفائی معشوق میکند کہ گریختن از عاشق کار او ست و زدیدن جان شعار او ست

عمت آمد پئے دل بردن و در سینہ نیافت ‖ دزد و از خانہ مفلس خجل آید بیرون

تو یکی بوند اشارت بر گرمی دل است کہ خطر و سوختہ می گردد و نمی ماند یعنی دسے ہمایون دل کہ آن بریان
او ست کو پری بن گئی فی الواقع شکستہ قدمی دارد کہ بجا میرسد کہو کہا دست ہو کنوار سے تا کہ خراب نشود
عقل معاد حاصل نمی شود۔ و ہو بی بیٹا چاندی کیا پہا سے ٹے چرا سے

خفتہ بر سنجاب شاہی نازنینی را چہ غم ‖ گر ز خار و خارہ سازد بستر و بالین غریب

و گاہ در آن معنی دارد کہ ہر چہ دل عاشق را از خیال غیر شست و شو می
مید ہد صاحب لمعات میگوید غیرت معشوق آن اقتضا کرد کہ عاشق
غیر او را دوست ندارد لاجرم خود را عین ہمہ اشیا کرد تا ہر چہ را دوست دارد او را دوست داشتہ باشد

غیرتش غیر در جہان نگذاشت ‖ لاجرم عین جملہ اشیا شد

کانوین کمل سہیو ٹہا و ہی کلیم را اشارت بخود ذات میکند

کہ سیاہ است۔ ع

اہو نند لال بجت ہون تیک کام کا ہے نہ دیہو

یعنے در سہر تلوین افتادہ ام چنان کن کہ بہ تمکین رسم المقصود ہر وقتیکہ آن نور بر سر و دوش سالک منور می شود بمقام اصلی کہ تمکین است

بیت۔ باندر کے ہاتھ ناریل۔ ہ

رموز عشق نگو زاہد ریائی را	مکن بشہر بدآموز روستائی را

و ناریل را با رموز عشق ازان مناسبت کردہ کہ در کشادن آن سہر و تردد است۔ ع

اگر کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

بسنی اور بے خرچ ہ

چہ دُرد و کشش ما گرچہ ندارد زر و سیم	خوش عطابخش خطاپوش خدائی دارد

قول حسین واعظ رحمۃ اللہ علیہ مشہور است کہ صوفی را دو حالت روی دہد یکے سوختن بے تکلف دوم ساختن بے تصرف

دوہرہ

دیرا بلی جو تیل سون ہم بن تیل بلاکھہ	نان ہم بانجھ نہ بالیکہ یوہین بل بل جانکھہ

گھر بین میری مالوا ڈگھ چندیری جاے۔ ؎

باغ مرا چہ حاجت سرو صنوبر است	شمشاد خانہ پرور ما از کہ کمتر است

آہرے۔ ع

در زیر گلیم نشست ہشدار ؎

درون خانہ خود ہر گدا شہنشاہ است	قدم برون منہ از حد خویش سلطان باش

گنہ سمو نی پیٹ کوئین۔ اگرچہ بسان حیرت زدگان ظاہر حال گنگ می نماید یعنے مجال سخن نیست۔ ع

در مقامی حرف میگویم کہ دم نامحرم است

لیکن باطن شان وسعتی تمام دارد کہ حد و نہایتی ندارد ؎

کشیدہ جملہ را ماندہ دہن باز	زہے دریا دل رند سر فراز
بتی کز حسن در عالم نمی گنجد عجب دارم	کہ دایم در دل تنگم چگونہ خانمان دارد

لا یسعنی فی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی فی قلب عبدی المومن

سارا دن چلی پا کھے تل بھور۔ ع

صد مرحلہ پیمایم و بر جاے خودم

روندگان منازل معنی طے مقامات میکنند و باز بدیوار جسم

استقامت می گیرند چه خوش است۔ ع

بے زحمت پا گرد جہان گردیدن

تیلی کی بیل کون گھر مین کوس پچاس ہمین معنی دارد و این وصف اہل دل است کہ خود سیاح است۔ ع

بنشین و سفر کن کہ بغایت خوب است

تانت باجی راگ بوجھا اشارت بر ساز آنہد و ساز ناہد میکند کہ ہاے ہویت نام اوست پس از استماع آن سانہ پردۂ حقیقت بر مستمع منکشف میگردد و خیال غیر را گنجائی نمیدہد۔ ہ

در کنج و ماتم مطلب جاے نصیحت	کین حجرہ پُر از زمزمۂ چنگ و رباب است

کہ بیان اوست پیٹ کا پہان جلیبہ سبحان اللہ حلاوت باطن بے تکلف از ظاہر ہویدا است فا ابر آنکسے کہ چشیدہ است۔ ع

درختی گویدت انی انا اللہ

ہو الظاہر ہو الباطن۔ ہ

مغربی آنچہ تو اش میطلبی در خلوت	من عیان بر سر ہر کوچہ و کو می بینم

ہاتھہ کنگن کو آرسی۔ ہ

چشمی داری و عالم اندر نظر است ——— دیگر چہ علم چہ کتابت باید

کوڑی مار بڈھو رہ چوکے طعن بر زہاد میکند کہ نقد را گذاشتہ بہ نسیہ راضی و بنا بر سبب آن اند بہ درین معنی گفتہ ؎

بیزارم ازان کہنہ خدائی کہ تو داری ——— ہر لحظہ مرا تازہ خدائی دگر است

منکہ امروزم بہشت نقد حاصل میکنم ؎ ——— نسیۂ فردائے زاہد را کجا باور کنم

سو رکھ کی دس رات چھیل کی ایک گھڑی - این مثل نیز بر زہاد است کہ مدام معتکف می مانند و حصول نہ ؎

اے چلہ نشین کمان نہ گشتی ——— تیری بنزد ی نشانہ گشتی

چہ حقیقت از خود رفتہ را معلوم کہ ؎

نماز بیخودی تکلیف ارکان بر نمی تابد ——— چو وجد شیام بیک سجدہ شوق زمین گیری

ہر شب را شب قدر گویند و ہر روز را نوروز یعنی بہار تازہ چنانچہ قول کاملان است شب خدائی است و روز محمدی باز ار خدا خریدار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آرے دل شب واند کہ جگر شان سوختہ کیست و نسیم سحر داند کہ چراغ شان افروختہ کیست و چھیل برائے آن گفتہ کہ لذات ہر مقام یافتہ واز سیر تلوین بہ تمکین رسیدہ و رو تافتہ ہیں حال زاہد آنکہ ؎

عمر بگذشت و حدیث درد من آخر نشد		شب بپایان شد کنون کوته کنم افسانہ را

وقول کامل آنکہ ع

	ز ہستی تا عدم یک جست میدارد شرار من	

بٹیاں آون بٹیاں جاون کھیت نہ روندون پہلی کماؤن

ما براہ استقامت میرویم		نے پے کشف و کرامت میرویم

پس میگوید مرد اہل سفر را الذات و حالات تلوین این راہ کہ معاملہ
و معاینہ و مکاشفہ گویند در مسیدہ ہ و ہیچ مرتبہ را در نظر نمی آرد و ما زاغ
البصر و ما طغی بلکہ میگوید ع

	نیستم چو قطبی و غوثی نیستم چو بسطامی	

و بمرکز اعلی و مرجع معلی کہ مشاہدہ می نامند می رسد روزی در
موسم گرما کہ حرارتش با سوز عشق لاف ہمدمی زدی و تپش زمین
با سینۂ عشاق خیال ہمسری کردی مسافر شدم یاری ہمراہ با بود
خود در وقت ظہر بمنزل رسیدم دیارم در وقت مغرب بار رسید پرسیدم
کہ تا حال کجا بودی گفت کہ ہر جا کہ درختان سبز و اشجار تازہ می یافتم
خوابی و استراحتی میکردم ازین سبب بمنزل نرسیدم المجاز قنطرة

الحقیقۃ پس باید دانست کہ مردان راہ جز مقصود اصلی دیگر در نظر نمی آرند
بلکہ خطرہ ہم نگمارند ؎

فریم میدہ سد آسودگی آ شوق تدبیرے		برنگ غنچہ خوابی دیدہ ام اے صبح تعبیرے

الاستقامت فوق الکرامت کہتی پر چھینگر بیٹھا ساہ کہایا وصف
اندیشہ میکند کہ ؎

اے برادر تو ہمین اندیشہ		ما بقی تو استخوان وریشہ

چون اندیشہ بر دل صنوبری کہ مجمع خزاین است استقامت یافت
شاہ گردید ؏

من تہر کینین سدہ سب پانوہ ناتھ تو کا ڈو کیت

آرے دل بادشاہ است وجوارح رعیت اوست اما چون خبر یابی از
معیت او جوگی شقداری پاوے تو جہاڑ تو نٹری بواوے
معنی مثل ازین فرو باید فہمید ؎

از لب میگوشت آیا گر بیابم جرعہ		مستانہ ام از دو عالم ہمدم و بیگانہ را

یا نہن مارین پروا کچی ؎

اے بلبل روضۂ مقدس		مردار مجو سے ہمچو کرگس

صدحیف کہ یوسف خود را در زندان وچاہ افگندہ نا قدر دانا و کوتہ نظر ا۔ ۶

	بشناس خویش را کہ توشاہی نئی گدا ؎

حیوان دگر قیاس کردی		بر خود لقب از حواس کردی

نھنگی نہائے تو کیا نچوڑے ۔ اشارت بر اہل تجرید و تفرید سیکنند کہ از ہمہ علایق یکتا است معنے لفظ نہائے آنست کہ چنیں

در دریائے امکان غریق است امانہ ازین فریق است ؎

گرچہ ماند در نوشتن سیر و شیر		کار پاکان را قیاس از خود مگیر

قول حضرت مخدوم شیخ بہاء الدین ذکریا است قدس اللہ روحہ العزیز کہ میخ طویلہ را در گل نہادم نہ در دل پس از روز حساب باکی ندارند ؎

کار عاشق جز تماشائے جمال یار نیست		عاشقانرا روز محشر با قیامت کار نیست

آم کھائے کہ پیڑ گننے یعنے نظر بر کیفیت باید کرد نہ بر کمیت ٭

وکائی کھائین کہ کلھاڑ باندھین درین ہر دو مثل حال نقل مشاہدہ عیان است کہ مجذوب دانند و بالعکس اینہا کہ اہل مکاشفہ کہ ہر چند صاحب کمال اند لیکن جویائے مقام وحال اند و درین نقل

بیان اہل کشف و شہود پیدا است کو آنی بود زنی داشت حریصہ سارقہ چنانچہ شیر و دوغ و مسکہ و ہرچہ فرعیات شیر است نمیگذاشت و میخورد روزی پدر آن زن رسید شوہرش با پدرش شکوہ کرد کہ دخترت شیر و روغن وغیرہ نمیگذارد من از دست او بجان آمدہ ام آخر الامر پدر با دختر نصیحت کرد کہ تو تنہا شیر را خوردہ باشی و بدیگر فرعیات از دست تنیا لائی کہ در شیر ہمہ موجود است پس باید دانست کہ اہل شہود مقامی یافتہ اند کہ ہمہ حالات و فرعیات مراتب تابع اوست آم کے آم گٹھلی کے دام سبحان اللہ عجب کیفیتی کہ ہمہ مکینہا وابستہ از دست آرے من لہ المولے فلہ الکل ع

سب رنگ لاہو لال بنان

گھر ہین کھانے کو نا نخہ پیتیں سے پھر کا بیاہ این مثل راست و درست است گھر ہین کھانے کو نا نخہ اشارت بر فنائے سالک است کہ ہیچ ندارد پس جائے کہ فنا است آنجا بے تردد از وجود بقا است ع

چو گشتم مست ولا یتعقل نقاب از چہرہ بکشودی سے

فغانی یار می آید آئینے کہ میدانی		ترا دیدار ارزانی کہ من خود از میان رفتم

نانون نہ جانون تیرا تون جیبڑا میرا - اشارت بر غیب میکند کہ بنا مے ہم در تعین می آید و شوکتش بر ما غالب یومنون بالغیب بعجبہ اوست ؎

اے عشق ندانم از کجائی		بیگانہ نمائے آشنائی
این آشنائی این است مہربانی	؎	ما نام او ندانیم او حال ما نپرسے

در زہی کا کیا کوچ کیا مقام این حال علایق و عوایق بریدہ است کہ سیر معنویش را لواحق صوری خللی ندارد بمرتبہ فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب سر افراختہ و ذائقہ مولوا فتبل انتمولوا داشتہ آرے - ؎

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود		ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

و در زہی اشارت بر آنست کہ قطع و برید تعلقات کردہ -

گدہی کی کون ہین تونپنسیری کا چولا اگرچہ اولئک کالانعام وہلک المتقلون در باب تن پرستان است امافی الحقیقہ نہ مراتب علوی و سفلی در تنگ دل شان و دیعت است ؎

در بیست هرچه میطلبی هان غلط مکن		بشناس خویش را که تو شاهی نئی گدا
اے شحنۂ این فراز و پستی	۵	آیا نه بدین صفت که هستی
کاینجا نبود خبر تو دا کرد		کین ره دل صد هزار خون کرد

پاو سیر کی لوکھڑی تین پاؤ کی پونچھ این مثل را نیز بر معنے اول محمول نمود من فہم فہم پوت بھئے سیاین دار ورکی سیاین وصف وجود ثانی میکند لم یلج ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین ۵

تا وجودت وجود ثانی نیست		در تو از کاہلی نشانی نیست

پس چون وجود ثانی متولد از سالک شده و کمال گرفته الزم والنسب که بخوست دخل ندارد و نقصانے خیال نہ گمارد حلاوت این مثل از کسب معلوم خواہد شد دو دھ ہو د ہولا چھا چھ ہو د ہولی ۔ ع

یکسان ظہور اوست چہ در کعبہ و کنشت

المقصود قول عارف است که خلق را در حق و حق را در خلق می بیند مفصل را در مجمل و مجمل را در مفصل یعنے یکرنگ است پنچ ل خدا خدا ل پنچ معنے مثل ہم در حکایت پیدا گردید ۵

یاری دارم که جسم و جان صورت اوست — چه جسم و چه جان جمله جهان صورت اوست

پس - ع

هر جا که با مقام نمایم دیار ماست

دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک پیٔے - آرے چشمے کہ در
نظارۂ آفتاب سوزند پس آفتاب را در آب بہ تکلف دوزند یعنے
سالک چیزی که از ذات یافته - ع

جن ڈار ونرکن سمند منہ بھر پیا پھوچا ہین

در صفات هم که تنزلات است یعنے چھاچھ بنظر عبرت می نگرد و درین فرد
سطوت ذات و صفات باز جو ـــ

تا بعزم جلوه آن بے باک می آید برون — خون ز چشم حلقۂ فتراک می آید برون

همدرین معنی است ـــ

بہ پوئست زنده می گردند کشتگان نگهٔ — که این آسودگان را باز بے آرام خواهی کرد

زور کوٹ جو ہارے ع

دگر ناموس راز با سلامے

حال سالک است که از غیرت بے خودی خود نماید که محکم ترین از حصن حصار

است تا سفر و تیغ تفنگ و قتال بپاید - ع

توخود حجاب خودی حافظ از میان برخیز

کاپارا کهین و هم الشریعت افعالی آرے و هم یعنی دین موقوف جسم است که یافت دین از افعال است و آن بے جسم میسر نیست والطریقۃ اقوالی - ع

ز جسم کہ من بمیرم و تخم دربدر شود

ازین حسرت محافظت او میخواہد والحقیقۃ حالی چون حلاوت ؎

گر تجلی خاص خواہی صورت انسان ببین | شخص را بشناس کو ہم اول و ہم آخر است

یافته و حرمت آن کوشیده مشهور است که حضرت یا حضرت غوث الاعظم همواره لباس فاخره پوشیدی و طعام لذیذ خوردی و گفتی اسمی کالاسم الاعظم و سبحانی ما اعظم شانی قول بایزید است قدس الله روحه و این حال اہل شہود است کاپارا کهین یا پ نہین - ؎

مسافران تو از قید جسم آزاد اند | چه احتیاج بکشتی بود شناوررا

مسافران منازل معنے را آزادی را حلۂ صوری چه درکار و دیگر بشنو

کلام قدسی است لا ینظر الی ابدانکم واَفعالکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم پس ازین قول نیز ہویدا گردید که جسم موقوف علیه نیست بلکه بے حاصل است ومفصل درین مثل احوال اہل کشف یافته می شود وگرنه درمیان معنے مثلین تناقض رودہد کا پیارا کاچھ مین پنہان درین مثل بیان آن شخص است که این شفقت را نشناخته وخودرا درعلائق کثیف انداخته واہن آئینیست ٥

تراز کنگره عرش میزنند صفیر		ندانمت که درین دامگه چه افتاد است
	دوہره	
تین لوک کو ٹھاکر ٹہاڈ ہو تم ہین کچھو کوری		تیرونا تولیت مرلی مین لپٹ دہو دہوری

رمز دیگر بشنو لفظ ما محمول برمقام اصلی است که آنرا صور علمیه گویند ازان زائیده در عین آمده وپیارا آنکه چون خواستم که خودرا ظاہر کنم آدم را آفریدم یا آنکه آدم را بر نمونه خود آفریدم خلق آدم علی صورة وبه الانسان سری وصفتی موسوم کردم پس معنی مثل باید دانست که باین کمال وظهورا تم خودرا عاجز وحقیر نموده وبنا بود شاگردیده ٥

از جاوثات وصف آن صوفیان گریز | کز بود غم خورند زنا بود شادمان

بیان اوست آرے ؎

کسی مرد تمام ہست از تمامی | کند با خواجگی کار غلامی

چلپنا گھڑا وصف دل عاشق است کہ خطرہ ماسوائے بروقیام نگیرد واز ملامت خلق ہیچ گرانی ندارد گھر مین چکین چوسے باہر بے این مثل نیز حال عاشق است و شرحش درین فردپیداست ؎

بظاہر منکر گرچہ در نظر سبزم | بسان برگ حنا باطنم ہمہ خون است

گاسے کھڑی اوجھ کاڑہ لیا۔ درین مثل خوشحالی است ؎

قائم اینجا است جان در کوئی دوست | خلق را وہم کہ جان در قالب است

کاشفی فرمودہ ؎

چشم و غمزہ و خط سیاہ و زلف دراز | بحیلہ جان کہ جان من اشتم او انگیختست

ستھالا بنیان پھر پھر تولے۔ ازان قبیلہ است کہ بتمکین رسیدہ وازجبت وجوے معطل گردیدہ و لذت ملک چشیدہ و بنیان آن معنی دارد کہ دوکان ولیش از لذت ہر مقام متلذذ است پس ہیچ

از عادثات و صنعت صحر و فغان کم بعد | گر بود نعم خورند تا بود شادمان

بیان او ست آنکه

کسی مرد تمام است از تمامی | کند با خواجگی کار غلامی

چلنا گھڑا وصف دل عاشق است که خطره ما سوی بر و قیام نگیرد و از ملامت خلق هیچ گرانی ندارد گھر مین کاپن چوہے باہر کی این مثل نیز حال عاشق است و شرح شش درین فرد پیدا است

نظاهرم منگر که حسم در نظر ہر | بسان برگ حنا باطنم همه خونست

کاہی گھڑی او جہد کا ڑھ لیا درین مثل خوش حالتی است

قالبم اینجاست جان سوی دوست | خلق را وهمی که جان در قالب است

کاشفی فرموده

ز چشم و غمزه و خط سیاه و زلف دراز | بحیله جان که نگهداشتم ادا نگذاشت

ٹھالا بنیان بچھر کھر تولے ٹھالا از ان قبیله است که بیکاین رسیده و از جست و جوی معطل گردیده و لاست بلکه چشیده و بنیان آن معنی دارد که دکان و کش از لذت هر مقام متلذذ است پس هیچ کاسه ملکه داشته و خود را معطل انگاشته هردم همان یک حسن

حقیقی را در ہر لباس می سنجد

که من آن جلوهٔ قدمی شناسم		تو ہر رنگے که خواہی جامه می پوش

و از خوشی و رخودی گنجد و میگوید

عاشقم بنفتاد جا ہشتاد جا یکجا مقید نیستم
یار گر ہر جائی آمد من ہم ہم کم نیستم

لاکھا ہیر پھل پڑھے تو ایک بھوس لاکی ہیبی

ترجمه حدیث ست اشارت به شرک خفی میکند که ہر چند مرتبه
یکے رسیده اما از شرک تمام نه رسیده الشرك فى امتى اخفى من
دبیب النملة التى تدب فى ليلة مظلمة على صخرة السوداء

گر نیست ہمین نجا بے باقی		اے کاش نبودے عراقی

اذکر لیلة اللهین خطاب با ابا یزید بسطامی بوده ہیر یار سے آن گفت
که محروم ان چراگاہ فضای انس راشیانی میکند و میرساند اپنین ھیری
بن سرک نه ویکھی آرے از خود گذشتن معراج مردانست

بیفشان بال و پر از آمیزش خاک
بپر تا کنگره ایوان افلاک

دلا بر سعی دیگران منشین کہ برای تو نہ رفتہ اند و از گفتہ کسان خورسند مشو کہ براے تو نگفتہ اند کانو کا جوگی آن کانو کا سدہ درین مثل اشارت بہ نفخت فیہ من روحی میکند کہ در شہر وجود از کثافت نفسانی لطف او یافتہ نمی شود و باآنکہ در مقام علوی بشرافت و براقت تجلی و منور است دیگر شنو درین مثل صفت انسان کامل است کہ کانو کا جوگی یعنی در مقام ناسوت کہ امکان است بحکم انا بشر مثلکم طعنہ بدخواہان و بے بصران گشتہ و در دار القرار وجوب از سلطنت انا احمد بلا میم بر مسند شاہی نشستہ کافرے با حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در ایامے کہ حضرت قاسم وفات یافتہ بود این ابتر گفتہ و ہذا ساحر و مجنون و مہتر جبرئیل علیہ السلام در لامکان از پس پردہ لآلی وحی از وصفتہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ چہ رمز رفتہ ؎

گہ چون نسیم و گہ ہمائیم	ما ہیچ نسیم و جملہ مائیم

بلی کے مجنون چھینکا ٹوٹا گر یہ فی التحقیق حریص آمال است و عاشق ہم حریص جمال و جویان وصال پس عاشق میگوید کہ انچہ نابود

بوجود آمد واز غیب بشہود آرے مرد طالبے بود کارے کہ از باز و سے
سعی نمی کشود خود بخود از ہر رنگے جلوہ فرمود ے

ہر لباسے کہ بہ پیش نظرت می آید		خلعت تازہ براے قد دلجوی کست

اپنا دام کھوٹا تو پرکھانون کیا دوس اپنا دام اشارت
از عمل سالک است کہ کشودی از دنیا فتہ و قلب گشتہ ع

قلب سیاہ بود از ان در حرام رفت

پس ترک اعتراض از مرشد می کند و میگوید اگرچہ خورشید علی السویہ
برفع ظلمت و در نور پیدا است اما روے گازر سیاہ و روے جامہ
سپید است ے

طبیب عشق مسیحا دم است و مشفق لیک
چو درد در تو نبیاشد دوا کرا بکند

اکرون اور بچھو نک ے

وے داریم اندوہی سکر داریم سودائی
نمیدارم جز اندوہی و سودائی من محزون

مری پوت کی بڑی بڑی آنکھین قول عاشق است

کہ خطاب از دل کردہ ہ

مسلمانان مرا وقتے دلے بود	کہ با وے گفتمے گر مشکلے بود
دلے ہمدرد و یارے مصلحت بین	بتدبیرش امید ساحلے بود
کنون ضائع شد اندر کوہ جانان	چہ دامن گیر یارے منزلے بود

العاقل یکفیہ الاشارۃ دیگر شنو ہری پوست استادہ ہری جسم است کہ موتوا قبل ان تموتوا پس جائے کہ ایچ بین موت است لازم دانست کہ چشمانش حق بین و جلوہ چین باشد شرکت کی ہانڈی بزار مین پھوٹی ازین مثل اشارت بلیغ خفی کردہ شرکت آنکہ اضداد و استعداد و قابلیات در وے پیدا است و ہانڈی عبارت بحال جامعیت نمودہ و بازار اشارت بہ ممکنات کردہ پھوٹی یعنی در ظہور آوردہ فرد

ہمہ رنگے ز بیرنگی ست گر بینی بچشم جان	بسا رنگے کہ مے زاید چہ از دلہا چہ از گلہا

ع

یکے مومن یکے را کافر او کرد

ساجھ کی ہنڈیا چوراہے میں پھوٹی دونی اشارت بہ افتادگی و خاکساری میکند

پس باید دانست آنجا کہ افتادگی و خاکساری بیشتر یافت ہم بیشتر و لیاہ

آن معنی دارد و امر معروف خائن نیست شعر مارے بیبے تازی کو

کان ہو شخص درین مثل ارشاد ریاضت است شعر یعنی جسم تازی

یعنی دل بس کشیدہ و بہرے کہ در حالت ریاضت بجسم میرسد دل

متنبہ میگردد و در پے آن کار انکا سے نماید آرے یافتن حلاوت

دل موقوف بر ریاضت جسم است ه

اندرون از طعام خالی دار		تا درو نور معرفت بینی

و دل را با تازی براے آن مناسبت دادہ کہ در ترکستان تاز

فضاے انس مہمیز ہا دارد فاما ه

وے کہ دلدل میدان کبریا باشد		نہ در طریق ہوا مرکبے یا باشد

دیگر بشنو دل را شعر میگوید و روح را تازی دانی اگر خود را بیازی مجمل آنکہ

ضربی کہ بدل در حالت شغل میرسد حضوری روح پیدا می گردد حمایت

کی گدھی عراقی کو لات مارے آرے ع

شیران ز ادب پاے ببوسند غنم را

لفظ حمایت آنکہ عارفی کہ در کس و ناکس تعبیہ ذات دیدہ بے تردد

مصروف ونثار آن گردیده روزے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میفرمود کہ با
اہل یصص مقابل نباید شد وبارا سے شراب وطعام نباید کرد ہمدرین بود
کہ شلنجی در باغ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ نشست فی الفور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حلواے گرم پختہ پیشش برد واز دست مبارک
خود لقمہ در دہن اوے انداخت واو بر ہر لقمہ گریہ میکرد وناخوشیہا
می نمود کہ لقمہ را بسختی چون می اندازی کہ دہنم درد میکند وآنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بسیار ملول می شد وعجز وعذر می فرمود باید دانست
کہ حکایت ذات درین حال نمودار بودہ وگرنہ شلنج را خود امر فرمودہ
چنانچہ بالا گفتہ کہنی نہ کوٹھی نرکش کہان ٹانگون درین مثل
حال درویشان اہل ظاہر است کہ کارے وکردارے ندارند و
شمارے خواہند گفتہ نہ پوچھے بات ہی مجھ ہن سہاگن نانو
ہمین این حال است اولہ

زخود رستن ہم آغوشی ست با این ستان را		بلے جز آب ننماید بخود احسان دریا را

نانو کیہوری انکلی لبن حیف بران کسے کہ نامش انسان وقول وفعلش
حیوان ای ابدی دسیدی مرد بنگر کہ چرا آمدہ حیوان نہ کہ بہر چرا آمدہ کوئی

کاکر مصرع ۔

	هر آن ذوقے که من دارم بگفتارم نمے آید	

آرے در مغز جان سرشته اند بر روے کاغذ کم نوشته اند من عرف الله کل لسانه سونان اور سگنده وصف انسان کامل است که هر چند بالقوه مخزن اسرار الهی ست اما بالفعل هم متجلی بجاییه جمال نامتناهی است اندهلا بانٹے ریوڑی پهر پهر اپنون دے بشنو اندهلا یعنی غیر را نه بیند و بر حال یگانگی نشیند پس هر عرفان که مے کمار دو هر ذوقے که مے برارد و بهر که جان مے سپارد بدوست سپاده باشد فاینما تولوا فثم وجه الله موتڈ منتڈا یا اور اولی پڑی بابد دانست که موتڈ منتڈایا عبارت از فقر و طلب میکند یعنی طمع دیگر از سر بدر کرده اولی پڑی اشارت از سودا و واردات و تصدیعات و امتحان این راه میکند ع

	اینقدر بس که براهست سر و سودا دارم	

مشهور است که اره بر سر زکریا علیه السلام راندند بات پرائی جو کہے اینچا کھینچا بیچ جاے منقوله کامل است بات پرائی

اشارت بغیر ماسوا کرده یعنی غیرت معشوق سخن غیر را گنجائی نمیدهد بر تقدیر
اگر بوقوع هم آید موجب کشمکش عارف است چنانچه خطاب بابا بسطامی
رحمة الله علیه شده بود اذکر لیلة اللبن دیگر شطحیات پرائی
اشارت بالوهیت میکند یعنی در اظهار آن حالتی است که بر
منصور حلاج رفته قدس الله روحه آرے سهنان دری پیار
مین کوکهه پری هوئی معنی این مثل در حکایت حل گشته و حاصلش
آنکه مصرع —

در زیر گلیم تست هشدار

روکهن راج نه پائے ۵

عرفی اگر بگریه میسر شدی وصال		صد سال میتوان بتمنا گریستن

جهان روکهه ناکهه تهان اڈهی روکهه میگوید جهان
روکهه نا نهه یعنی صحراے لامکان و فضاے بے نشان که تعینے
و نشانے ندارد همین تشخص شخصی پیدا است که شجرة زیتونة لا شرقیة
و لا غربیة الآیة وصف اوست قول حسن واعظ رحمه الله و حاصلش
که تا تو در میان نآمدی کرانه پیدا نشد ۵ . بهر جا آمده کوئی

محیط و مطلق و پایان او بحر احدیت ... یقینم می شود هردم که ما باشیم ساحلها

جب گھر آئے پاہنے تب گئے گروندے کھاں دمقدمہ سلوک میگوید یعنی جو اپنے مورد و مرکز عرفان و طفل و پیریا از بین حالت حیران بس ہوسے کہ مہبط انوار الٰہی باشد گذاشتہ و طلب باطل نفسانی چون رفتہ ٥

ہر نفس تو رسیدہ مہمانے است ... پاس دارش کہ بہتر از جانے است

گھر کا قاضی دو دڑے اگلے ٥

من از بیگانگان چندان ننالم ... کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد

روزے لیلی را آنار شدہ بود عہدے درمیان آوردہ اگر صحت یابم دیگے پختہ از دست خود یک یک کفچہ در کاسہ ہر یک فقرا و غربا بیداد کسے بمجنون اطلاع داد کہ لیلی امروز فرصت یافتہ طعام بفقرا میدہد ترا ہرگونہ رفتن و از دست او طعام ستدن و او را دیدن لازم است بہر حال فی الفور مجنون کاسہ گرفتہ خوشان و شادان پیش ... شہور است ... رسید کاسہ فرا کرد لیلی بر کاسہ اش کفچہ چنان زد کہ پارہ شد ... وکھے اپنا کچیر ... آمد و خوشیہا کرد غرض بس رمز یگانگی و رین مثل ...

الہی شوخ خونریزی بسان تیغ استغنا | سر امید من ببریده در دامانم انداز

ہ

تو نظر باز نہ ورنہ تغافل نگہ است | تو سخن فہم نہ ورنہ خموشی سخن است

مری پچھیا پاڑے کی نا وتحقیق است مری پچھیا اشارت ہو تو قبل اٹھو تو سکند آرسے نیاز تو ہمین کہ خود را دریازی تا باد وست بسازی مصرعہ

توخود حجاب خودی حافظ از میان برخیز

اگون دو ڑپچھون چھوڑ حال کامل ست کہ ہر مرتبہ را پس پشت داد طے مراتب کردہ ہ

اگر طالبی کا ین من طے کنی | نخست اسپ باز آمدن پے کنی

مردے کہ وصف ہیجا بہ ہیچ پشت دادہ روے نیاوردہ منقبت علی ست کرم اللہ وجہہ یعنی ہر مرتبہ را کہ پس پشت کرد باز بدو روے نیاورد چوے پاڑے کی پوتھی سوے ملھ پچن اشارت بدل وزبان صدیقان است کہ اقرار باللسان وتصدیق بالقلب وصف ایشان است نفاق راگنجائی نیست اونٹ کی چوری

نہورے نہورے طرفہ تماشاست نہورے نہورے اشارت بمراقبہ میکنند یعنی مراقبان معانی چون سر در گریبان گشتہ حلاوت عرفان کہ علو الدرجات است در بر میگیرند و چوتی عبارت از انکہ دیگران نمی فہمند کہ چہ میکنند۔ دوہرہ

احمد نت اوتگھے رہین لوگ جانین اونگھا تھ
بورا لوگ نہ جانیے اونگھے او تگھے جاتھ

تیتر کے منھ پچھین اشارت بگفتار دل کردہ کہ ہمہ لذات تابع اوست جوئی ستی جو بھانڈے سمیٹے ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیاے دون	این خیال است و محال است و جنون

آرے چھوڑے گانو کا کیا ناتا وہرن چلی سوک سامنے از ہمین قبیل است و معنی ہر دو مثل یکے است ؎

اگر میل این راہ داری درست	بکام نہنگ است منزل نخست

کھیتی کھسم ستی اشارت بہ ممکنات می کند یعنی رونق اسمی و صفات بے مسمی و ذات نیست و نفخت فیہ من روحی ؎

چو یکساعت کند پنہان ازان رو	فتد در عرصہ نابود شان گو

ازمعنی مثل گفتگوے معطلہ غلط شدہ اندا ندھلے کو اپنا گھر سو کوس
مین سوجھے وصف نابیناست کہ بالا گذشتہ واکثر جا گفتہ شدہ
پس عجب نابینائے کہ مقام اصلی خود را کل شئے یرجع الی اصلہ ہموارہ
می بیند کول کہئے بلرام سیکا آرسے

تو قائم سجود نیستی یک قدم		زغیبت مدد میرسد دمبدم

میری سین آگ لیائی نانو دھر ایلسا اندر ارشاد بہ تنبیہ انانیت
سیکند واشارت بربار امانت می سازد کہ ہرچہ ہست ازوست
ازخود شمردن نادانیست کہ الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق
لہ اثر باید دانست کہ غیر از جلوہ رایت بی بہ بی دیگرے دخلے
ونامے ندارد بے ینطق وبی یسمع وبی یبصر بیان اوست آرے
کھانے کو علاوالدین چیرنے کو فروز گفتن لائق نیست
چونکہ ہرچہ ہست ازوست وبدوست وہموست بدیگرے
منسوب نمودن نادانی است ع

	عبارت را اشارت گفت بزخیز	
	مصرعہ	

نظارۂ جمال خدا جز خدا نکرد

عزیز من موزات معارف در عبارت نمی گنجد تعلق از اشارت است پس از علم رسمی حصول نہ تھو تھا پچھٹکیئے اڑ اُڑ جاسے واین بیچارہ کہ درین امر عاجز است و حیران کو استعداد سے و طاقتے کہ بدیگران ارشاد نماید آپ ہی ہا با مانگنی دوار کھڑے درویش لیکن ذوقی و وجدانی در آنی کہ سرہ برکند این کس معطل می ماند و تاب اخفاے آن نمیدارد کون کہے را جا دھانا بیٹھے پس لازم وانسب آنست گوینده ہمانست نہ این ناتوان و ہیچدانست اسیر کی ڈسینڈ ہی مہتیا سرخرو سے یا آنکہ تیل تیلی کا بھگت بھیا جو کی گفتن و منسوب نمودن کار نادان است آرے ؎

نے کہ ہر دم نغمہ آرائی کند		فی الحقیقت از دم نائی کند

مرے پر سودرسے وہ وہ چہ خوش است ناز معشوق جز نیاز عاشق بر نتابد ؎

من اندر خاک سیہ انش لگد کوب بلا گشتم		ہنوز آن شہسوار من بہ جولانگہی ارد

مختصر آنکہ مصرع -

نزدیکان را بیش بود حیرانی

یعنی نزدیکان مردگان حقیقی کھانے کو اونٹ لادنے کو غنی
عبارت از نفس میکند کہ حریص آمال است و در پے لجاجت و سماجت
کمال آنرو ساز کہ اگر علف در اختیارش دہند قانع نشود و در بارکشی یاد
حق تحمل نمی آرد مصرع

خلاف نفس کافر کن کہ رستی

پس بائیکہ خصائل نامحمودہ اش تراشی کہ در سوختگیش عین فرخنگی است
کٹے تو کسان کا سیکھے تونائی کا اینجا کسان را با نفس مشابہ
کردہ یک تماشائے است در نوشتن مے اید من فہم و ثنائی
با سالک مناسبت دادہ کہ خیال غیر می تراشد
پس تیری لیچری کھانو تو میری لڑکی کھلاونا در مثلے کہ [illegible]
این باشد یعنی اے رحمن رحیم من از لذات [illegible] نعیم تو و حلاوت [illegible]
امیدو بیم تو متلذذ شوم و ہر بارے و تعل[illegible] کہ ہست بتو سپردم ہمہ [illegible]
بزرگے فرمودہ رباعی

فرزند بندہ ایست خدا را تو غم مخور	تو آن نۂ کہ بہ ز خداوند پروری

ور مدبر است رنج زیادت چہ می بری	گر مقبل است گنج سعادت برای او

درین مثل معنی توکل پیدا است آرے نجی المخففون ہویدا ہ

تو دانی حساب کم و بیش را	سپردم بتو مایۂ خویش را

آہ صد آہ رباعی

مرکبش جز گردن بابا نبود	طفل تا گیرا و تا پویا نبود
در عنا افتاد و در کور کبود	چون درستی کرد و دست و پا نمود

میرے میان کی الٹی ریت ساتون مانس اٹھا و بیٹھ

حال سالک است ساتون مانس اشارت بر جریان اشک کردہ

و اٹھاوے بیٹھ بقیام عبارت دل منسوب نمودہ یعنی سر انجام

و قیام عاشق در زاریست مصرع

که ما و عاشق زاریم و کار ما زاریست

سوداز دگان را جز زاری کارے نیست و بغیر این وسیله در حریم جانان

بارے نہ فلیضحکوا قلیلا و لیبکوا کثیرا ہ

جز دیده که هرچه داشت در پایم ریخت	زین واقعه هیچ دوست دستم نگرفت

و این خود هویداست که درین حال چشم را آب و تاب بے نمایش افتاده است

میرے سیان کی اُلٹی ریت اشارت بزبان معشوق نمودہ آرے
ڈھارگاسے کی دولاتین سہئین رمز ناور رفت جیسا منہہ
تیسی تھپیڑ آرے تکلموا الناس علی قدر عقولہم بوالہوسان و
اہل خرد سخن عرفان سمجھو دری پیش خیران فی الواقعہ خرد اچہ یارا ست

اے کہ از دفتر عقل آیت عشق آموزی		ترسم این نکتہ بتحقیق ندانی دانست

بوڑھے سمجھ منہا سے فی الواقع ست

عشق ہر جا کہ سر بر افرازد		پیر صد سالہ را جوان سازد

چہ خوش است مصرع

	ہر گہ کہ یاد روے تو کردم جوان شدم	

سوت کے ہنولے ہو چاہہ بڑھیا بیٹھہ بن رہی حال شوریدہ
راست سوت عبارت از تعلق و تدبیر است یعنی ماند یا نماند مصرع

	جیسی ہو سنوآج جاہو ما دھو جو کی بیت جن جا ہو سیر من تین	

و بڑھیا بمعنی کبری کہ درین حال کمال دارد و بیٹھہ اشارت بہ لبس جدید
کہ ہر آن لباس تازہ و صفات بے اندازہ در نظرش مے آید المقصود
ہمہ را باخت ہر دم با جمال نا متناہی کہ چنان حروف از یک سیاہی است

ساخت خرید و فروخت دارد ٥

خریداران جانان جان فروشند	بگرد هندوش ایمان فروشند

اوچھی لڑائی کا کالا منہ فی الواقع جہاد کبیر باید تا لشکر هستی بر باید ٥

سپستان چو صفهای مژگان تیز خود را	عزیزان همچو یاران دعا دوستان هوئے

منوان گنگا نہایا ہے کہا کمہائی کسکی ہے لاف مت مہم سیر نہ

در تذکرہ نوشتہ کہ حضرت جنید علیہ الرحمہ بعد بیست سال بهوش آمدند و گفتند تمام عالم بندہ من است اندہلون کا ہاتھی بیان این مثل در مثنوی مولوی رحمۃ اللہ علیہ مبین است عاشقی اور ملان جی کا ڈر آرے ٥

تعلق حجاب است و بی حاصلی	چو پیوند ہا بگسلی واصلی

بھولے جوگی اور ونا لاسجہ باید دانست بھولے جوگی اشارت بمحویت میکنند یعنی ہرچند سالک را محو بیشتر یافت سعی ہم بیشتر ٥

کسان را درین بزم ساغر دہند	کہ دارو ے بیہوشیش در دہند

آگ کھاے سو انگارا اگلے سبحان اللہ وقتی کہ آتش ما اللہ

الموقدة التی تطلع علی الافئدہ در دلہا زبانہ میزند و درزبانہا بیانہا نمودار میگردد ؎

بر زبان چون حرف عشق آرد گذار		شعلہ بر شعلہ بینی سوار

روزے حضرت بہاء الدین سہروردی قدس اللہ روحہ ہمدرین معنی سخن می فرمود ناگاہ شعلہ آتش از زبان مبارکش جدا شد و در ہوا ناپدید گردید آہ صد آہ مصرع

	دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند	

دلیس چوری پردیس بکیھ حال کامل است یعنی در امکان ہراسان است وخراب الدنیا سجن المومنین و درلامکان نہایت سیراب وفیض یاب مصرع

	گدائے کوئے تو از ہشت خلد مستغنی است	

رتبہ علوی را کہ پردیس گفتہ دیس نگفتہ مقدمہ سلوک است کہ سافر معنوی عبارت از وست وطریقہ عروج درگفتگوست والانہ وطن اصلی ہوست کل شی یرجع الی اصلہ خصوصًا نزد ما مردم نادان کہ با تعلق چندان متعلق شدہ ایم کہ سوائے امکان دیگر از جان رفتہ وناپاد است

راجا چهوڑی نگری جس بهاوی تس لهه پستقول هروان دین است
لیهه پروس چهوڑانت آٹهه کرتی رار لطیفه رهروان یقین
گنگا گیئن منڈا این سده هر کرا مجالست که مجانست با این قوم
کند کو هر چه مجالست از سر نیه شناوری درین بحر کردن آسان نیست ع

یکام نهنگ ست منزل نخست

اینجا من مانی گهر جانی نیست قاضی نیا و نگر نیکی تو گهر نه جان
دینکی چنانچه قول دیوانه مصرع

چه دامنگیر یارب منزلی بود

گنتی کو پنڈ دل سی میٹها اشارت بر نفس است که امتیازی ندارد
تیر نه کمان الله کی امان باید دانست که تیر و کمان اشارت بر تدبیر
است و اینجا که تدبیر را گنجائی نیست عین سلامتی و امان است چهری
چهوسون سیناں کی الونین درین شل نیاز عاشق است و استغنای
محبوب ه

بی فخر لبود و منت هر خاشتی کرده ام
یارب مباد کس را مخدوم بی عنایت

نی نی پیٹ چلی چهون پیر هولس احوال ایشان است که خنید

شلکست پشیترمے پابندبست زیادہ تر ساز نارچنانچہ کسے گفتہ دہرہ

ہریا ہرسون بیت کرجیون کسان کی ریت		دام چوگنے دکھ کہنان تو وکھیت بیت

ملان کی دوڑ مسیت تا ئین بشنو مسیت اشارت بدل است

یعنی مرد آگاہ راہموارہ توجہ طرف دل صنوبری است ؎

کس ندانست کہ آن شوخ کجا شانہ گیست		بر در دل بنشینیم و یک آواز دہیم

ٹوٹی باتھہ کل جندی بدانکہ ٹوٹی باتھہ یہ رفع علائق ولواحق کردہ

یعنی از ہمہ گسستہ در خود پیوستہ آرے لمولفہ

در خود چو نظر کنی جہان رابینی		کون و مکانین و زمان را بینی
بیخود جو بخود رسی خدا امیداند		جان رابینی تو جان جان ابینی

اس ہاتھہ کا مانڈا اس ہاتھہ مصرع

	ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد	

مانگ کھاتا مسیت مین سونو نان جانم ننگر مانگ کھاتا

از منظر کہ مرائی جمال اوست کردہ و مسیت بدل مناسبت دادہ

آرے اہل دلان راہردم افطار از نگاہ است افطر وابروئیہ

بیان اوست وہموارہ دردل آرامگاہ است کہ لی قلب ان

عصیتہ فعصیت اللہ در شان او ہو نہوئے گیہوں توکرے کا گیہوں درین مثل ماضی و مستقبل را گنجائی نمید ہد واز دم حال ارشاد مے کند ٥

از آمدہ و رفتہ دگر یاد مکن		حالی خوش باش و آنکہ مقصود است

دنان چار کی چاندنی پھر اندھیارا پاکھ بیان واردات است کہ بر سالک میگذرد و چاندنی عبارت از تجلیات تلوین مے کند و اندھیارا اشارت بر نور ذات کہ لایزال است مے نماید و معنے اش آنکہ در حالت کسب از اشتیاق تمام و طلب بالا کلام میگوید یعنی تلوین را طے نمودہ تمکین سے رسم ٥

ہر کرا دو روز او یکسان بود		سو و عمر او ہمہ تاوان بود

کانے چوٹ کنوڈے کیچہیٹ درین مثل حال نظر بازان است کانا چشم یک بین و حق بین دارد و دو بین نیست پس وے ہمی ہم از غیر بزو نش ضرر کی شدید و کنوڈے بھیٹ ازین قبیل است بہ دانا ست پدید العاقل تکفیتہ الاشارہ ٥ جھینگا سول روپہورہ کانونین بشنو جوانمردے کہ بہ نقطہ وحدت رسیدہ ہمہ مراتب تجلیات

تابع اوست من له المولی فله الکل پرپہہ جب تم جھتئی موتن
سپاکر تب جاک موتن جہتہی چلتی سیل نہ دیکھی آز قول کامل است
یعنی هر دم که هست دریا د مولی مے آید و میرود احتیاج بتقید نیست مصرع

	یاد کسش کنم ار شود فراموشش	

سوختن تے تکلفات و ساختن بے تصرف رفرے عجیب گھر سیاہ
بهو کنڈون کو جاے مصرع

	درست هرچه مطلبی ہان غلط مکن	

پس میگوید یعنی بظاهر مقید مشو لمولفه

کوه ما یا لاله وگل روکست		حیف لعل بے بہائے درشت

کهر آئے سانپ نہو جیسے بانبی پوجن جاے این هر دو مثل یک
معنی دارد

روز تن بتو بودم و نمے دانستم		شب با تو غنودم و نمے دانستم

کودکی چھوڑی پیٹ کے آس این مثل سنگین است و معنیش بالعکس
عوام است یعنی کو ورا اشارت بظاهر کرده که بیحاصل است و پیٹ
بباطن مراد نموده و حصول جاویدگی از وکشوده لکهین پھنسا بانجین تار

مردے کہ بمرتبۂ الوہیت رسیدہ ہر امرے کہ ازو بوقوع آید بجز خدا دیگرے نداند
جوگی کا کی سیت جوانمردان کہ سیر تلوین میکنند الفتے و خصوصیتے
ہیچ ازان منظور نمیدارند اگرچہ نمایش و لذات آن تنبات حلقہ بگوش
ایشان است اما تابع بودن نہ کار درویشان است المقصود با ہیچ مقامے
استقامت نمیکنند کہ بھٹ پڑا وہ سونا جاسے ٹوٹیں کان
کہ گرم روان را در تنزلات تلوین آمدن و ماندن ازان قبیلہ است کہ
بھولے بانجھن گاے کھاے چون باین سخنان سی آنزمان
حلاوت آن معلوم نمائی منظر سرسری نہ بینی چنانچہ اندھا بگلا
کیچ کھاے کار جان باختن است و خود را از خود دور انداختن نہ
آنکہ درین امر مصلحت ساختن کہ خرگوش سون جانون یا کو سون
پاچاپ
دو درجان دادن چنیدان جانثار تو سازند اوڈن ہاریو بیاد یہو لپنیڈی
دوس یعنی امر علوی را دیکنی و بیر جانبازی سخن می آری و مرتکب غیر ماسوے
اللہ میشوی جانم زنہار زنہار کار امروز را بفردا نہ گذاری کہ گھوڑا اچا ہے
بنائیگے گون تک بھرتی آئیو بس باید کہ نہ دو دائی نا بیائی و خیال جہانی
و نادانی را از دل بنداے کوڑھ مین کھاج ہرچند ہیچ واہم کہ باشارت

عرفان بے محابا مشتہر نشوم وازتا بہر سردہم کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے
وازین راہ فاش گفتن مصلحت نمے بینم کوٹھو سے کھل آتری بھٹی
بلدھون جوک راز پوشیدہ را باہل آنہ یعنی باحیوان چون بازم
فاما درآنی کہ تعبیہ شوق وتسلط ذوق مستولی میگردد ڈھینگا ڈھینگا
بلو کا راج کار و بار اختیار از دست میرود مصرعہ

	تیرے ست ولی کمانش در دست کسی است	
	لمولفہ مصرع	
	گفتگوئے باکمانداری مجال تیر نیست	

آرے سخن عشق آمدنی ست آوردنی نیست والا نہ حال این عاجز معلوم کہ کبکی
تیلن کبکا پلا مصرع

	عمرے باید کہ یار آید بکنار	

کالھہ ہین بنیا آج ہین سیٹھہ بودن دشوار است ولیقین است
کہ پوس ہے تین پھاک سبتہی را حال سنتی گفتن سے سزاوار است
کہان راجا بھوج کہان گنگا تیلی مصرع

	چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا	

المقصود ہرگونہ درین امر قاصرم اما بحکم آنکہ کھسیڈ لیپ ۔ اٹھی مچھلی پری

مصرع

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

ازبے استعدادی خود قاصرم و یک چند سطرے کہ نوشتہ ام انڈھلی کی بسٹیر یا آنکہ کو بری لات بنگی تعجب نیست ہاٹ کا جامان موبخ کی بجھیا قال موافق حال خود زدہ ام الٰہی ہرچہ گفتہ ام براے تو گفتہ ام و بتو گفتہ ام واز تو گفتہ ام ہ

گرم جرم بینی مکن عیب من		توئی سر براور دہ از جیب من

الٰہی از جلال تو حیرانم و در جمال تو نگرانم کہ بھوبن پریت نانم الٰہی از کبریائی تو دلم ترسناک است چنانچہ لکڑی کے ڈر بندری ناچے الٰہی از حالت خود کہا و ربنا سے تو ہری سے پاتن کروا سے نہایت غمناک ہ

ہمچو من ناقابلے و صاب آدم دیدہ بود		زین سبب ابلیس ملعون سجدہ بر آدم نکرد

الٰہی ہمتے بخش کہ سو گز واروں ایک گز نہ پھاڑوں یعنی بردہ تھار کثرت دیدہ بر مرکزے مستقیم و آرمیدہ شوم الٰہی در لذات جمال خود

چنان حریص کن کہ چنے چبائے کے انگلی چاٹے یعنی سر موہم
ترک نماند و ہیچ ازان نگذارم اسلیے ہر عملے و فعلے کہ میکنم لایق درگاہ
تو نیست عبادت من نادرست وارادت من سست چنانچہ چیل
مانڈے لے گئی بتا پتھار ہی نا نون الہی طاقتم طاقست لذت
شوق و ذوق را بر من شاق مگردان کہ ادھیلے کی بڑھیا ٹکا
منڈوائین الہی عاجزم و ناتوان الہی برکردارم خوردہ مگیر کہ ایک
گھر ڈائن بھی چھوڑے و تو رحیمی و غفوری و ستاری الہی حلاوت
روحی ارزانی فرمائے کہ از سرکشی نفس در آزارم چنانچہ دہی کھاے
سون موسل الہی عبادت نفسانی ازان قبیل است کہ چھیری نے
دودہ دیا مینگنی بھر اکیفیت روحانی کرامت فرمائے ما گیان
تیری اولی سے

ہیچو مرغ نیم بسمل ماندہ ام دردم تو	یا بکش یا دانہ دہ یا از قفس آزاد کن

این بیچارہ را چہ چارہ تن بہ تقدیر تسلیم است فالحاصل از علم رسمی کہ
گفتگوے بیحاصل است یعنی سارا دن پیسا چینی بھر اٹھایا فراغت
نمودم و اختتام کردم سوت نہ کپاس کولی سون لٹھی لٹھا

نہ قوت وجدان و نہ طاقت بیان پیش ازین احتیاج ندیدم وقلم
دو زبان و سخنان لسان ایچیدیم پس آرسیدم چھوٹی نند پیاری تین

خواہی بفراق کوش و خواہی بوصال		من فارغم ازین ہر دو مرا عشق تو بس

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا اللہم احفظنا
من شر ما قضیت برحمتک و فضلک و کرمک یا ارحم الراحمین
آمین
دوہرہ نہایت مرغوب دل آرام

دوہرہ

پیلی پار ڈگڈگی اجی سینوری بھری		اندھلی نیرا بٹ پرکا دو ڈیوری لنگری

باید دانست پیلی پار اشارت بما سوی اللہ است و ڈگڈگی ایماے بر صعود
ہویت بلکہ عین ذات است و بھری مقصود از سمع شنوائی خود بر داشت
و اندھلی ہمان معنی دارد کہ ممکن در نظرش نماندہ جلوہ ہیچ بصر مشاہدہ کرد
و چور عبارت از ذات است اگرچہ کسی نمی بیند و او کار ہا میکند
و چور را با محبوب نسبت دادہ اند

مصرع

شوخ دزدیست کہ در دست چراغے دارد

فالحاصل مردے کہ از حکم بے بیصر جلوہ دیدہ و یافتہ آنرا بجز ترانہ بے بیسمع شنیدہ نشود و غیر از پا شکستہ برین حال نہ دود

مصرعہ

ببرند شکستگان ازین میدان گوے

تمت